عطیہ خاص بخدمت خاص حضرت سید شاہ ابراہیم باشاہ صاحب چشتی قادری یمنی بندہ نوازی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد فصیح الدین نظامی
لائبریرین جامعہ نظامیہ حیدرآباد

صلِّ علیٰ

مجموعۂ
نعت و منقبت و سلام

دوسرا ایڈیشن

خواجہ شوق

کتاب کا نام — صَلِّ علیٰ —— مجموعۂ نعت و منقبت و سلام

سالِ اشاعتِ ثانی — اکٹوبر ۲۰۰۴ء

تعدادِ اشاعت — ۵۰۰

کمپیوٹر کتابت — حافظ محمد وجیہ اللہ سبحانی

طباعت معہ سرورق — ریاض پرنٹرس و کمپیوٹر گرافک سنٹر چھتہ بازار مین روڈ حیدرآباد

فون: 55712042 موبائل: 9391020926

قیمت — ۶۰ روپے

ناشر — ادبستان صفی

﴿ ملنے کا پتہ ﴾

حسامی بک ڈپو، مچھلی کمان حیدرآباد۔

انتساب

مقصدِ تخلیقِ کائنات، نورِ اوّل وآخر کے نامِ نامی سے معنون
کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں
(جنھیں صدیوں سے سمجھا جارہا ہے۔ شعورِ ہر صدی میں تشنگی ہے)

خواجہ شوقؔ

ہم جیسے خستگانِ ازل کس شمار میں
شاہاں گدائی پیشہ ہیں تیرے دیار میں

ترتیب

صلِّ علیٰ کی شاعری	جناب مصلح الدین سعدی	۱
صلِّ علیٰ پر ایک نظر	جناب الحاج ڈاکٹر سید محمد حمید الدین شرفی	۴
حرف گفتنی	خواجہ شوق	۹

سلسلہ		صفحہ	سلسلہ		صفحہ
۱	سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ	۱۲	۲۳	قدسیوں کے بھی جہاں ہوش ٹھکانے آئے	۳۴
۲	جمالِ شاہِ امم لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ	۱۳	۲۴	دلوں سے گنبد خضریٰ کا فاصلہ کم ہے	۳۵
۳	اک کرن روشنیٔ غار حرا دے یارب	۱۴	۲۵	شعور کم ہے نظر کم ہے حوصلہ کم ہے	۳۶
۴	جس میں خوشبوئے نبیؐ ہو وہ فضا دے یارب	۱۵	۲۶	نظر جتنی ملی جن کو وہ اتنا دیکھ لیتے ہیں	۳۷
۵	کوئی واقف کہاں تھا نور کی رفتار سے پہلے	۱۶	۲۷	غیر ممکن ہے کہ پایہ نہ ہو دیوار رہے	۳۸
۶	پوری حیات سلسلۂ معجزات ہے	۱۷	۲۸	عقل والے وہی نادار کے نادار رہے	۳۹
۷	جو کچھ ہے انؐ کی اِک نظرِ التفات ہے	۱۸	۲۹	تمھارے سامنے گونگے ہیں سب زباں والے	۴۰
۸	نماز میں بھی درود آپؐ پر ضروری ہے	۱۹	۳۰	جہاں کوئی نہیں سرکارؐ ہیں وہاں والے	۴۱
۹	تجھے سب کچھ سمجھ کر بھی خرد قاصر کی قاصر ہے	۲۰	۳۱	منصب آقاؐ کا کوئی نقطۂ آغاز نہیں	۴۲
۱۰	چلتا نہیں کام فقط لَا اِلٰه سے	۲۱	۳۲	چشمِ رحمت سے تو دشمن نظر انداز نہیں	۴۳
۱۱	معجزہ اس سے بڑا ہو نہیں سکتا کوئی	۲۲	۳۳	خدا کو دیکھ کے کس نے خدا کو مانا ہے	۴۴
۱۲	آپؐ کے بعد پیمبر نہ صحیفہ کوئی	۲۳	۳۴	ہر آستانے کا مرکز یہ آستانہ ہے	۴۵
۱۳	نظر اتنی کہاں سرکارؐ کے جلوے جہاں تک ہیں	۲۴	۳۵	یہاں کا ایک سجدہ عمر کے سجدوں پہ بھاری ہے	۴۶
۱۴	چل رہا ہے مگر اک آپؐ کا سکہ تنہا	۲۵	۳۶	اجالا جلوۂ من نور کا روحوں پہ طاری ہے	۴۷
۱۵	پڑھتے ہیں کون و مکاں آپؐ کا کلمہ تنہا	۲۶	۳۷	عاصی کو مدینے میں کرم ڈھونڈ رہا ہے	۴۸
۱۶	خلقت بھی تمھاری ہے خالق بھی تمھارا ہے	۲۷	۳۸	اعلانِ معافی کا عجب نرم سزا ہے	۴۹
۱۷	قرآن کا ہر پارہ سیرت کا شمارہ ہے	۲۸	۳۹	نظر اللہ پر اور جان و دل سوئے رسول اللہ	۵۰
۱۸	جبریلؑ نے کیا موقعہ ہاتھوں سے گنوایا ہے	۲۹	۴۰	سرکار سے دوری کی سزا دربدری ہے	۵۱
۱۹	پارہ جتنوں کے دماغوں کا چڑھا تھا اترا	۳۰	۴۱	وہ دیدہ وری سب سے بڑی دیدہ وری ہے	۵۲
۲۰	عمر بھر آپ کی رحمت کا نہ دریا اترا	۳۱	۴۲	قلم اٹھاتے ہوئے سوچنا پڑا کتنا	۵۳
۲۱	ذرا آواز اپنی پست کر سرکارؐ سنتے ہیں	۳۲	۴۳	کسے خبر کہ زمانہ ہے آپؐ کا کتنا	۵۴
۲۲	آپؐ پڑھنے نہیں آئے ہیں پڑھانے آئے	۳۳	۴۴	وہ سلامت ہیں تو یہ انجمن آرائی ہے	۵۵

۴۵	چشمِ مازاغ میں اللہ کی بینائی ہے	۵۶
۴۶	درودَ پڑھنا ہے اظہارِ عاجزی کرنا	۵۷
۴۷	روا ہے صرف اُسے نازِ بندگی کرنا	۵۸
۴۸	قدم آپؐ اپنے دکھائیں تو اجالا دیکھوں	۵۹
۴۹	یہ وہ سورج ہی نہیں ہے جسے ڈھلتا دیکھوں	۶۰
۵۰	ہر اک مقصد ہوا پورا جو ختم المرسلیں آئے	۶۱
۵۱	جس کو جو کچھ بھی ملا۔ کس سے ملا؟ سرکارؐ سے	۶۲
۵۲	دونوں عالم پہ بہ یک وقت نظر رہتی ہے	۶۳
۵۳	رحمت اللہ کی سرکارؐ کے گھر رہتی ہے	۶۴
۵۴	روشنی محفلِ کُن میں ہے تمھاری ساری	۶۵
۵۵	آپؐ نے عمر غریبوں میں گذاری ساری	۶۶
۵۶	جو بات مدینے میں ہے مکّے میں کہاں ہے	۶۷
۵۷	ملک اللہ کا۔ حکومت سیدؐ ابرار کی	۶۸
۵۸	وقتِ واحد میں ہے ہر جانب نظر سرکارؐ کی	۶۹
۵۹	قرآں تو اب بھی ہے وہی دنیا کے سامنے	۷۰
۶۰	لاتی ہیں کرنیں ذرّوں کو چمکا کے سامنے	۷۱
۶۱	چراغِ آفاق ہے فروزاں تمھارا نقشِ قدم نہیں ہے	۷۲
۶۲	کھل گیا عبدیت کا بھرم یا نبیؐ	۷۴
۶۳	میں تو محتاج ہوں دمبدم یا نبیؐ	۷۵
۶۴	اُمی لقب بھی صاحبِ اُمّ الکتاب بھی	۷۶
۶۵	سینوں میں روشنی ہے نہ ذہنوں میں روشنی	۷۷
۶۶	آدمی مجبور ہے ایمان لانے کیلئے	۷۸
۶۷	کہیں بھی جو نہیں ملتا وہ ملتا ہے مدینے میں	۷۹
۶۸	عرش پایہ سبز گنبد ہے میرے سرکارؐ کا	۸۰
۶۹	چاند سورج سے اجالا نہیں ہوتا دل میں	۸۱
۷۰	صاف کھلتا نہیں وہ روح میں ہیں یا دل میں	۸۲
۷۱	کونین منور ہیں سرکارؐ ہیں طیبہ میں	۸۳
۷۲	دولت جو لٹ گئی وہی ان کی کمائی ہے	۸۴
۷۳	یہ ابتدائی کلمہ ہی خود انتہائی ہے	۸۵
۷۴	میں کب سے تیرا رستہ دیکھتا ہوں	۸۶
۷۵	مدینے کا اجالا دیکھتا ہوں	۸۷
۷۶	حق آگاہی کی پہلی شرط اُلفتِ مصطفیٰؐ کی ہے	۸۸
۷۷	صدقہ ہے یہ حضورؐ علیہ السلام کا	۸۹
۷۸	چلنے دیا پتہ بھی نہ اپنے مقام کا	۹۰
۷۹	تشبیہ کے اندر سب گم ہیں تنزیہہ کا عالم کیا ہوگا	۹۱
۸۰	گلی مدینے کی پھر ہے گلی مدینے کی	۹۳
۸۱	محال ہے کہ ہو منظر کشی مدینے کی	۹۴
۸۲	دل چمکتا نہیں فیضانِ نبوّت کے سوا	۹۵
۸۳	ہم کو جانا ہے کہاں اس درِ دولت کے سوا	۹۶
۸۴	سرکارؐ سے جو دُور ہے وہ حق سے دُور ہے	۹۷
۸۵	ایک اک قدم حضورؐ کا کیا باشعور ہے	۹۸
۸۶	یہ وہ چراغ ہے جن کو ہوا جلاتی ہے	۹۹
۸۷	کرم کا اُن کے اثر کتنا نفسیاتی ہے	۱۰۰
۸۸	تخلیقِ کائنات کا منشا رسولؐ ہیں	۱۰۱
۸۹	دارین میں ہر اک وسیلہ رسولؐ ہیں	۱۰۲
۹۰	فرش پر مصطفیٰؐ عرش پر مصطفیٰؐ	۱۰۳
۹۱	تم جدھر ہو خدا ہے ادھر مصطفیٰؐ	۱۰۴
۹۲	خدا جمیل۔ حبیبِ خدا جمالی ہے	۱۰۵
۹۳	اب ایسے اہلِ جنوں سے زمانہ خالی ہے	۱۰۶
۹۴	اُنھیں جلوہ دکھانا ہو تو دیتے ہیں نظر پہلے	۱۰۷
۹۵	یہ وہ رستہ ہے کٹ جاتے ہیں جس میں بال و پر پہلے	۱۰۸
۹۶	دیوانوں کی جنت تو مدینے کی گلی ہے	۱۰۹
۹۷	دنیا ہے کہ صدیوں سے ابھی سوچ رہی ہے	۱۱۰
۹۸	کیا کریں گے شافعِ روزِ جزا کا سامنا	۱۱۱
۹۹	جن کو رہتا ہے مدینے کی ہوا کا سامنا	۱۱۲
۱۰۰	واجب کی تجلّی ہے پیراہنِ امکاں میں	۱۱۳

١٠١	سب کچھ ملا جو ایک درِ مصطفیٰ ملا	١١٤
١٠٢	اظہارِ نور کو بھی بدن نور کا ملا	١١٥
١٠٣	سب اپنی جگہ رہنے دو اعمال عقیدے	١١٦
١٠٤	اے گنبدِ خضریٰ کی فضا چھاؤں ہری دے	١١٧
١٠٥	خیر الامم ہیں نسبت خیر البشر سے ہم	١١٨
١٠٦	یہ دین فقط سیرت سرکار سے پھیلا	١١٩
١٠٧	اُجالا علم کا پھیلا خبر سے	١٢٠
١٠٨	وہ آگئے ہیں ہر ایک حدِ نظر سے	١٢١
١٠٩	کوئی بھی نعت نہیں حرفِ ابتدا کے سوا	١٢٢
١١٠	کہاں وہ جائیں گے دامانِ مصطفیٰ کے سوا	١٢٣
١١١	بندے سے نمائندگی ہوتی ہے خدا کی	١٢٤
١١٢	خاکی تو ہر اک حال میں ہے بندۂ خاکی	١٢٥
١١٣	ہے ازل سے تا ابد اک سلسلہ انوار کا	١٢٦
١١٤	ذاتِ اقدس حرفِ آخر ہے ہر اک معیار کا	١٢٧
١١٥	جس کو نظر آئے شہِ طیبہ نظر آئے	١٢٨
١١٦	جتنا نظر آنا تھا بس اُتنا نظر آئے	١٢٩
١١٧	تیئیس برس کہنے کو پیغمبری کے ہیں	١٣٠
١١٨	سرکار سرپرست ہر اک اُمتی کے ہیں	١٣١
١١٩	جہاں آواز دو محسوس ہوتا ہے وہاں تم ہو	١٣٢
١٢٠	وہ کشتی کس طرح ڈوبے گی جس کے پاسباں تم ہو	١٣٣
١٢١	کوئی زمانہ بھی نہیں اُن کی نظر سے دُور	١٣٤
١٢٢	وہ بھی نہیں ہیں دُور جو ہیں سنگِ در سے دُور	١٣٥
١٢٣	ہے کسوٹی دین کی بعثت رسول اللہ کی	١٣٦
١٢٤	حق کا وہ احسان ہے بعثت رسول اللہ کی	١٣٧
١٢٥	خرد کی کمسنی ہے نور کی جوانی ہے	١٣٨
١٢٦	وہ زندگانی حقیقت میں زندگانی ہے	١٣٩
١٢٧	دراصل میں وہ نقشِ قدم ڈھونڈ رہا ہوں	١٤٠
١٢٨	الفاظ کہاں ایسے کہ میں اُن کو سراہوں	١٤١
١٢٩	فضلِ خدا تمہاری عنایت کا نام ہے	١٤٢
١٣٠	اسلام کا نظام مکمل نظام ہے	١٤٣
١٣١	دیکھ لیتے تھے جو سرکار کو آتے جاتے	١٤٤
١٣٢	سب اسی در کے ہیں اب تک بھی نوازے جاتے	١٤٥
١٣٣	گدائے در نہ سمجھے جا سکے آقا تو آقا ہے	١٤٦
١٣٤	ثریاں سرکار کی ہے کہنے والا حق تعالیٰ ہے	١٤٧
١٣٥	ہر معجزہ بہ شکلِ کرامت ہے آج بھی	١٤٨
١٣٦	جو کچھ بھی ہے اُنہی کی بدولت ہے آج بھی	١٤٩
١٣٧	جس پہ ہے انسانیت نازاں وہ انساں آپ ہیں	١٥٠
١٣٨	غیب اور شہود ایک ہی صف میں نظر آئے	١٥١
١٣٩	سورج کا اُجالا ہوا ذرّے ابھر آئے	١٥٢
١٤٠	عرش اور فرش کو یکساں شہِ دیں دیکھتے ہیں	١٥٣
١٤١	سامنے آتے ہیں جو بھی وہ زمیں دیکھتے ہیں	١٥٤
١٤٢	اللہ کا تعارف پیغمبری ہی ہے	١٥٥
١٤٣	شانِ محمدی پھر شانِ محمدی ہے	١٥٦
١٤٤	وہ ہر پردے میں ہیں اور پھر بھی ہیں پردہ نشیں دیکھو	١٥٧
١٤٥	کیوں مِثلُکُم کا لفظ نہیں ہر بشر کے ساتھ	١٥٨
١٤٦	اس راہ میں قیام نہیں ہے سفر کے ساتھ	١٥٩
١٤٧	جان کر بھی جاننا پہچاننا ممکن نہیں	١٦٠
١٤٨	سامنا ہو جائے تو پھر دیکھنا ممکن نہیں	١٦١
١٤٩	ایماں کی فضا جاگی قرآں کا بدن چمکا	١٦٢
١٥٠	روشن ہوا ہر گوشۂ ظلمت کدۂ عالم میں	١٦٣
١٥١	یادِ بے ساختہ طائف کا سفر آیا ہے	١٦٤
١٥٢	دل ہی کیا روح میں تک اس کا اثر آیا ہے	١٦٥
١٥٣	جیتے بھی بھرم سے ہیں وہ مرتے بھی بھرم سے	١٦٦
١٥٤	یہ بات ذرا پوچھیے خود لوح و قلم سے	١٦٧
١٥٥	ذات کا عرفاں نہیں ہوتا کبھی پوشاک سے	١٦٨
١٥٦	یہ سمندر طے نہیں ہوتا کسی پیراک سے	١٦٩

۱۵۷	ایسے سرکار کی انتہا کیا ملے	۱۷۰	۱۸۵	دکھائی دینے لگا دن بھی رات کا چہرہ	۲۰۴
۱۵۸	ایک قطرہ جو مانگو تو دریا ملے	۱۷۱	۱۸۶	منظر ہی کو دیکھا پس منظر نہیں دیکھا	۲۰۶
۱۵۹	چکر لگا لگا کے بھنور دیکھتے رہے	۱۷۲	۱۸۷	زمینِ کربلا پر خون کی تحریر ہو بیٹھے	۲۰۷
۱۶۰	اک انقلاب شام و سحر دیکھتے رہے	۱۷۳	۱۸۸	ہر کس و ناکس سیاست داں نظر آنے لگا	۲۰۸
۱۶۱	ذاتِ حق پردے میں ہے جلوہ نما ہیں مصطفیٰ	۱۷۴	۱۸۹	خدائی تو تمیں رکھ کر جبینِ بندگی خم ہے	۲۱۰
۱۶۲	ظاہر و باطن سے سب کے آشنا ہیں مصطفیٰ	۱۷۵	۱۹۰	آپ کی عظمت ہوئی ہے آپ کی قاتل حسینؓ	۲۱۱
۱۶۳	کر دیا خاکِ درِ احمدِ مختار مجھے	۱۷۶	۱۹۱	خونِ شبیرؓ نے ہر فکر کا دھارا بدلا	۲۱۳
۱۶۴	جہاں میں اِس سے بڑا انقلاب کیا ہوگا	۱۷۷	۱۹۲	صرف نشتر ہی تھے کیا اُس وقت غمخوار حسینؓ	۲۱۵
۱۶۵	جینا بھی یہیں ہے ہمیں مرنا بھی یہیں ہے	۱۷۸	۱۹۳	شہیدوں کے لہو نے انقلابی رہبری کی ہے	۲۱۷
۱۶۶	روشنی ہے مہر و مہ میں رنگ و بو گلزار میں	۱۷۹	۱۹۴	میدانِ مصلحت نہیں میدانِ کربلا	۲۱۸
۱۶۷	دکھایا اُنگلیوں سے شہ نے پانی کا اُبل جانا	۱۸۰	۱۹۵	شبیرؓ کی آواز پیامِ ابدی ہے	۲۲۰
۱۶۸	یہ وہ در ہے جہاں گرنے کو کہتے ہیں سنبھل جانا	۱۸۱	۱۹۶	ورنہ سورج کی کرن کٹتی نہیں تلوار سے	۲۲۱
۱۶۹	تجلّی گہہِ بے مثال محمدؐ	۱۸۲	۱۹۷	دین زندہ ہے حسینؓ ابن علیؓ کے نام سے	۲۲۳
۱۷۰	رسالت بے قدم تھی جادۂ صدیقِ اکبرؓ میں	۱۸۳	۱۹۸	جلا بھی تو اُجالا ہے، بجھا بھی تو اُجالا ہے	۲۲۴
۱۷۱	اثر اسلام پہ ہے منت فاروقِ اعظمؓ کا	۱۸۴	۱۹۹	تاریخِ کائنات میں تنہا ہے کربلا	۲۲۵
۱۷۲	جامع القرآن لیکن جامع القرآن ہیں	۱۸۵	۲۰۰	حسینیؓ صبر فولادی چنے ہیں	۲۲۷
۱۷۳	ملا رسولؐ کا بستر کسے سوائے علیؓ	۱۸۶	۲۰۱	بات بیعت کی ہے رستے سے ہٹانا دل میں ہے	۲۲۹
۱۷۴	علیؓ پہ ختم ہیں انداز لافتائے علیؓ	۱۸۷	۲۰۲	اسرارِ کائنات کا دفتر حسینؓ ہیں	۲۳۱
۱۷۵	تطہیر کی مسند نشیں یا سیدہؓ خیر النساء	۱۸۸	۲۰۳	تعارف آلِ نبیؐ کا ہے کربلا کیا ہے	۲۳۳
۱۷۶	نصفِ جسم تاجدارِ مرسلاں پیدا ہوئے	۱۸۹	۲۰۴	حقیقتوں پہ ہے پردہ پڑا ہوا اب بھی	۲۳۵
۱۷۷	کتنی صدیوں سے زمانہ ہے نثارِ کربلا	۱۹۰	۲۰۵	نبی غوث الوریٰ کے حق تعالیٰ غوثِ اعظمؓ کا	۲۳۷
۱۷۸	سر جس کا زیرِ تیغ ہے میدان اُسی کا ہے	۱۹۱	۲۰۶	چراغِ نور ہے ایک ایک خطبہ غوثِ اعظمؓ کا	۲۳۸
۱۷۹	آغاز اُسی دن سے ہوا کرب و بلا کا	۱۹۳	۲۰۷	دربارِ شہِ جیلاں تقدیر کا دفتر ہے	۲۳۹
۱۸۰	کتنے رستوں کا ہے حامل کربلا کا راستہ	۱۹۵	۲۰۸	ہر زمانے کے لئے غوث الوریٰؓ معیار ہیں	۲۴۰
۱۸۱	منتشر جب سے شیرازۂ ملت اب تک	۱۹۷	۲۰۹	خدا ہیں نہ غیرِ خدا غوثِ اعظمؓ	۲۴۱
۱۸۲	کسی کو حق کا اُجالا نظر نہیں آیا	۱۹۹	۲۱۰	رسائی درحقیقت اعترافِ نارسائی ہے	۲۴۲
۱۸۳	حسینؓ سر نہ کٹاتے تو خونِ حق ہوتا	۲۰۱	۲۱۱	دوسرا نام مشیت کا ہے منشا تیرا	۲۴۳
۱۸۴	روشن ہے کائنات اُسی گھر کے نام سے	۲۰۲	۲۱۲	ہوش نظروں کے اُڑا دیتا ہے جلوہ تیرا	۲۴۴

۲۱۳	تونے یارب کس تجلی کو بنایا غوث پاک	۲۳۵	۲۳۰	تری نظر نے بنائے ہیں کتنے ہی خواجہ	۲۶۳
۲۱۴	آپ کے دم سے ہوا اسلام زندہ غوث پاک	۲۳۶	۲۳۱	تو ولیوں کا ولی سلطانوں کا سلطان ہے خواجہ	۲۶۴
۲۱۵	ادراک تمہارا ہے صدیوں کا سفر آقا	۲۳۷	۲۳۲	سو عبادت کی ہے یہ ایک عبادت خواجہ	۲۶۶
۲۱۶	گھر شاہ ولایت کا ہے آپ کا گھر آقا	۲۳۸	۲۳۳	آپ کا فیض ہے فیضان نبوت خواجہ	۲۶۷
۲۱۷	علم وادراک کے چہرے پہ پسینہ آیا	۲۳۹	۲۳۴	جب تک میرے سر پہ ہے سایہ میرے خواجہ کا	۲۶۸
۲۱۸	کس زباں سے کہیں ہم کو اُن کو سمجھنا آیا	۲۵۰	۲۳۵	دکن میں ہیں چراغِ دہلوی کی روشنی خواجہ	۲۶۹
۲۱۹	اتنے مزاج دارِ مشیت تمہی تو ہو	۲۵۱	۲۳۶	جنتی جسے عقیدتِ بندہ نواز ہے	۲۷۰
۲۲۰	سینوں میں روشنی ہے ذہنوں میں روشنی	۲۵۲	۲۳۷	کس شان کا دربار ہے دربارِ ابوالفیض	۲۷۱
۲۲۱	شمیم جاں فزائے گلشن آلِ عبا تم ہو	۲۵۳	۲۳۸	یہاں ہر فضیلت ہے شانہ بہ شانہ	۲۷۲
۲۲۲	تمھیں سمجھا گیا جتنا بھی اُس سے ماوراتم ہو	۲۵۴	۲۳۹	جو شان ہے دادا کی وہی شانِ ابوالفیض	۲۷۳
۲۲۳	غوث اعظم کا فیضان دو رسمس ہے بقدر مراتب سبھی کیلئے	۲۵۵	۲۴۰	تاجدارِ دین و دُنیا بابا شرف الدین ہیں	۲۷۴
۲۲۴	مقام شاہِ جیلاں پھر مقام شاہِ جیلاں ہے	۲۵۷	۲۴۱	آپ ہر کل کی ہے سید منزل رسا سیدین دکن یوسفین الحسن	۲۷۵
۲۲۵	خزاں کو جو بہاروں سے بدل دے وہ گلستاں ہے	۲۵۸	۲۴۲	چھپتا کہاں ہے دیکھنے والا قدیر کا	۲۷۷
۲۲۶	تمہی ہو خواجۂ کل خواجگاں اجمیر کے خواجہ	۲۵۹	۲۴۳	عارفوں کو ہی ہوا کرتا ہے عرفانِ قدیر	۲۷۸
۲۲۷	گدائے در ہوں جاؤں گا کہاں اجمیر کے خواجہ	۲۶۰	۲۴۴	جو کچھ ہے اپنے پاس عطائے قدیر ہے	۲۷۹
۲۲۸	عالم کے بھی خواجہ ہو تم اے ہند کے خواجہ	۲۶۱	۲۴۵	دوری میں بھی نصیب ہے قربت قدیر کی	۲۸۰
۲۲۹	نظر میں رہتے ہیں شام و سحر غریب نواز	۲۶۲		☆☆☆	

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''صلِ علیٰ'' کی شاعری ' ایک تاثر

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَo

خواجہ شوقؔ گلستان سخن کے ایسے مالی ہیں جو'' قانونِ باغبانیٔ صحرا'' سے بھی واقف ہیں اور اپنی تخلیقی مہارت سے بے جان الفاظ میں جان ڈال کر بنجر زمینوں میں اپنے خون جگر سے لالہ کاری کر سکتے ہیں۔

غزل ان کا خاص میدان ہے' یہ دکن کی ادبی روایت کے نقیب ہیں۔ ان کا علم ان کے مشاہدات کا محتسب ہے۔ وہ اپنے ماحول میں جذب نہیں ہوتے بلکہ اپنی شخصیت' اپنی فکر اور اپنے فن کے ذریعہ اپنے ماحول کو متاثر کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ یہی ان کی انفرادیت ہے' وہ دور سے ہی اپنی شناخت کرواتے ہیں۔ اس کشمکش میں ان کی واردات اس عصر کی وہ تصویر پیش کرتی ہے جو شکست وریخت سے عبارت ہے۔ ادبی سطح پر ابھی اس کا تفصیلی جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ کلاسیکی طرز اظہار نے عصری اظہار کی تربیت میں کیا کردار ادا کیا ہے۔ قدیم وجدید کا وہ نقطۂ اتصال جہاں خواجہ شوقؔ اپنے علم شعر۔ اپنے لسانی رویہ اور اپنے پورے تہذیبی ورثہ کے ساتھ اپنے عصر کا سامنا کرتے ہیں تو یقیناً کچھ نئے گوشے اُبھر کر سامنے آتے ہیں۔ کہیں یہ از کار رفتہ معلوم ہوتے ہیں اور کہیں یہ زمانے کی رو سے بہت آگے دکھائی دیتے ہیں۔ خواجہ شوقؔ کی معنویت اسی ادراک اقرار وانکار کے علی الرغم ایک مثبت قدر کے طور پر موجود ہے۔ دیکھنے والی نظر کا زاویہ اگر معروضی ہے تو اس ہفت خواں کو سلامتی کے ساتھ طئے کیا جاسکتا ہے۔

خواجہ شوقؔ کا زیر نظر مجموعہ ''صلِ علیٰ'' نعت ومنقبت وسلام پر مشتمل ہے۔ مجھے اس کے بعض حصوں کو دیکھنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ یہ تاثر اسی مطالعہ کی دین ہے۔ میں نے صرف ان کی نعت کے بارے میں اظہار خیال کیا ہے۔ سلام خود ایک بہت بڑا موضوع ہے' اس بحر میں شناوری کے لئے بہت وقت درکار ہے جس سے راقم الحروف اس وقت مجبور ہے۔

ع سفینہ چاہیئے اس بحر بیکراں کے لئے

نعت ایک ایسی صنف سخن ہے جو شاعر سے احتیاط کا مطالبہ کرتی ہے۔ مشہور قول ہے'' باخدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار'' ـــــــ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اظہار عقیدت بھی نعت ہے ان کے فیضان کی زیارت بھی نعت ہے اور ان کے پیغام کی اشاعت بھی نعت ہے۔ وہ آئینۂ کائنات کا معنیٔ دیریاب ہیں ان کی تلاش میں

نُوْرٌ " (مائدہ۔۱۵) یا پھر سِرَاجاً مُّنِیْراً (احزاب۔۴۶) شوقؔ صاحب کی تقریباً ہر نعت میں نور کے موضوع پر موثر اشعار ملتے ہیں۔

کس شان سے ہے نورِ نبیؐ کائنات میں : جتنی بصیرت اُتنی ہی رویت ہے آج بھی

لباسِ عبد میں بھی نورِ حق رازِ سراپا ہے : تعیّنِ نور کا ہو جائے تو وہ نور ہی کیا ہے

اے پیکرِ من نور تو چیزے دگری ہے : پیغمبری منصب ہے لبادہ بشری ہے

عشقِ الٰہی کے آرزومند کے لئے حکم ہے "قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ" (آل عمران۔۳۱) اس اصول کو شعری پیکر میں اس طرح ڈھالا گیا ہے۔

خدا سے عشق فرمانے کہاں جاتا ہے دیوانے : حق آگاہی کی پہلی شرط اُلفت مصطفیٰ کی ہے

اسی طرح وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ (انبیاء۔۱۰۷) شوقؔ صاحب کے پاس مضامین رحمت مختلف انداز سے بیان ہوئے ہیں۔

خدا نے رحمتوں کی انتہا کر دی غریبوں پر : غریبوں بیکسوں میں رحمۃٌ لِّلعالمین آئے

قرآن نے تکمیلِ دین اور حضور کے خاتم النبیین ہونے کا الگ الگ جگہوں پر تذکرہ فرمایا ہے۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (مائدہ۔۳) وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (احزاب۔۴۰) شوقؔ صاحب کے پاس یہ ارشادات اس خوبصورت شعر میں نظم ہوئے ہیں

کہاں ہے ذکر اَکْمَلْتُ لَکُمْ کا آپ سے پہلے : ہر اک مقصد ہوا پورا جو ختم المرسلیں آئے

قرآن نے اسریٰ اور معراج کی تفصیلات سورہ بنی اسرائیل اور سورہ نجم میں بیان کی ہیں:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ (بنی اسرائیل) ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ۝ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ ۝ (نجم۔۹) مجموعہ نعت میں متعدد اشعار اس موضوع پر موجود ہیں۔

قابَ قوسین عجب مرکزِ یکجائی ہے : ذات آپ اپنی تجلّی کی تماشائی ہے

خدائے پاک کا قوسین کب ٹھکانہ ہے : فقط مقامِ نبیؐ خلق کو دکھاتا ہے

شبِ معراج نے افکار کے دھارے بدل ڈالے : کوئی واقف کہاں تھا نور کی رفتار سے پہلے

سیرتِ طیبہ ساری انسانیت کے لیے نمونۂ عمل ہے "لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ" (احزاب ۲۱) اس ہدایت کو انھوں نے شعری پیرائے میں پیش کیا ہے

نقوشِ سیرتِ اقدس میں کتنی پائیداری ہے : کہ صدیاں ہو گئیں ہر سنّتِ سرکار جاری ہے

چاند سورج پہ ہی کب معجزے موقوف ہیں شوقؔ : کون سی بات ہے آقا کی جو اعجاز نہیں

قرآن نے دربارِ رسول کے آداب سکھائے ہیں۔ لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ (حجرات ۲) اس حکم کو یوں منظوم کیا ہے

لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتُ کا دربار سجا ہے : سانسوں کی بھی آواز پہ پہرہ سا لگا ہے

حضور اقدس کی شانِ رفعت اور بلندیٔ ذکر کا قرآنی اعلان "وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ" (انشراح ۴) شوق صاحب کی نعتوں میں جابجا ملتا ہے

آپ کی شانِ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ وہ ہے : مشکلوں میں جو رسولوں کے بھی کام آئی ہے

حیاتُ النبی ایک مستقل عقیدہ ہے۔ یہ خوبصورت شعر دیکھیے

اک سنتِ رسول بھی اب تک نہ مر سکی : کیسی وفات یہ تو مُسلسل حیات ہے

حضرت شوق کا نعتیہ کلام ہر جگہ اس حقیقت کا احساس دلاتا ہے کہ

حق کے پاس ایک ہی صورت کی پذیرائی ہے : ویسا ہی پڑھتے ہیں سب جیسی کہ وحی آئی ہے

خدا کی ذاتِ بے پروا کو کیا پرواہ دو عالم کی : فقط اک صورتِ سرور ہے جس کی پاسداری ہے

"صلِ علیٰ" میں نعتوں کے علاوہ سلام اور منقبت بھی ہیں۔ شوق صاحب جب صحابہ کی جناب میں نذرانۂ احترام پیش کرتے ہیں تو یہاں بھی قرآنی ارشاد اور نسبتِ رسول ہی وجہ ہے

ہو گئے وہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُمْ : زندگی جتنوں نے سرکار پہ واری ساری

سبطِ رسول مقبول حضرت امام عالی مقام سیدنا حسین کی سیرت اور واقعات کربلا اور مصائب اہل بیت کی تفصیلات کا اردو شاعری میں بڑا ذخیرہ ہے کربلا کے معرکۂ حق و باطل کا ان کے ذہن پر گہرا اثر ہے۔ وہ حضرت حسین کی عظیم قربانی کی مقصدیت اور پیغام شہادت حسینؓ کو معلوم و مشتہر کرنا تقاضۂ عقیدت سمجھتے ہیں۔ چنانچہ ان کے سلاموں میں یہ پہلو زیادہ واضح نظر آتا ہے

شہادت حق پرستی کا سبق اک مقصدی غم ہے : سمجھ کر رویئے اس کو تو ساری زندگی کم ہے

ہے شہادت اک مکمل اعتبارِ عبدیت : ورنہ سورج کی کرن کٹتی نہیں تلوار سے

کربلا کی یاد کیا اسلام کے دل سے مٹے : عالم اسلام خود ہے یادگارِ کربلا

امام عالی مقام کے حق پرستانہ اقدام کو یوں خراج پیش کرتے ہیں

باغی قرار دیتے ہیں شامی دماغ لوگ : ایمان بولتا ہے کہ حق پر حسینؓ ہیں

چراغِ اہلِ بیتِ پاک اَنَا مِن نُور والا ہے : جلا بھی تو اجالا ہے بُجھا بھی تو اجالا ہے

سید الشہداء کے صبر اور مقصد صبر کو اس شعر میں نظم کیا ہے

اللہ غنی منزلتِ صبرِ حسینی : مقصد بھی بڑا اور مصیبت بھی بڑی ہے
آپکے آگے کسی کا جل نہ سکتا تھا چراغ : آپکی عظمت ہوئی ہے آپکی قاتل حسینؓ

زیرِ نظر مجموعہ میں شامل منقبتیں ان کے اللہ والوں سے تعلق اور محبت کی آئینہ دار ہیں۔ بالخصوص غوثیت پناہ تاجدار بغداد حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی محبوبؒ سبحانی اور خواجۂ خواجگان ہندالولی عطائے رسول سیدنا خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری غریب نوازؒ کی جناب میں وہ اس طرح گلہائے عقیدت پیش کرتے ہیں

نہیں کونین میں کس کو ضرورت دستگیری کی : بلاد اللہ میں چلتا ہے سکہ غوثؒ اعظم کا
شہِؒ جیلاں کے مراتب پہ نظر ڈالی تھی : علم و ادراک کے چہرے پہ پسینہ آیا

....

اس در کے فقیروں نے شاہوں کو نوازا ہے : آئے گا سمجھ میں کیا رُتبہ میرے خواجہؒ کا
اسی لئے ہے محبت مجھے غریبی سے : نظر میں رہتے ہیں شام و سحر غریب نوازؒ
نہ جانے شان تری خواجۂ جہاں کیا ہے : تری نظر نے بنائے ہیں کتنے ہی خواجہؒ

ڈاکٹر سید محمدؐ حمید الدین شرفی
ڈائرکٹر اسلامک ہسٹری اینڈ ریسرچ کونسل (انڈیا)

شرفی چمن۔ سبزی منڈی حیدرآباد
۷/صفر المظفر ۱۴۱۶ھ
۷/جولائی ۱۹۹۵ء

حرفِ گفتنی

۱۹۸۴ء میں پہلے شعری مجموعہ ''چشم نگراں'' کی اشاعت کے بعد کافی عرصہ گزرا۔ اس دوران خیال تھا کہ مزید ایک مجموعہ اور نعت و منقبت و سلام کا ایک مجموعہ دونوں ایک ساتھ شائع کروائے جائیں لیکن حالات کی رفتار اور سب سے بڑی چیز وقفہ وقفہ سے صحت کی خرابی سدّ راہ بنتی رہی خصوصاً ۱۹۹۳ء میں ''سَن اِسٹروک'' کے بعد صحت نے صاف جواب دے دیا۔ بے اعتدالیٔ عناصر کا شکار ہوتے ہی تشویش لاحق ہوئی کہ دوسرا زیر ترتیب مجموعہ اشاعت پذیر ہو کہ نہ ہو لیکن کہیں یہ ایمانی سرمایہ تلف نہ ہو جائے اس لیے اس کو اوّلیت دیتے ہوئے سال گزشتہ ہی سے منہمک ہوں۔ تمام اصناف سخن میں صنف نعت بقول عرفیؔ شیرازیؒ ''رَہ بردمِ تیغ است قدم را'' ہے۔ جس ذات پاک کی مدح خود خالق عزّ و جل فرمائے اور ہر صحیفہ میں آپ کے اوصاف مذکور ہوں بھلا مخلوق ان کی تعریف کا حق کیا ادا کر سکتی ہے جبکہ ابھی اس کا تعین ہی نہ ہو سکا کہ یہ سلسلہ کب سے ہے اور کب تک رہے گا۔

فکر انسانی بقدر بساط اپنی اپنی زبان میں جتنی نظر آتی بات کہتی نظر آئی اور کہتی رہے گی۔ بزرگان دین اور عاشقان رسول اکرمؐ نے اس میدان میں اپنے مشاہدات، مکاشفات، قلبی تاثرات کو جو شعری زبان دی ہے وہ انہی کا حصّہ ہے۔ عوام النّاس نے بزور قابلیت علم کتابی۔ سُنی سنائی باتوں اور قیاسات کی بنیاد پر بہت کچھ کہنے کی کوشش کی لیکن شنیدہ کئے بود مانندِ دیدہ کا فرق کہاں جا سکتا ہے؟ اس میں عقائد کا درست ہونا بنیادی شرط ہے۔ اگر عقائد درست نہ ہوں تو وہ والہانہ کیفیت، سوز و گداز، بے ساختگی و خود سپردگی کے جذبات پیدا ہو ہی نہیں سکتے بلکہ عقائد کا فساد ایمان کے بگاڑ کا سبب بنتا ہے اور پھر یہ صلاحیتیں عطائی ہیں کسبی نہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست: تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

فیضان و شرف قبولیت کا مرحلہ تو کسی کے بس کا نہیں، صرف کرم پر منحصر ہے۔

ہر زبان کا اپنا ایک مزاج، ایک اسلوب ہوتا ہے، عربی کی بات فارسی میں نہیں، فارسی کی بات اردو میں نہیں، اسی طرح دوسری زبانوں کا بھی حال ہے (استثنائی صورتوں سے قاعدۂ کُلّیہ نہیں ٹوٹتا) خصوصاً فارسی شاعری جذبۂ فدائیت۔ ادب و احترام۔ خلوص دردمندی و شیفتگی کے نقطۂ عروج پر نظر آتی ہے۔ اردو میں بھی بعض شعرا ایسے مل جاتے ہیں جو فارسی کے ہم پلہ نہیں تو کم سے کم اردو زبان کے لیے سرمایۂ ناز و افتخار ضرور ہیں (شہرت کا ملنا، نہ ملنا الگ بات ہے) اگر تاریخ شعر و ادب کا تفصیلی جائزہ لیا جائے تو شعرائے

کرام کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔
ایک حلقہ وہ ہے جس نے بغرض حصول سعادت تبرکاً و تیمناً دو چار نعتیں منقبتیں سلام کہے ہیں۔ دوسرا گروہ ان کا ہے جنھوں نے اپنی زندگی صرف نعت گوئی، منقبت و سلام کے لیے مستقلاً وقف کر دی۔ تیسری جماعت وہ ہے جنھوں نے غزلوں، نظموں وغیرہ کے علاوہ نعت و منقبت و سلام کا بھی علٰحدہ ایک مجموعہ دیا ہے۔ ہر صنف سخن میں طبع آزمائی۔ قادر الکلامی اور زورِ بیان کا واضح ثبوت ہے لیکن یہ میدان اور اس کے لوازمات چیزے دیگر است۔ حیدرآباد دکن میں پہلے نعت و منقبت کی محفلوں کا انعقاد عموماً درگاہوں کے عرس کے موقعہ پر یا پھر ماہ ربیع الاول و ربیع الثانی میں صاحبانِ ذوق اپنے ایمانی جذبوں کو تازہ رکھنے اعتقاداً بڑے اہتمام سے کرتے تھے، بعض ادبی انجمنیں ایسی تھیں جو ہر ماہ کی مناسبت سے طرحی مشاعرے کروانا ان کا لائحہ عمل تھا، اب بھی کچھ انجمنیں ایسی رہ گئی ہیں۔ درگاہیں صرف شہر ہی میں نہیں، اضلاع میں بھی ہیں اس لیے وہاں بھی لازماً یہ سلسلہ چلتا تھا اور اضلاع والے بھی اس معاملے میں برابر کے حصّہ دار رہے۔
شمالی ہند کے علاوہ اس شہر فرخندہ بنیاد میں بحمد اللہ تینوں قسم کے شعراء کی کافی تعداد رہی جو کبھی نام و نمود کے بھوکے نہیں رہے۔ نصف صدی پہلے سے آج تک کی اگر بے لاگ تاریخ مرتب ہو تو ایسے کئی نام منظر عام پر آئیں گے جو امتدادِ زمانہ کے باعث فراموش ہو گئے اور وہ مشاعرے بھی خواب و خیال ہو گئے عاشق رسول حضرت مفتی شائق، حضرت بندے صاحب، شاہ کریم اللہ عاشق، مولانا کامل شطاری، مفسر قرآن مولانا معز الدین قادری الملتانی، ملک الشعراء حضرت اوج یعقوبی، یہ نام تو ابھی ذہنوں میں تازہ ہیں کچھ نام فی الوقت میرے حافظے سے اتر گئے۔ کبھی کبھی خالی الذہن ہوتا ہوں تو وہ محفلیں وہ صحبتیں آنکھوں میں پھر جاتی ہیں۔
زیرِ نظر مجموعہ کے تعلق سے مجھے اپنی بے بضاعتی کا کھلا اعتراف ہے جہاں تک ہو سکا مقدور بھر حقائق بیانی کی کوشش کی ہے، اس میں کہاں تک مجھے کامیابی حاصل ہوئی اس کا فیصلہ ہوش مند قارئین پر چھوڑتا ہوں۔ امیدِ قبولیت سرکار رحمت مآب سے ہے۔ پولیس ایکشن کے بعد حیدرآباد کی ادبی سرگرمیوں میں کچھ عرصہ کے لیئے وقفہ سا آ گیا تھا۔ لیکن جب دیا رنج بتوں نے تو خدا یاد آیا۔ اب اس کثرت سے محفلیں منعقد ہو رہی ہیں کہ کوئی ہفتہ خالی نہیں جاتا اور اس کے اثرات شہر سے لے کر اضلاع تک پہنچ گئے ہیں۔ لیکن انتہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس میں بھی شعراء کی وہی گروہ بندیاں۔ ذہنی تحفظات۔ سیاسی مکروہات تشتت و افتراق کارفرما ہے جو عام مشاعروں کی لازمی خصوصیت ہے۔ اللہ ہم لوگوں کو نیک توفیق دے۔
اس دور قحط الرّجال میں جب کہ ہر شخص موقعہ بے موقعہ اپنی قابلیت جتانے پر بے طرح تلا ہوا ہے۔ مذہب ایک تماشا بنا لیا گیا ہے۔ جنت و دوزخ کے مراحل سب حسب مرضی طئے ہو جا رہے ہیں۔ کچھ لوگ

ایک نہ ایک قسم کا لیبل لگانے کو اپنا کمال ہنر سمجھ بیٹھے ہیں اور کچھ مختلف اقسام کے فتوے صادر فرمارہے ہیں ایسے حالات میں سکوت اللّسان سلامتی ایمان کی دلیل ہے۔

آخر میں میرا اخلاقی فریضہ ہے کہ فرداً فرداً شکریہ کی بجائے اپنے تمام مخلصین اور کرم فرماؤں کا اجتماعی شکریہ ادا کروں جنھوں نے اپنے مفید مشوروں سے مجھے نوازا' تدوین و ترتیب میں میرا ہاتھ بٹایا' اپنا تعاون دیا۔ عزیزم جناب مصلح الدین سعدی (خلف مفسّر قرآن حضرت معز الدین قادری الملتانی) نے اپنے مختصر قیام حیدرآباد کے باوجود اپنے تاثرات کا اظہار فرمایا۔ محترم الحاج ڈاکٹر سید محمدؐ حمید الدین شرفی صاحب نے بھی اپنے رشحات قلم سے دلنوازی کی۔ معین دکن پریس کے مالکان جناب محمد فاروق حسین و آصف حسین صاحبین کا بے حد ممنون ہوں کہ انھوں نے اس کو اپنا کام سمجھ کر کیا اور ان بزرگوں کا بھی احسان مند ہوں جو میری حوصلہ افزائی کرتے رہے۔ فقط

خواجہ شوقؔ

H.No.17-9-271
قریب مسجد یک خانہ چھاؤنی نادعلی بیگ
(یاقوت پورہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ

خالقِ جزو کُل بھی مالک بھی　　ذات ایک اور ہیں صفات کئی
مَا عَرَفْنَاکَ جب نبیؐ نے کہا　　تجھ کو کیا جانے دوسرا کوئی
حمد تیری، تجھی کو زیبا ہے　　کُلُّ شَیءٍ مُحِیْطُ ہے تو ہی
سب تیری شان کے مظاہر ہیں　　زندگی، موت، صورت و معنی
شکر سے بھی زبان قاصر ہے　　رحم کی کوئی حد نہ احساں کی
ایک اک ذرّہ ہے ثبوت اس کا　　سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ
تیری قدرت کے سامنے یارب　　آدمی کی بساط ہی کتنی
ہر تصوّر سے ما وراٗ ہے تو　　عجزِ ادراک، حد ہے ہر اک کی

وَحدہٗ لا شریک کے آگے
نہ کسی کی چلی نہ چل سکتی

☆☆☆

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

جمالِ شاہِ اُمم لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ زِ فرق تا بہ قدم لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
پتہ کچھ اور ہی چلتا ہے مَن رَانی سے اَنَا بَشَر میں ہیں ہم لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
بغیرِ ذات، ظہورِ صفات ناممکن! وہ ہیں بہ شانِ اَتم لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
خدا کے نور سے وہ ان کے نور سے سب کچھ کہاں کے لوح و قلم لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
شہود کس کو کہیں اور غیب کس کو کہیں یہاں تو سب ہیں بہم لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
وہ آپ اپنے مقابل ہیں محفلِ کُن میں کمالِ نُورِ قِدم لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
ہر ایک رُخ ہے مُکمّل مطابقِ فطرت نہ کچھ زیادہ نہ کم لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
عجب ہے شانِ مشیّت مزاج جلووں کی سب اُنکے جلووں میں ضم لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
زبان بن نہیں سکتی نظر کی کیفیّت تجلّیاتِ حَرم لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

جلے جو دامنِ دل شوق شعلۂ غم سے
کہو بہ دیدۂ نم لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

☆☆☆

اِک کرن روشنیٔ غارِ حرا دے یارب

دل کو عشقِ شہِ لَولاک لَمَا دے یارب
بھول بیٹھی ہے نظر نور کے جادے یارب

پردۂ میم اُلٹ کر یہ بتا دے یارب
ذات پر کتنے ہیں ناموس کے لبادے یارب

لِی مَعَ اللہ کا چراغ اس میں جلا دے یارب
دل ترا گھر ہے تو اس گھر میں اندھیرا کیسا

نقشِ نعلینِ نبیؐ دل کو بنا دے یارب
ہم کو بال و پرِ جبریلؑ کا ارمان نہیں

اک کرن روشنیٔ غارِ حرا دے یارب
بے ضمیری کے اندھیروں نے بجھا دیں روحیں

درد بھی دے تو زمانے سے جدا دے یارب
فضل محدود ہے تیرا نہ کرم آقاؐ کا

صدقۂ شاہِ مدینہ ہو عطا شوق کو بھی
جز ترے در کی مُرادیں کوئی کیا دے یارب

☆☆☆

(طرحی مشاعرہ اردو نی کرنول)

جس میں خوشبوئے نبیؐ ہو وہ فضا دے یارب

جلوۂ سرکارؐ کا اس طرح دکھا دے یارب
مجھ کو خود میری نگاہوں سے چھپا دے یارب

ہم سیہ کاروں کو جو چاہے سزا دے لیکن
اُنکے قدموں سے نہ دُوری کی سزا دے یارب

مٹ نہ جائے کہیں سینے کی جلن اشکوں سے
غم کے شعلوں کو مدینے کی ہوا دے یارب

زنگ آلودہ بہت ہو گیا آئینۂ دل
قربتِ شاہِ مدینہؐ سے جلا دے یارب

آسرا رحمتِ کُلؐ کا ہے گنہ گاروں کو
تجھ سے پوشیدہ عمل ہیں نہ ارادے یارب

لے چکا سانس میں دنیا کی فضاؤں میں بہت
جس میں خوشبوئے نبیؐ ہو وہ فضا دے یارب

جلوہ فرمائی ہے کونین میں آقاؐ کی مگر
اُنکی منزل ہے کہاں یہ تو پتہ دے یارب

مغفرت شوق کی صدقے میں نبیؐ کے فرما
نہیں اوراق عمل نامے کے سادے یارب

☆☆☆

کوئی واقف کہاں تھا نور کی رفتار سے پہلے

خدا دانی کہاں ممکن شہِ ابرار سے پہلے
نہیں کلمہ مکمّل آپکے اقرار سے پہلے

کھُلا نورِ ازل کب، مرکزِ انوار سے پہلے
کوئی معیار ہی ایسا نہ تھا سرکارؐ سے پہلے

خدائی میں مقامِ مصطفائی ڈھونڈنے والو
خدائی خود کہاں تھی آپکے اظہار سے پہلے

کرن اقرأ کی لہرائے گی اَوْ اَدنیٰ کی منزل پر
فرشتوں کو خبر کیا تھی حِرا کے غار سے پہلے

یہ کیا کم معجزہ ہے بعد میں قرآن اترا ہے
بنائی ہے فضا سرکارؐ نے کردار سے پہلے

شبِ معراج نے افکار کے دھارے بدل ڈالے
کوئی واقف کہاں تھا نور کی رفتار سے پہلے

لباسِ مِثلُکُم میں ہے تجلّی گنجِ مخفی کی
خدا سے جس کو ملنا ہو ملے سرکارؐ سے پہلے

حضورؐ آئے تو صورت حق نمائی کی نکل آئی
تصوّر حق کا کیا تھا احمدِ مختارؐ سے پہلے

عطا کی کس نے مُشتِ خاک کو پروازِ افلاکی
دو عالم میں بتاؤ ایک تو سرکارؐ سے پہلے

دکھائینگے قدم آقا تو مر جاؤنگا قدموں پر
نہیں تو شوق مرنا کس کو ہے دیدار سے پہلے

☆☆☆

پوری حیات سلسلۂ معجزات ہے

کون و مکاں کی اتنی ہی کُل کائنات ہے　　نورِ نبیؐ نہ ہو تو نہ دن ہے نہ رات ہے

جلوہ نما بہ شانِ بشر عینِ ذات ہے　　خود کائنات ساز ہے خود کائنات ہے

اِک سُنّتِ رسولؐ بھی اب تک نہ مر سکی　　کیسی وفات یہ تو مُسلسل حیات ہے

دو چار معجزے ہوں تو مانے بشر کوئی　　پوری حیات سلسلۂ معجزات ہے

ممکن نہیں کتابوں سے عرفانِ مصطفیٰ　　فیضان اور بات ہے علم اور بات ہے

مثلِ بشر کو دیکھ کے سمجھا نہ جا سکا　　وہ کیا سمجھ میں آئے جو نادیدہ ذات ہے

کس پر کھُلی حقیقتِ نورِ محمدیؐ　　جتنی نظر ہے جس کی بس اُتنی ہی بات ہے

دن رات مل رہی ہیں دو عالم کو نعمتیں　　اللہ دے رہا ہے محمدؐ کا ہاتھ ہے

خالق بھی اُنکے ساتھ ہے خلقت بھی اُنکے ساتھ　　اُنکے وسیلے سے ہی ہر اک کی نجات ہے

ثابت ہوا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ سے شوق
پردے سے باہر آکے بھی پردے میں ذات ہے

☆☆☆

جو کچھ ہے انکیؐ اِک نظرِ التفات ہے

کیا شانِ مصطفائی علَیہِ الصّلوٰۃ ہے — ہردم وہ حق کے ساتھ ہیں حق اُنکے ساتھ ہے
یوں اُنؐ کا نور جلوہ گرِ شش جہات ہے — جس رُخ سے دیکھو ذات کا آئینہ ذات ہے
سرمایہ دو جہاں کا ہے جانِ حیات ہے — جو کچھ ہے اُنکیؐ اِک نظرِ التفات ہے
حصّہ ہے اہلِ دل کا نبوّت کی روشنی — اندھوں کے واسطے تو ہمیشہ ہی رات ہے
کہنے کو تو حضورؐ ہیں مثلِؐ بشر مگر — فکر و نظر کی حد میں صفت ہے نہ ذات ہے
اُس شہرِ علم کو کہوں اُمّی میں کس طرح — ہر بات اک جہانِ رموز و نکات ہے
اسریٰ کی رات کو وہ شرف آپؐ سے ملا — صدیوں کو جس پہ رشک ہے یہ ایسی رات ہے

کیا دل سے جائے گنبدِ خضریٰ کی آرزو
یہ آرزو تو شوق میرے دم کے ساتھ ہے

☆☆☆

نماز میں بھی درود آپؐ پر ضروری ہے

بغیرِ عشقِ نبیؐ، زندگی ادھوری ہے
نماز میں بھی درود آپؐ پر ضروری ہے

حضورؐ کی بشریّت بھی کتنی نوری ہے
خرد، حجاب ہے دیوانگی حضوری ہے

ظہورِ مثلِ بشر وہ حجابِ نُوری ہے
قریب ہو کے بھی دل کو گمانِ دوری ہے

لطافتِ بدن ایسی کہ کھنچ گیا پٹکہ
کمال ایسا کہ شانِ بشر بھی پوری ہے

خدا ہر اک سے مُخاطب براہِ راست نہیں
توسّط آپؐ کا دونوں طرف ضروری ہے

ہے اتّصالِ مُکمّل کا نام گُمشدگی
نبیؐ کی یاد کا مطلب نبیؐ سے دوری ہے

احاطہ ہو سکے کیا شہرِ علمِ مطلق کا
رسولِ پاکؐ کی جو نعت ہے ادھوری ہے

وہ ہم سے بڑھ کے ہمارے قریب رہتے ہیں
ہماری بے نظری خود ہماری دوری ہے

مقامِ صاحبؐ اسریٰ کا کیا تعیّن ہو
عروجِ عرش بھی اِک لمحۂ عبوری ہے

کہاں ہے حد کوئی عرفانِ مصطفیٰؐ کی شوقؔ
یہاں شعور کا مفہوم بے شعوری ہے

☆☆☆

تجھے سب کچھ سمجھ کر بھی خرد قاصر کی قاصر ہے

بساطِ کُن فکاں کا ذرّہ ذرّہ تم سے ظاہر ہے
وہ نورِ حق ہو تم جو سب سے اوّل سب سے آخر ہے

تو وہ انسانِ کامل مصدرِ جملہ مظاہر ہے
تجھے سب کچھ سمجھ کر بھی خرد قاصر کی قاصر ہے

دلیلِ عجزِ گویائی ہے لفظوں میں ثنا تیری
کہ تو ہر عظمتِ انسانیت کا حرفِ آخر ہے

ترے ادراک کو بھی چاہیئے فیضِ نظر تیرا
تو ہر گوشے سے اک عالم مناظر در مناظر ہے

مقامِ لی مَعَ اللہ ہو کہ خلوت گاہِ اَوْ اَدْنیٰ
تمہاری جو ادا ہے نورِ مُطلق کی مُفسّر ہے

ازل ہو یا ابد سب جلوۂ مَا زَاغ میں ضم ہیں
نگاہِ حق نگر میں ہر زمانہ ''عہدِ حاضر'' ہے

سنا ہے وقتِ آخر تم جمال اپنا دکھاتے ہو
وفورِ شوق میں ہر وقت میرا وقتِ آخر ہے

ادب آداب تو رونے میں تک آئے شوق لازم ہیں
یہ ذاتِ پاک وہ ہے حق کو جس کا پاسِ خاطر ہے

☆☆☆

چلتا نہیں ہے کام فقط لَا اِلٰہ سے

آیا شعور حق کا، رسالت پناہ سے
کون آشنا تھا ورنہ وجودِ اِلٰہ سے

کس کو مَفَر ہے اُس اَزَلی جلوہ گاہ سے
جو سب کو دیکھتی ہے خدائی نگاہ سے

بَرسے نہ اُن کا نور اگر مہر و ماہ سے
ہٹ جائے بزمِ روز و شب اک پَل میں راہ سے

توحید کو سمجھ نہ دلِ بے نگاہ سے
نورِ نبیؐ جدا نہیں نورِ اِلٰہ سے

اقرار جب تلک نہ رسالت کا کیجئے
چلتا نہیں ہے کام فقط لا اِلٰہ سے

دُنیا قرینہ سیکھ رہی ہے حیات کا
ختمُ الرُّسل کی سیرتِ انساں پناہ سے

اللہ نے اُنکے واسطے قبلہ بدل دیا
سجدوں کا اعتبار بڑھا قبلہ گاہ سے

جبریلؑ تا بہ سِدرہ و موسیٰؑ بہ طُور ماند
دیکھا ہے حق کو آپؐ نے حق کی نگاہ سے

قدموں پہ ہیں نثار دو عالم کی رفعتیں
صدیوں کے سر لگے ہیں درِ بارگاہ سے

حق کی نمودِ اَنفُس و آفاق کا وجود
سب کچھ ہے ایک بندۂ خلقت پناہ سے

بندے میں اور خدا میں ہوئی راہ و رسمِ شوق
پیدا ہوا جو رابطہ شاہوں کے شاہؐ سے

معجزہ اِس سے بڑا ہو نہیں سکتا کوئی

خلق میں جب نہیں مثلِ شہِ بطحیٰ کوئی
مِثلُکُم کیا ہے مُعمّہ ہے کہ پردہ کوئی

سیرتِ انسان کی بن جائے صحیفہ کوئی
معجزہ اِس سے بڑا ہو نہیں سکتا کوئی

آج تک کر نہ سکی فیصلہ دنیا کوئی
آپ ہی آپ ہیں یا ہے پسِ پردہ کوئی

کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِی شَانٍ سراپا تم ہو
تم سے ہٹ کر کوئی عالم نہ زمانہ کوئی

شانِ سرکار ہے ہر رُخ سے مُکمّل اِتنی
نہ کمی کوئی ہے ممکن نہ اضافہ کوئی

سایۂ نورِ خدا لوگ کہاں سے لائے
جب کہ ہوتا ہی نہیں نور کا سایہ کوئی

لوگ جا جا کے مدینے کو نہ کیا کیا لائے
لے کے آیا نہ مگر خاکِ کفِ پا کوئی

اُنکے رتبہ کو پہنچنا تو رہا ایک طرف
اُنکے نعلین کے رُتبہ کو نہ پہنچا کوئی

عُمرِ کونین پہ تیئس ۲۳ برس بھاری ہیں
نا مُکمّل کسی رُخ سے نہیں شُعبہ کوئی

جی رہے ہیں فقط آقا کے تصدّق میں شوقؔ
ہم گنہ گاروں کا جینا بھی ہے جینا کوئی

⁂

آپؐ کے بعد پیمبر نہ صحیفہ کوئی

لاکھ اوڑھے بشرّیت کا لبادہ کوئی — آسکا قیدِ تعیّن میں نہ جلوہ کوئی
مَنْ رآنی سے نہ ہو کیوں مُتَجلّٰی کوئی — اسم جب ہے تو ضروری ہے مُسمّٰی کوئی
وجہِ تخلیق نہ ہے صاحبِ اسریٰ کوئی — آپؐ سا کوئی ہوا اور نہ ہوگا کوئی
آپؐ پر ختم ہے ہر بات مدینے والے — آپؐ کے بعد پیمبر نہ صحیفہ کوئی
سیرتِ پاک کا اب تک بھی احاطہ نہ ہوا — کیا کرے آپؐ کے ادراک کا دعویٰ کوئی
باعثِ خلق کے انوار ہیں سب خلقت میں — فیضِ خورشید سے خالی نہیں ذرّہ کوئی
آپؐ دیتے ہیں تو ملتی ہے کوئی دولت ہو — ورنہ لاتا ہے کہاں سے دلِ بینا کوئی
حق جدا آپ سے ہو آپؐ جدا ہوں حق سے — ایک پل عُمر کا ایسا نہیں گذرا کوئی

مرکزِ غیب و شہود ایک یہی در ہے شوقؔ
دوسرا کوئی ٹھکانہ ہے نہ رستہ کوئی

☆☆☆

نظر اُتنی کہاں سرکارؐ کے جلوے جہاں تک ہیں

خدا جانے حدِ مازاغ نظروں کی کہاں تک ہیں
نظر کے ایک گوشہ میں مکاں و لامکاں تک ہیں

زمانہ بھی نہ تھا جب سے نبوت اُنکی جاری ہے
تعین کسطرح ہوگا کہاں سے ہیں کہاں تک ہیں

بڑی حدِّ ادب کی جگہ ہے دربارِ نوری
یہاں جن و ملک کیا، دم بخود پیغمبراں تک ہیں

جمالِ بے جہت کا ہے مکمل جائزہ کس کو
نظر اُتنی کہاں سرکارؐ کے جلوے جہاں تک ہیں

پتہ کس کو چلا اب تک تمہاری جلوہ گاہوں کا
زمانے کی نگاہیں صرف قدموں کے نشاں تک ہیں

کبھی موقعہ ملے تو خاکِ پا پر لوٹ جاؤنگا
جبینِ شوق کے سجدے ابھی تو آستاں تک ہیں

چمک اُٹھے کبھی وابستگیٔ پائے اقدس سے
تمہاری رہ کے ذرے چاند سورج کہکشاں تک ہیں

اِشاروں پر یہیں کے چلتی ہیں نبضیں دو عالم کی
نظارے ہوں کہ نظریں، تاجدارِ کن فکاں تک ہیں

خلافِ مرضیٔ سرکارؐ کوئی جا نہیں سکتا
سبھی دامن گرفتہ اِک حجابِ درمیاں تک ہیں

خدا عرش کے نعلین کن کے؟ کیا معمہ ہے
نبیؐ تو نور ہیں نعلین کیا ہیں اور کہاں تک ہیں

حقیقت بے نظر دارِ نشوری شوق سے پنہاں ہے
یہ علمِ ظاہری والے فقط لفظ و بیاں تک ہیں

چل رہا ہے مگر اک آپؐ کا سِکّہ تنہا

صرف معراج نہیں ہے شرف اُنکا تنہا
وہ جہاں بھی ہوں نظر آتے ہیں تنہا تنہا

شہِؐ لولاک کا رُتبہ بھی ہے کتنا تنہا
نہیں کلمے میں تک اقرار خدا کا تنہا

یا نبیؐ آپ ہیں ہر رُخ سے مُعمّہ تنہا
دم بہ دم واصلِ حق لمحہ بہ لمحہ تنہا

دو جہاں ہونے کو ہیں مُلک خدا کا تنہا
چل رہا ہے مگر اک آپؐ کا سِکّہ تنہا

ایک سے دو ہوں تو توحید کہاں رہتی ہے
حق کی یکتائی ہے سرکارؐ کا ہونا تنہا

دونوں عالم میں ہے اظہارِ خدائی تم سے
تم ہو تنہائی میں بھی کب میرے آقاؐ تنہا

کیسے کیسے نہیں دُنیا میں ممالک لیکن
مرکز و مَحورِ عالم ہے مدینہ تنہا

رحمتِ حق کو نہ الفاظ و بیاں سے ناپو
جیسے آقاؐ ہیں کرم اُنکا ہے ویسا تنہا

شوقِ جتنا شہِؐ طیبہ کا خیال آتا ہے
آپ اپنے سے ہُوا جاتا ہوں اُتنا تنہا

پڑھتے ہیں کون ومکاں آپؐ کا کلمہ تنہا

لی معَ اللہ کی ہے شان آپ کو زیبا تنہا
ظاہرا سب میں ہیں باطن میں ہیں تنہا تنہا

تہہ بہ تہہ ایسی ہے ذاتِ شہِ والا تنہا
نہ کوئی جلوہ اکیلا ہے نہ پردہ تنہا

آپ وہ نورِ الٰہی ہیں سراپا تنہا
پڑھتے ہیں کون ومکاں آپؐ کا کلمہ تنہا

نور کی بے بدنی روپ میں انسان کے ہے
جسم ہوتا تو نکلتا نہ تھا پٹکہ تنہا

تشنہ رہ جاتی ہیں خود پڑھ کے کتابیں جس کو
تم ہو قدرت کا مکمّل وہ صحیفہ تنہا

ہو سکے آپؐ کی سیرت کا احاطہ کیونکر
آپؐ اِک فرد ہیں اِک عالمِ معنیٰ تنہا

نورِ حق کا کوئی رشتہ ہی نہیں سائے سے
صرف لوگوں کے دماغوں میں ہے سایہ تنہا

پردہ جبریلؑ کی آنکھوں سے بھی اُس وقت اُٹھا
گئے سِدرہ سے پرے جب شہِ اسریٰ تنہا

ذرّے ذرّے میں ہیں انوارِ قدم کے جلوے
کوئی سمجھے نہ مدینے کو مدینہ تنہا

اعتبارات ہیں لفظوں کے لبادے سب شوقؔ
ہر جگہ نورِ نبیؐ ہے متجلّی تنہا

☆☆☆

خلقت بھی تمھاری ہے خالق بھی تمھارا ہے

نورِ اَزَلی کتنا مَا فوقُ الاِشارہ ہے
پردے سے نہیں نکلا اور انجمن آرا ہے

اللہ نے تمہیں جتنے ناموں سے پکارا ہے
ہر نام ہے اک جلوہ ہر جلوہ اِدارہ ہے

سیرت کا ہر اک پہلو اعجازِ دل آرا ہے
تلوار نہیں ماری کردار سے مارا ہے

ہر رُخ سے خدائی کو یوں تم نے سنوارا ہے
خلقت بھی تمہاری ہے خالق بھی تمہارا ہے

دُنیا کی کتابوں سے تعلیم وہ کیا پاتے
اللہ نے آقاؐ پر قرآن اُتارا ہے

جلوے کہاں آقاؐ کے عالم کہاں ظاہر کا
تنزیہہ سمندر ہے تشبیہہ کنارہ ہے

مَا زَاغ نگاہیں ہیں تو مَا زاغ نگاہیں ہیں
قدموں کے نظارے کا کس آنکھ کو یارا ہے

اشکوں کے سِوا کیا ہے شوقِ اپنا بیاں کوئی
سرکارؐ پہ روشن ہے جو حال ہمارا ہے

☆☆☆

(طرحی مشاعرہ اورنگ آباد)

قرآن کا ہر پارہ سیرت کا شمارہ ہے

طیبہ میں جدھر دیکھو رحمت کا نظارہ ہے
سنّو طورِ تجلّی ہیں بجلی نہ شرارہ ہے

کیا مَعرکۂ الآرا پیغام تمھارا ہے
در پردۂ لاموجود اِلاّ کا نظارہ ہے

دم توڑ چکا باطل۔ شر حوصلہ ہارا ہے
مِن نورِ تجلّی نے مَیدان وہ مارا ہے

کتنوں کے دماغوں میں تھی عرش کی اونچائی
معراج نے کس کس کا پارہ نہ اُتارا ہے

سرکارؐ کے تیور ہیں رفتار زمانے کی
اندازِ نظر کیا ہے حالات کا دھارا ہے

سِدرہ کی حدوں تک ہیں منظور، نظر، ناظر
قوسین کی منزل میں نظریں نہ نظارہ ہے

قرآں کو نہ سمجھے تو کیا سمجھیں گے سیرت کو
قرآن کا ہر پارہ سیرت کا شمارہ ہے

دُنیا کے مصائب میں دیں شوقِ صدا کس کو
سنّو لاکھ سہاروں کا یہ ایک سہارا ہے

☆☆☆

جبریلؑ نے کیا موقعہ ہاتھوں سے گنوایا ہے

سرکارِؐ مدینہ نے اعجاز وہ پایا ہے
بے چہرگی چہرہ ہے بے سائیگی سایہ ہے

فیضانِ نبوّت نے کیا جلوہ دکھایا ہے
سب کچھ بشریت نے قدموں پہ لُٹایا ہے

کھوئے ہیں زمانے پر یوں راز خدائی کے
ذرّوں کو فلک قامت انسان بنایا ہے

باطن کی خبر کس کو۔ ظاہر میں جمال اُنکا
جو کچھ نظر آیا ہے وہ کیا نظر آیا ہے

بے دیکھے نہ رہ پائیں اور دیکھیں تو کیا دیکھیں
بے قیدِ جہت جلوہ پردے کا کنایہ ہے

سرکارؐ کے صدقے میں کیا کیا نہ ملا ہم کو
جینا بھی سکھایا ہے مرنا بھی سکھایا ہے

قرآں کے اجالوں سے کیوں دل نہ چمک اُٹھتے
سرکارؐ نے پہلے سے ماحول بنایا ہے

کونین کی محفل سے رخصت ہوئی تاریکی
ہر ذرّے میں نور اُنکا اسطرح سمایا ہے

بُجھنا تو بڑی شئے ہے لَو کم نہ ہوئی اب تک
آقاؐ نے چراغ ایسا سینوں میں جلایا ہے

نعلین پکڑ لیتے تا عرش چلے جاتے
جبریلؑ نے کیا موقعہ ہاتھوں سے گنوایا ہے

شوقؔ اُنکی ثنا کس سے ممکن ہے دو عالم میں
لولاکَ لَمَا جن کی تعریف میں آیا ہے

پارہ جتنوں کے دماغوں کا چڑھا تھا اُترا

قیدِ صورت میں جو بے صورتی جلوہ اُترا
پارہ جتنوں کے دماغوں کا چڑھا تھا اُترا

تازہ تازہ رہے چہرہ کہ ہوا اُترا اُترا
دل میں ہر حال رہے نورِ مدینہ اُترا

اُمّت نے تری حکمت کے وہ دفتر کھولے
سر سے دُنیا کے نشہ علم و خرد کا اُترا

ہو گئیں ضربِ نبوّت سے چٹانیں ٹکڑے
دستِ اَقدس ہوا مجروح نہ پہنچہ اُترا

چشمِ مَازَاغ نے رحمت سے جسے دیکھ لیا
حشر تک پرچمِ اقبال نہ اُسکا اُترا

بشری ہو مَلکُوتی ہو کہ حقّانی ہو
ہر لباس آپؐ پر ٹھیک آئے شۂِ بطحیٰ اُترا

سر سے طوفانِ ستم کتنے ہی گذرے لیکن
دشمنوں پر بھی نہ سرکارؐ کا غصّہ اُترا

اُمّتِ شاہِ رسولاںؐ کی جہاں تاب آئی
خون آنکھوں میں زمانے کی ہمیشہ اُترا

شوقؔ وابستہ اُنہی سے ہے ہر اُمّید اپنی
شان میں جن کی بشیراً وّ نذیراً اُترا

☆☆☆

عُمر بھر آپؐ کی رحمت کا نہ دریا اُترا

لامکاں سے جو مکاں میں قدم اُنکا اُترا
آدمیّت کا زمانے میں سویرا اُترا

عکس اُترا نہ تو لفظوں میں سراپا اُترا
حق کا جلوہ بشریت میں بھی یکتا اُترا

ایک اِک کر کے مٹے نقش تھے جتنے دل پر
دل کی گہرائی میں اُترا تو مدینہ اُترا

علمِ مطلق کا وہ قرآن سراپا تم ہو
جو کتابوں میں نہیں سینہ بہ سینہ اُترا

کون اُس نور کی رفتار سمجھ پائے گا
ایک پَل میں سرِ قوسین جو پہنچا، اُترا

شبِ اَسریٰ جو لبا آپکے زیبِ تن تھا
اُسکی تاثیر کا سورج بھی نہ شاہا اُترا

شکلِ حق را کبھی پَل بھر کو نہ دیکھی لیکن
عُمر بھر آپکی رحمت کا نہ دریا اُترا

کس پہ آقا کے سوا ختمِ نبوّت ہوتی
حق کے معیار پہ کوئی بھی نہ پورا اُترا

اپنے اندر بھی کبھی شوق اُتر کر دیکھو
نورِ لولاکَ لَمَا روح میں کتنا اُترا

ذرا آواز اپنی پست کر سرکارؐ سنتے ہیں

فقط فریادِ لب سے درد کی گفتار سُنتے ہیں
دھڑکتے دل کی آہٹ تک شہِ ابرارؐ سُنتے ہیں

زمانہ کیا کریگا سُن کے اپنا حالِ بربادی
سُنانا اُنکو جو بے مِنّتِ اظہار سُنتے ہیں

سُنانے کے پسِ پردہ کرم کی آس رہتی ہے
وہ سب کچھ جان کر ہی سب کا حالِ زار سُنتے ہیں

سماعت بھی نظر ہے صاحبِ علمِ لدُنّی کی
مُکمّل دیکھنے کے معنوں میں سرکارؐ سُنتے ہیں

خیالوں سے گذرتی ہیں جو بے لفظ و بیاں باتیں
وہ باتیں تک سراپا عالمِ انوار سُنتے ہیں

دوعالم کا وسیلہ آپ ہی کی ذاتِ اقدس ہے
پکارو ٹوٹ کر اللہ کے دلدار سُنتے ہیں

یہی اعزاز کیا کم ہے میری اُفتادہ حالی کا
کہ میری عرضِ غم کونین کے مختارؐ سُنتے ہیں

وہ لمحے بھی گذرتے ہیں مدینے کے تصوّر میں
میں باتیں دل سے کرتا ہوں در و دیوار سُنتے ہیں

نہیں لا ترفعوا اصواتکم سے شوق کیا واقف
ذرا آواز اپنی پست کر سرکار سُنتے ہیں

☆☆☆

آپؐ پڑھنے نہیں آئے ہیں پڑھانے آئے

جلوۂ ذاتِ قِدم کون دکھانے آئے
آئے تو چادرِ قُل اِنَّما تانے آئے

جان و دل، خلقِ خدا کیوں نہ لُٹانے آئے
آپ کیا آئے خدائی کے خزانے آئے

معجزہ ہے میرے سرکارؐ کا اُمّی ہونا
آپؐ پڑھنے نہیں آئے ہیں پڑھانے آئے

مَا عَرَفنَاکَ ہے عرفانِ رسولِؐ عربی
تھک کے سب رہ گئے جتنے بھی سِیانے آئے

رہنے دو سایۂ نعلین سروں پر مولیٰ
اور کیا وقت غلاموں پہ نہ جانے آئے

مَن رَآنی نہ کہا ایک بھی پیغمبر نے
یہ تو اعجاز فقط آپؐ دکھانے آئے

ہر کسی کے لئے قوسین کی منزل کب ہے
رہ گئے راہ میں وہ بھی جو بُلانے آئے

نورِ لَولَاکَ لَمَا کب سے ہے معلوم نہیں
اُنکے بعد آئے ہیں جتنے بھی زمانے آئے

نورِ حق۔ شوقؔ نہیں لفظ و بیاں کی حد میں
آپ لفظوں میں کہاں نعت سُنانے آئے

☆☆☆

قُدسیوں کے بھی جہاں ہوش ٹھکانے آئے

باعثِ کُن جو جمال اپنا دکھانے آئے
آئینہ بن کے کئی آئینہ خانے آئے

پائے اقدس سے ذرا مَل تو لوں آنکھیں اپنی
اے اجل ٹھیر کہ سرکارؐ سرہانے آئے

تم پہ مرنے میں بھی جینے کا مزہ آتا ہے
لوگ جینے کو بھی مرنے کے بہانے آئے

لَا اِلٰہَ کا وہ مرکز ہے دیارِ بطحیٰ
قُدسیوں کے بھی جہاں ہوش ٹھکانے آئے

خوش نصیب اُس سے بڑا کوئی نہیں دُنیا میں
جو درِ پاک پہ آئے تو نہ جانے آئے

فیضِ آقاؐ سے زمانہ نہیں خالی کوئی
کیسے کیسے نہ خدائی میں زمانے آئے

نزع میں دیدِ نبیؐ کو جو نظر کُھلتی ہے
ہم سمجھتے ہیں کہ سرکارؐ سرہانے آئے

معجزوں پر ہے زمانے کی نظر لے دے کر
کوئی تو روشنی سیرت سے بھی پانے آئے

جس سے آگے کا تصوّر ہی نہیں شوق کوئی
آپ تاریخِ کرم ایسی بنانے آئے

☆☆☆

دلوں سے گنبدِ خضریٰ کا فاصلہ کم ہے

بہ قیدِ لفظ و بیاں شانِ مصطفیٰؐ کم ہے
ثنا یہی ہے کہ گنجائشِ ثنا کم ہے

خدائی رازِ عظمت نبیؐ کی کیا کم ہے
جو جانتا ہے زیادہ وہ بولتا کم ہے

جہانِ ہوش تک آقا سے آشنا کم ہے
بشر کو علم ہی سرکارؐ کا ملا کم ہے

نبیؐ شناس بنو معجزہ شناس نہیں
کہ اُنکی شان سے ہر ایک معجزہ کم ہے

ازل کی صبح بھی تم ہو ابد کی شام بھی تم
نہ ابتدا کوئی کم ہے نہ انتہا کم ہے

نہیں کتابوں میں محدود سیرتِ آقاؐ
وہ واقعات بھی ہیں جنکا تذکرہ کم ہے

کرم نہیں ہے فقط نام عیش و راحت کا
کرم تو وہ بھی ہے جسکا ہمیں پتہ کم ہے

مدینہ ظاہری آنکھوں سے شوق دُور سہی
دلوں سے گنبدِ خضریٰ کا فاصلہ کم ہے

☆☆☆

شعور کم ہے نظر کم ہے حوصلہ کم ہے

لباس میں بھی جمالِ ازل کُھلا کم ہے حجاب اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کا کیا کم ہے

میں ایک ذرّہ ہوں لیکن شرف یہ کیا کم ہے ''ضیا فشانیٔ نورِ قدم بہ خاکم'' ہے

خدا سے عشق حبیبِ خدا کا طالب ہوں بڑا سوال ہے حیثیتِ گدا کم ہے

اسی لئے تو اندھیرا ہے دل کی راہوں میں کہ آفتابِ نبوّت سے رابطہ کم ہے

وہ اقتدار ہے اُس بارگاہِ نوری کا بڑے بڑوں کو یہاں آکے سُوجھتا کم ہے

تمھارا جائزہ کیا لے گی فکرِ انسانی شعور کم ہے نظر کم ہے حوصلہ کم ہے

زمانہ آپکے اوصاف کیا گِنائے گا کسی کمی کا تصوّر نہیں یہ کیا کم ہے

درِ حضوؐر پہ کیا تھم سکیں گے آنسو شوق

زباں سے ہمّتِ اظہارِ مُدّعا کم ہے

☆☆☆

نظر جتنی ملی جن کو وہ اُتنا دیکھ لیتے ہیں

اندھیرے میں بھی اہلِ دل اُجالا دیکھ لیتے ہیں
جب آنکھیں بند کرتے ہیں مدینہ دیکھ لیتے ہیں

نظارہ گنبدِ خضریٰ کا ہم کیا دیکھ لیتے ہیں
زمیں پر جلوۂ عرشِ مُعلّٰی دیکھ لیتے ہیں

مدینے میں نہ جانے لوگ کیا کیا دیکھ لیتے ہیں
گُم اُتنے کے ہو رہ جاتے ہیں جتنا دیکھ لیتے ہیں

نظر کی قید کیا سر تا قدم نورِ مجرّد کو
دِلوں کا حال بے دیکھے بھی آقاؐ دیکھ لیتے ہیں

کسی نے منزلِ قوسین دیکھی ہی کہاں اب تک
نبیؐ کا مرتبہ اعلیٰ ہے کتنا دیکھ لیتے ہیں

ضرورت کیا ہے آقا کو کہیں بھی آنے جانے کی
جہاں جو دیکھنا ہو حسبِ منشا دیکھ لیتے ہیں

خدا جانے کہاں ہے آخری حد اُنکے جلووں کی
نظر جتنی ملی جن کو وہ اُتنا دیکھ لیتے ہیں

فقیری جذب ہو جاتی ہے انوارِ نبوتؐ میں
جہاں والے فقط ظاہر کا جلوہ دیکھ لیتے ہیں

نظر غیب سے کچھ ہو تو "سوالِ غیب دانی" ہے
اَنَا مِنْ نُور ہیں ایک ایک ذرّہ دیکھ لیتے ہیں

درِ سرکار ہے انسانیت کی آخری منزل
اِسی نسبت سے قدِ انساں کا اُونچا دیکھ لیتے ہیں

عجب ہے شوق راہ و رسمِ دربارِ شہِ بطحیٰ
یہاں کم دیکھنے والے زیادہ دیکھ لیتے ہیں

☆☆☆

غیر ممکن ہے کہ پایہ نہ ہو دیوار رہے

آپ کس شان سے خود کار و خدا کار رہے
سب میں رہتے ہوئے تہہ دار کے تہہ دار رہے

رفعتِ عرش رہے چاہے کوئی غار رہے
نور کا وصف یہی ہے کہ پُراسرار رہے

حق سے اک پل بھی نہ غافل کبھی سرکارؐ رہے
آنکھ سے سوئے بھی تو قلب سے بیدار رہے

آپکو دیکھ کے تشبیہ میں گم ہے دُنیا
ابھی تنزیہہ کے جلوے پسِ دیوار رہے

اُنکا کردار اِسی واسطے قرآن بنا
تا کہ محفوظ اَبد تک یہی کردار رہے

بل نہ آیا کوئی پیشانئ رحمت پہ کبھی
حادثے سر پہ لٹکتی ہوئی تلوار رہے

آپکے اُمتی ہونے کی تمنا کی تھی
زندہ عیسیٰؑ ہیں جو چڑھنے سے سرِ دار رہے

وجہِ خلقت پہ ہے سب دار و مدارِ خلقت
غیر ممکن ہے کہ پایہ نہ ہو دیوار رہے

شوقؔ دیوانہ ہے طیبہ کی ہوا کا یارب
گھر ہو یا قبر کوئی گھر ہو ہوادار رہے

☆☆☆

عقل والے وہی نادار کے نادار رہے

ذات کا آئینہ یوں ذات کے انوار رہے
منکشف ہو کے بھی اسرار پھر اسرار رہے

لوگ ایسے بھی شہِ دیں کے پرستار رہے
رہ کے دُنیا میں نہ دُنیا کے روادار رہے

ہر نبی جسکی صفت کا خود اک اظہار رہے
کس کو اُس ذات کا اندازۂ معیار رہے

کیوں نہ اُس نور کا دل تشنۂ دیدار رہے
سامنے رہ کے جو لا تُدرِکُہُ الابصار رہے

کُھل سکے کس پہ مقاماتِ نبوّت اب تک
کتنے پردے میں رہے کتنے نمودار رہے

دولتِ عشقِ نبیؐ لُوٹ لی دیوانوں نے
عقل والے وہی نادار کے نادار رہے

اپنے کردار سے تعمیر کیئے ذہن ایسے
سر جُھکائے ہوئے ہر دَور کے معمار رہے

وہ فدائی نہیں ایمان کا سوداگر ہے
آپؐ کو چھوڑ کے جنّت جسے درکار رہے

لامکاں ہو کہ مکاں شوق قِدم ہو کہ حُدوث
میرے سرکار جہاں بھی رہے سرکار رہے

تمھارے سامنے گونگے ہیں سب زباں والے

تراشو لفظ نئے نور کی زباں والے
ثنا ہے اُنکی جو ہیں ذاتِ بے نشاں والے

زمیں پہ اُترے جو انوارِ لامکاں والے
اُڑان بھول گئے اپنی آسماں والے

کرم کی ایک نظر عرش آشیاں والے
کہ آپؐ نور ہیں ہم تیرہ خاکداں والے

جو چاہیں کہہ لیں قیاسات کی دُکاں والے
کماں سے نکلے کب اسرار دو کماں والے

وہ شہرِ علم ہو تم اُمیت کے پردے میں
تمھارے سامنے گونگے ہیں سب زباں والے

خدا کے نام کے ہمرہ نبیؐ کا نام بھی ہے
گواہی دیتے ہیں الفاظ تک اذاں والے

اجالے رحمتِ حق کے حرا سے کیا پھوٹے
کشاں کشاں چلے آئے کہاں کہاں والے

نبیؐ پرستوں نے حدِ کن فکاں کی طے کر لی
ابھی ہیں سوچ میں ایمانِ ناتواں والے

کہاں کھلیں گے مقاماتِ نورِ اَوْ اَدْنیٰ
"اَنَا بَشَر" میں گرفتار ہیں جہاں والے

فضا مدینے کی اعجاز اثر ہے شوقؔ ایسی
بہار ساز بنے آئے جو خزاں والے

جہاں کوئی نہیں سرکارؐ ہیں وہاں والے

مقام لاکھ ہوں تسکینِ قلب و جاں والے
نظارے اور ہیں طیبہ کے گلستاں والے

مکاں میں آ تو گئے نورِ بے زماں والے
مگر چھپے کہاں انداز لامکاں والے

ہیں کس خیال میں گُم جانے کُن فکاں والے
جہاں کوئی نہیں سرکارؐ ہیں وہاں والے

زمین والوں کو کیا چل سکے پتہ اُنکا
نہ پہنچے گرد کو بھی جنکی آسماں والے

تمھاری عُمرِ نبوّت دراز ہے کتنی
خود انبیا بھی ہیں خلقت میں درمیاں والے

مدینہ آخری منزل ہے حق شناسوں کی
یہیں ٹھہرتے ہیں صدیوں سے کارواں والے

نشانِ پا نہیں یہ تاجدارِ اسریٰؐ کے
زمیں کی گود میں رستے ہیں آسماں والے

نظر کُشا نہ ہوں جب تک قدم نبوّت کے
اُٹھیں گے کیسے حجابات درمیاں والے

بنا سکا نہ اک آیت بھی کوئی قرآں سی
جہاں میں کتنے نہیں علم اور زباں والے

نبیؐ پرستوں کو سمجھے گی شوق کیا دُنیا
یقیں کی آنکھ کہاں لائینگے گماں والے

منصب آقا ﷺ کا کوئی نقطۂ آغاز نہیں

دل جو عشقِ شہِ طیبہ سے سرافراز نہیں
شمع ہے نور نہیں۔ ساز ہے آواز نہیں

مُنکشف کُنتُ نَبِیًّا سے بھی یہ راز نہیں
منصب آقا ﷺ کا کوئی نقطۂ آغاز نہیں

کس کو اس در کی غلامی پہ بھلا ناز نہیں
ناز کرنے کا مگر ایک ہی انداز نہیں

صرف اِک غارِ حرا منزلِ آغاز نہیں
وہ بھی عالم ہے جہاں فکر کی پرواز نہیں

دُوریِ سرورِ کونین میں رونے والے
یوں بھی روتے ہیں کہ آنسو نہیں آواز نہیں

ہر شَرَف ختم ہوا اُن پہ نبوّت کی طرح
فَقر فخری کے سوا جن کو کوئی ناز نہیں

بال و پر طائرِ سِدرہ کیلئے لازم ہیں
نور کے واسطے شرطِ پرِ پرواز نہیں

لوگ ایسے بھی ہیں سرکار کے دیوانوں میں
جو بہ ظاہر تو ہیں لیکن بہ ہر انداز نہیں

چاند سورج پہ ہی کب معجزے موقوف ہیں شوقؔ
کون سی بات ہے آقا ﷺ کی جو اعجاز نہیں

☆☆☆

چشمِ رحمت سے تو دشمن نظر انداز نہیں

وقت اور فاصلہ جس پر اثر انداز نہیں
لَا اِلٰہَ کے سوا دوسری آواز نہیں

قابَ قوسَین بجُز انجمنِ ناز نہیں
آپ ہی آپ ہیں ہمدم نہیں ہمراز نہیں

یہ نہیں ہے کہ کوئی معجزہ اک راز نہیں
معجزے ذات کا معیارِ خدا ساز نہیں

ہم غلاموں میں ہیں محرومِ کرم کیا ہونگے
چشمِ رحمت سے تو دشمن نظر انداز نہیں

کیا خبر کون سی منزل میں غمِ دل پہنچا
میرے آنسو بھی میرے درد کے غمّاز نہیں

گونج کونین میں جاری ہے صدائے کُن کی
اپنی غفلت ہے کہ ہم گوش بر آواز نہیں

سرفروشی کے زبانوں پہ ہیں خالی دعوے
اب صحابہؓ کی طرح کوئی بھی جانباز نہیں

روشنی جس میں مدینے کی نہ پائی جائے
دل کی دھڑکن نہیں وہ روح کی آواز نہیں

روضۂ صاحبِ قوسین وہ روضہ ہے شوق
جو یہاں سر نہ جھکائے وہ سر افراز نہیں

خدا کو دیکھ کے کس نے خدا کو مانا ہے

خدائے پاک کا قوسین کب ٹھکانہ ہے
فقط مقامِ نبیؐ خلق کو دکھانا ہے

شہِؐ مدینہ پہ ایمانِ ہر زمانہ ہے
خدا کو دیکھ کے کس نے خدا کو مانا ہے

ہزار بات کی اک بات عارفانہ ہے
نبیؐ سے رَبط توانا تو دل توَانا ہے

حِرا بھی کُنتُ نَبِیًّا کا جلوہ خانہ ہے
ظہور بعد میں ہے سلسلہ پُرانا ہے

خدا کی جلوہ گری کا عجب فسانہ ہے
نبیؐ کو دیکھ کے ایماں خدا پہ لانا ہے

کڑی ہے دھوپ تو کیا حادثاتِ عالم کی
سروں پہ گنبدِ خضریٰ کا شامیانہ ہے

شہود و غیب ہیں دونوں تجلّیاں اُنکی
ہر اک وجود اُنہی کی طرف روانہ ہے

جو آئے عقل میں وہ مُعجزہ نہیں ہوتا
حیاتِ شاہِؐ اُمم پوری مُعجزانہ ہے

فضائے روضۂ خضریٰ تجھے خدا رکّھے
کہ تو تجلّیٔ گہہِ "نورِ بے زمانہ" ہے

بشر کی فکر و نظر شوق کام کیا دے گی
جمالِ حق بہ لباسِ پیمبرانہ ہے

☆☆☆

ہر آستانے کا مرکز یہ آستانہ ہے

اگر نصیب تجھے چشمِ عارفانہ ہے
مدینہ خود ترے دل کا نگار خانہ ہے

ظہورِ مثلِ بشر کتنا معجزانہ ہے
مکاں میں رہتے ہوئے ہو لامکاں ٹھکانہ ہے

یہ جان کر ہی دل و جاں سے ہاتھ اُٹھانا ہے
نبیؐ کی راہ میں کھونے کا نام پانا ہے

تمہی ہو مقصدِ تخلیقِ کائنات آقاؐ
تمھارا نور ہی خلقت کا تانا بانا ہے

کسے ہے منزلِ قوسین کی خبر اب تک
کہ آگے سدرہ کے "رازِ دُرونِ خانہ" ہے

رموزِ جادۂ عشقِ رسولؐ ایسے ہیں
یہاں جو بن گیا دیوانہ وہ سیانا ہے

اس آفتاب کی پھیلی ہوئی ہیں سب کرنیں
ہر آستانے کا مرکز یہ آستانہ ہے

تعلّق اسکا ہے گہرا نبیؐ کے روضے سے
یہ سبز رنگ جو ہے دینِ حق کا بانا ہے

نبیؐ شناس تو ہیں شوقؔ ہر زمانے میں
یہ دیکھنا ہے اُنھیں کس نے کتنا جانا ہے

یہاں کا ایک سجدہ عمر کے سجدوں پہ بھاری ہے

جمالِ مصطفائی میں کچھ ایسی تاب کاری ہے
نظارے سے نظر کا ربط تک غیر اختیاری ہے

نبیؐ کی ذات ہی آئینہ دارِ ذاتِ باری ہے
تشکّل نورِ بے صورت کا شانِ پردہ داری ہے

تجلّی کا تسلسُل اسطرح ہر آن جاری ہے
کہ ہستی کی حقیقت اک نمودِ اعتباری ہے

تعیّن میں بھی اُن قدموں کی وہ اعجاز کاری ہے
حرا کی اک کرن کونین کی ظلمت پہ بھاری ہے

سمائے نورِ لامحدود کیا محدود لفظوں میں
تعیّن سیرتِ سرکار کا۔ سیرت نگاری ہے

کوئی بھی لا اِلٰہ پڑھ کے مومن ہو نہیں سکتا
رسولؐ اللہ پر ایمان لانا دین داری ہے

خدائی بارگہ ہے بارگاہِ نورِ اَوْ اَدْنیٰ
یہاں کا ایک سجدہ عمر کے سجدوں پہ بھاری ہے

تجلّی جسم و صورت میں ہو یا بے جسم و صورت ہو
اکائی کو اکائی جاننا توحیدِ باری ہے

خدا کی ذاتِ بے پروا کو کیا پروا دو عالم کی
فقط اک صورتِ سرور ہے جسکی پاسداری ہے

کرم سے اُنکے گذری شوق اپنی زندگی لیکن
اسی چکّر میں ہیں ہم زندگی نے ہم گذاری ہے

☆☆☆

اُجالا جلوۂ من نور کا روحوں پہ طاری ہے

مقام "فقرِ فخری" شاہکارِ پردہ داری ہے
دو عالم بس میں ہیں اور ظاہراً بے اختیاری ہے

حِرا کے غار سے آواز اِقرأ کی تو جاری ہے
مگر کُھلتا نہیں ہے کون قرآں کون قاری ہے

نقوشِ سیرتِ اقدس میں کتنی پائیداری ہے
کہ صدیاں ہو گئیں ہر سُنّتِ سرکار جاری ہے

خدائے پاک نے ایسی کتاب اُن پر اُتاری ہے
خرد تہہ داریوں کو جسکی چھونے سے بھی عاری ہے

کتابوں میں اگرچہ ذکرِ سیرت باب واری ہے
مگر لفظوں کی دنیا معنوی وسعت سے عاری ہے

الٰہی ربطِ دل مُحکم درِ آقا سے فرمادے
مِرے رستے میں حائل عُمر کی ناپائیداری ہے

اندھیرے وقت کے ذہنوں سے دل تک آ گئے لیکن
اُجالا جلوۂ من نور کا روحوں پہ طاری ہے

حقیقت کب بدل سکتی ہے ناموں کے بدلنے سے
کئی ناموں سے فیضانِ نبوّت اب بھی جاری ہے

مُجسّم نور کی پرواز کوئی لا نہیں سکتا
فقط سِدرہ نشیں کیا سب نے ہمّت اپنی ہاری ہے

مُعطّر ہیں دو عالم شوق خوشبوئے رسالت سے
مدینے کی ہوا کا نام ہی بادِ بہاری ہے

عاصی کو مدینے میں کرم ڈھونڈ رہا ہے

نعلینِ شہِ کون و مکاں کی یہ صدا ہے
وابستہ جو قدموں سے ہے وہ عرش رسا ہے

انوار میں ڈوبی ہوئی طیبہ کی فضا ہے
ہر سُو طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا کی صدا ہے

لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَ کا دربار سجا ہے
سانسوں کی بھی آواز پہ پہرہ سا لگا ہے

کیا شان تمہاری شہِ لَوْلَاکَ لَمَا ہے
سو زندگی قربان ہیں اک زندگی کیا ہے

لفظوں میں شریعت ہے تو معنوں میں طریقت
سرکار کی سیرت کا ہر انداز نیا ہے

من نور تجلی کی ضیا ڈھونڈنے والا
پانی میں ہے پانی کا پتہ پوچھ رہا ہے

صنعت سے پتہ چلتا ہے صانع کا ہمیشہ
تعریفِ نبیؐ اصل میں تعریفِ خدا ہے

بُراق کہاں بارِ نبوت کا اٹھاتا
جو فاصلہ نظروں کا تھا بُراق بنا ہے

ہے نور کا ادراک فقط نور سے ممکن
آقاؐ سے ملاحق کا پتہ جس کو ملا ہے

کعبے میں گنہگار کرم ڈھونڈ رہے ہیں
عاصی کو مدینے میں کرم ڈھونڈ رہا ہے

جس در کے گدا شوق عطا کرتے ہیں شاہی
ہر رشتۂ رُوحانیت اُس در سے جُڑا ہے

اعلان معافی کا عجب نرم سزا ہے

اُن قدموں کا اعجاز عجب ہوش رُبا ہے — خود کو نہ ملا وہ جو کبھی اُن سے ملا ہے

مُطلق کا تقیّد سے علاقہ کوئی کیا ہے — جس روپ میں ہے نورِ خدا۔ نورِ خدا ہے

محدود حرا ہی تک کب اِقرأ کی صدا ہے — جس دل میں بھی آقا کا گذر ہے وہ حرا ہے

نورِ ازلی روح میں یوں جلوہ نما ہے — خوشبو تو شامل ہے گلوں میں نہ جدا ہے

قوسین میں مشکل ہے تصوّر بھی دوئی کا — جو جذب ہُوا نور میں خود نور ہوا ہے

اسماء ہوں کہ آثار ہوں یا کوئی صفت ہو — وہ ذات زِ سر تا بہ قدم صلِّ علیٰ ہے

احساسِ ندامت سے عدو کٹ گئے دل میں — اعلان معافی کا عجب نرم سزا ہے

پٹکہ نکل آئے کہ رہیں پیٹ پہ پتّھر — جو چاہیں کریں آپکو سرکار روا ہے

کیا آئے مقامِ شہِ ابرار سمجھ میں — پردہ جو تعیّن کا پڑا تھا سُو پڑا ہے

سرکار کو جو کہتے تھے اُسوقت کے کافر — اِسوقت مسلمان وہی بول رہا ہے

اس در پہ کوئی بے غرض آیا ہی نہیں شوقؔ

جو آیا ہے اک آس لیئے در پہ کھڑا ہے

نظرِ اللہ پر اور جان و دل سُوئے رسولؐ اللہ

طوافِ کعبہ کیا ہے گردشِ کوئے رسولؐ اللہ
نظر اللہ پر اور جان و دل سوئے رسولؐ اللہ

نشانِ گُنتُ کنزاً شانِ دلجوئے رسولؐ اللہ
کہاں ہے نور کی صورت بجز روئے رسولؐ اللہ

وہ انوارِ مدینہ اور وہ خوشبوئے رسولؐ اللہ
سنبھلتا ہے کہاں دیوانۂ کوئے رسولؐ اللہ

کسی نے بھی خدائے پاک کو دیکھا نہیں لیکن
خدا کو سب نے مانا دیکھ کر روئے رسولؐ اللہ

مشیّت فہمِ انسانی میں آئی ہے نہ آئیگی
ذرا دیکھو میانِ چشم و ابروئے رسولؐ اللہ

ہر اک عالم میں سائے رحمتوں کے ہو گئے روشن
جہاں پھیلے وہ حلقہ حلقہ گیسوئے رسولؐ اللہ

بہ ایں عظمت نہ نکلا اک قدم بھی ہوش کی حد سے
نظر والو یہ دیکھو زورِ بازوئے رسولؐ اللہ

تجلّی گاہِ وحدت سے چمن زارِ تعیّن تک
کوئی شئ ہو اضافت کی سب ہے سوئے رسولؐ اللہ

مشامِ جاں کو مہکاتی ہے خوشبوئے شوق جب کوئی
مجھے رہ رہ کے یاد آتی ہے خوشبوئے رسولؐ اللہ

سرکار سے دُوری کی سزا دربدری ہے

اے پیکرِ من نُور تو چیرے دگری ہے
پیغمبری منصب ہے لبادہ بشری ہے

قوسین رَس آقاؐ کی وہ اعجاز اثری ہے
ہر کوششِ حق دُشمنی۔ بے موت مَری ہے

اے گنبدِ خضریٰ تو یونہی کب خضری ہے
توحید کی کھیتی ترے سائے میں ہری ہے

اُس نورِ مجسّم کی عجب جلوہ گری ہے
رہ کر بھی تقید میں تقیّد سے بَری ہے

جیسے رہو جو بھی رہو اس در کو نہ چھوڑو
سرکار سے دُوری کی سزا در بدری ہے

مومن کے لیئے مائیں ہیں ازواج نبیؐ کی
اس رشتے سے اُمت پہ عنایت پدری ہے

انگشتِ مبارک سے بہاتے ہیں جو چشمے
انکے لیئے کیا چیز یہ خشکی یہ تری ہے

سرکار کے اُٹھتے ہی بدلتی ہیں فضائیں
ہر پچھلا پہر شب کا چراغِ سحری ہے

نورِ شہِ لولاک کا ہے شوق وہ عالم
بالغ نظری معترفِ کم نظری ہے

☆☆☆

وہ دیدہ وری سب سے بڑی دیدہ وری ہے

ہم پر جو ہر اک دَور کی بیداد گری ہے
یہ قہر نہیں سنّتِ خیرُ البشری ہے

مقصود فقط جلوۂ سرکارؐ ہو جس کا
وہ دیدہ وری سب سے بڑی دیدہ وری ہے

ہے روشنیٔ شمس و قمر نور سے جن کے
مشکل انھیں کیا منزلِ شقُّ القمری ہے

صدیوں سے ہیں کونین اِسی در کے سوالی
ہر دَور کی جھولی اسی چوکھٹ سے بھری ہے

سرکارؐ کے قدموں کی ہے وہ فیض رسانی
جو نخلِ مدینہ ہے کثیرُ الثّمری ہے

کھوٹا بھی کھرا ہوتا ہے آقا کی نظر سے
مَا زَاغ نظر کیا ہے مشیّت نظری ہے

ق

آدم کو نہ تھا سجدہ۔ وہ تھا نورِ نبیؐ کو
شیطان کا انکار کھُلی بے بصری ہے

شیطان مؤحِّد ہے تو ظالم ہوا اللہ
لوگوں کی بھی کیا عقل ہے کیا حق نگری ہے

دل ان کو بشر ماننے تیار نہیں شوقؔ
اور عقل گرفتارِ لباسِ بشری ہے

☆☆☆

قلم اُٹھاتے ہوئے سُوچنا پڑا کتنا

خدائی نور بہ شکلِ بشر کُھلا کتنا
چمک رہا ہے لباسِ قُل اِنّما کتنا

کرم کا آپ کے انداز ہے نیا کتنا
پتہ بھی یہ نہیں چلتا کِسے ملا کتنا

وہ نورِ ذات ہے ہر حد سے مَاورا کتنا
کتابیں کتنی کتابوں کا تبصرہ کتنا

نبیؐ کا جلوہ ہے ہر جا جدا جدا کتنا
لباس سے ہے نظر کو مُغالطہ کتنا

ثنائے شاہِ ہُدیٰ کا ہے حوصلہ کتنا
قلم اُٹھاتے ہوئے سُوچنا پڑا کتنا

نزولِ آیتِ اِقرا کے پردے پردے میں
صدائے کُن سے جُڑا رشتۂ حِرا کتنا

پلک جھپکتے جو قوسین تک گئے آئے
ہے انکے واسطے کوئی بھی فاصلہ کتنا

نظر جدا ہے عقیدہ جدا خیال جدا
سمجھ رہے ہیں سب انکو جدا جدا کتنا

مت سلا آپ غلاموں کے سر پہ جب تک ہیں
زمانہ کتنا زمانے کا حادثہ کتنا

خود آگہی سے نبیؐ آگہی کی منزل تک
قدم قدم پہ مجھے ٹوٹنا پڑا کتنا

خیالِ صاحبِ اسریٰ میں شوق گم ہوں میں
حجاب اٹھا بھی نگاہوں سے تو اٹھا کتنا

کسے خبر کہ زمانہ ہے آپ کا کتنا

بشر میں مثلِ بشر میں ہے فاصلہ کتنا
زمانہ صدیوں سے اِتنا سمجھ سکا کتنا

شہِ اُمم کا یہ احسان ہے بڑا کتنا
شعور و فکر کا مَحور بدل گیا کتنا

احاطہ آپ کی عظمت کا ہو بھلا کتنا
خیال و علم بشر کا ہے دائرہ کتنا

نظر، نظر نہیں رہتی حضور میں اُنکے
مُشاہدے کو سمجھنا مُشاہدہ کتنا

سمائی دونوں جہاں کی ہے ایک گوشے میں
نہ جانے اور ہے دامانِ مصطفٰی کتنا

درِ رسولؐ سے دوری کی زندگی کب تک
کرے گا موت سے انساں مقابلہ کتنا

بنی ہے آپ سے تقدیر ہر زمانے کی
کسے خبر کہ زمانہ ہے آپ کا کتنا

فقط یہ سیرتِ خیرُ البشر کا صدقہ ہے
عطا کیا بشریّت کو اِرتقا کتنا

ازل سے تابہ اَبد سلسلہ ہے رحمت کا
کرے گی لفظوں کی دنیا موازنہ کتنا

مکاں میں آ تو گیا نورِ لامکانی شوق
کوئی بھی جلوہ تعیّن میں آسکا کتنا

☆☆☆

وہ سلامت ہیں تو یہ انجمن آرائی ہے

سر نہادہ جہاں ہر حکمت و دانائی ہے
سبز گنبد میں وہ صدیوں کی توانائی ہے

قاب قَوسین عجب مرکزِ یکجائی ہے
ذات آپ اپنی تجلّی کی تماشائی ہے

حق کے پاس ایک ہی ہستی کی پذیرائی ہے
ویسا ہی پڑھتے ہیں سب جیسی کہ وحی آئی ہے

آپ سے روشنی قرآن نے خود پائی ہے
آپ آئے ہیں تو اللہ کی کتاب آئی ہے

جلوہ ہی جلوہ ہے بینائی ہی بینائی ہے
نور کے واسطے پستی ہے نہ اُونچائی ہے

عُمر بھر دید کو ترسی ہوئی آنکھوں کی قسم
جو نہ دیکھے تمھیں کس کام کی بینائی ہے

آپکی شانِ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَک وہ ہے
مشکلوں میں جو رسولوں کے بھی کام آئی ہے

ہیں ہر اک حال میں عالم پسِ عالم نظریں
کتنی "کونین در آغوش" یہ تنہائی ہے

مقصدِ کُن جو نہ ہوں محفلِ کُن کیا معنے
وہ سلامت ہیں تو یہ انجمن آرائی ہے

قابلیّت سے تعلّق ہی نہیں نعت کا شوق
دین اُن کی سببِ حوصلہ افزائی ہے

چشمِ مَا زَاغ میں اللہ کی بینائی ہے

کس قدر شانِ نبیؐ مظہرِ یکتائی ہے
چشمِ مَا زَاغ میں اللہ کی بینائی ہے

کنزِ مخفی کے جب اظہار کی بات آئی ہے
نور نے شکلِ رسولِؐ عربی پائی ہے

تا ابَد خلقِ خدا پڑھتی رہے گی تم کو
حرفِ آغازِ حرا کلمۂ اِقرائی ہے

ناز اسی ربطِ نہاں پر ہے گُنہ گاروں کو
جسم چاہے ہو کہیں روح تو طیبائی ہے

جتنے آفاق میں ہیں نورِ بصیرت والے
سب کا مقصودِ نظر روضۂ خضرائی ہے

جائزہ قامتِ کردار کا وہ کیا لینگے
جنکے ذہنوں میں فقط معجزہ پیمائی ہے

چھاننے والے سمندر کی تہیں چھان چکے
تھاہ جسکی نہیں سیرت کی وہ گہرائی ہے

حسرتِ دید میں جسکی میں مٹا جاتا ہوں
درحقیقت وہی جلوہ میری بینائی ہے

نظمِ عالم ہے اسی نام سے قائم اب تک
نامِ سرکار میں کس درجہ توانائی ہے

زندگی، بندگی، سرمایۂ دین و ایماں
شوقؔ سب کچھ اِسی اک در کی جبیں سائی ہے

☆☆☆

درود پڑھنا ہے اظہارِ عاجزی کرنا

بغیرِ ختمِ رُسل سعیٔ حق رسی کرنا — سَراب سے ہے مُداوائے تشنگی کرنا
نہ آسکا شہِ دیں کی گدائی بھی کرنا — یہ زندگی ہے تو کیا ایسی زندگی کرنا
نبی گریز کا اقرارِ بندگی کرنا — خود اپنے جہل کی ہے آپ ہی ہنسی کرنا
خدا کا نور مزاجاً ہے تیرگی دشمن — سکھایا کس نے ہے سورج کو روشنی کرنا
جو لوگ ہوشِ نبیؐ آگہی کا رکھتے ہیں — وہ جانتے نہیں باتیں بڑی بڑی کرنا
کسی سے بڑھتی ہے شانِ نبیؐ نہ گھٹتی ہے — بساط جتنی ہے بات اُتنی آدمی کرنا
تمہاری چشمِ عنایت ہے وہ بھی در پردہ — نہیں کچھ اور۔ مقدّر کا یاوری کرنا
خدا کے حکم سے پڑھتے ہیں سب درود مگر — درود پڑھنا ہے اظہارِ عاجزی کرنا
کسی کے حال سے غافل رسولِؐ پاک نہیں — انھیں پتہ ہے مدد کس کی کس گھڑی کرنا
بتا دیا ہے عمل کر کے نورِ اوّل نے — غموں کی دھوپ کو کسطرح چاندنی کرنا

نہیں ہے شوقِ حیات اپنی دائمی لیکن
ہمیں تو انکی غلامی ہے دائمی کرنا

☆☆☆

رَوا ہے صرف اُسے نازِ بندگی کرنا

بیانِ عظمت و شانِ محمدؐی کرنا
کچھ اپنے ہوش کا اندازہ آدمی کرنا

بتا رہا ہے یہ "اَتْمَمْتُ نِعْمَتِیْ" کرنا
ہُوا کسی سے نہ ایسی پیمبری کرنا

نفیٔ عمل سے خود اپنے وجود کی کرنا
تب ابتدائے رہِ عشقِ احمدؐی کرنا

درِ رسولؐ کے سجدے جسے میسّر ہیں
رَوا ہے صرف اُسے نازِ بندگی کرنا

مدینہ نام ہے اُس روشنی کے مخزن کا
جہاں سے سیکھتے ہیں لوگ روشنی کرنا

رسولِ پاک کا کرتے ہیں ذکر زوروں سے
بُھلا چکے ہیں مگر اُنکی پیروی کرنا

شَرَف خدا نے وہ بخشا دیارِ بطحیٰ کو
جہاں بڑائی ہے احساسِ کمتری کرنا

غمِ فراقِ نبیؐ جانور بھی سہہ نہ سکا
کُھلا ثبوت ہے قصوہ کا خودکشی کرنا

کلامِ پاک میں تہہ داریاں ہیں سیرت کی
تلاوت اسکی کبھی تم نہ سرسری کرنا

عروجِ خواب میں۔ انکارِ قدرتِ حق ہے
ذرا وضاحتِ "اَسْریٰ بِعَبْدِہٖ" کرنا

وہ شہرِ علم بھی ہیں اَفْصَحُ الْعَرَبْ بھی شوقؔ
خلافِ شانِ نبوّت ہے شاعری کرنا

☆☆☆

قدم آپ اپنے دکھائیں تو اجالا دیکھوں

کم ہے جتنا بھی جمالِ شہِ طیبہ دیکھوں
لیکن اللہ جسے دیکھے میں اُسے کیا دیکھوں

ذاتِ بے چہرہ کا سرکار کو چہرہ دیکھوں
شانِ اَلْعَظَمَتُ لِلّٰہِ جَمِیْعًا دیکھوں

خال و خط، گیسو و رُخ یا قدِ رعنا دیکھوں
یک نظر فرصتِ دیدار میں کیا کیا دیکھوں

آب و گِل میں تھا بشر۔ آپ نبیؐ تھے جب بھی
خاک اور نور کو ہم مرتبہ کیسا دیکھوں

زندگی میری اندھیروں کا سفر ہے مولیٰ
قدم آپ اپنے دکھائیں تو اُجالا دیکھوں

با حواس انکا نظارہ نہیں رہنے دیتا
آپ اپنے میں رہوں میں تو نظارہ دیکھوں

شانِ اصحابؓ جدا رنگِ اویسیؓ ہے جدا
دیکھنے دیکھنے میں فرق ہے کتنا دیکھوں

دیکھنا ان کو ہے جو مقصدِ بینائی ہیں
جسکا مصرف نہیں کچھ۔ کیا وہ نظارہ دیکھوں

حادثے زور دکھائیں کہ زمانے والے
آپ سر پر ہیں سلامت تو کسے کیا دیکھوں

ساتھ ہجرت کے گیا معجزۂ ہجرت بھی
شوق اب جا کے کہاں ثور کا جالا دیکھوں

یہ وہ سورج ہی نہیں ہے جسے ڈھلتا دیکھوں

کیوں نہ آقا کو دو عالم سے نرالا دیکھوں
یہ وہ سورج ہی نہیں ہے جسے ڈھلتا دیکھوں

جا بہ جا تذکرۂ صاحبِ اسریٰ دیکھوں
کوئی آیت کوئی سورۃ کوئی پارہ دیکھوں

جس جگہ دائرہ لفظوں کا سمٹتا دیکھوں
نعتِ سرکارؐ کا پہلا وہیں زینہ دیکھوں

نورِ بے قید کو کیا دیکھیں مُقیّد نظریں
دیں نظر آپ تو سرکارؐ کا جلوہ دیکھوں

"واقعہ فیل" کا ہے قبلِ ولادت لیکن
دیکھتے جب بھی تھے آپ اس میں یہ نکتہ دیکھوں

آپ کو دیکھ سکے منزلِ اَوْ اَدْنیٰ میں
ایسا معیار کسی کا بھی نہ اُونچا دیکھوں

انکی سیرت کا ہے ہر نقش سمندر سے سوا
جس قدر غور کروں اُتنا ہی گہرا دیکھوں

بے زباں پیڑ تلک ہجرِ نبیؐ میں رویا
کیا تعجب کسی انساں کو جو روتا دیکھوں

شبِ معراج کے لمحات ہیں نوری کتنے
ظلمتوں کو بھی چمکتے شبِ اسریٰ دیکھوں

دینِ فطرت کی ہے تعمیر اسی بُنیاد پہ شوق
حق کو یکتا کہوں سرکارؐ کو تنہا دیکھوں

☆☆☆

ہر اک مقصد ہُوا پورا جو ختمُ المرسلیں آئے

ہزاروں انبیا آئے مگر ایسے نہیں آئے
بشر ہونے پہ جنکے خود بشر کو کم یقیں آئے

سرِ عرشِ بریں پہنچے کہ بر روئے زمیں آئے
ازل کا نور۔ ازل کا نور ہے چاہے کہیں آئے

لباسوں کی طرح نامِ شہِ لولاک ہیں کیا کیا
جہاں جیسی ضرورت تھی وہ ویسے ہی وہیں آئے

فرشتہ شکلِ انساں میں بھی آئے تو فرشتہ ہے
اگر گنجِ خفی انساں بنے تو کیا یقیں آئے

ابد تک جگمگائے گا حرا تہذیب و دانش کا
دلوں کو روشنی دینے اُجالوں کے امیں آئے

کہاں ہے ذکرِ اَکملتُ لکم کا آپ سے پہلے
ہر اک مقصد ہُوا پورا جو ختمُ المرسلیں آئے

نہ دیں سرکار تو پھر دینے والا ہی نہیں کوئی
درِ محبوبِ حق ہے جس کو آنا ہو یہیں آئے

اُنہی کی جلوہ آرائی ہے سب اوّل سے آخر تک
گئے کب تھے جو نورِ اوّلیں و آخریں آئے

لگی ہے مہر پشتِ پاک پر ختمِ نبوّت کی
ہُوا در بند جب پیغمبری مسند نشیں آئے

خدا نے رحمتوں کی انتہا کر دی غریبوں پر
غریبوں بیکسوں میں رَحْمَۃٌ لِّلعالمیں آئے

درِ شاہِ ہُدیٰ پر شوقؔ اپنی حیثیت کیا ہے
نظر والے لٹاتے سجدہ ہائے بے جبیں آئے

☆☆☆

جس کو جو کچھ بھی ملا۔ کس سے ملا؟ سرکارؐ سے

گر زبانِ اشک میں ہر التجا سرکارؐ سے   رد نہیں ہوتی کبھی دل کی صدا سرکارؐ سے

ٹوٹ کر مرکز سے قائم رہ نہیں سکتا کوئی   دونوں عالم سے گیا جو بھی ہٹا سرکارؐ سے

کس پہ احساں وجہِ تخلیقِ دو عالم کا نہیں   جسکو جو کچھ بھی ملا کس سے ملا؟ سرکارؐ سے

اک کرن سورج کی سورج سے جدا ہوتی نہیں   کونسی مخلوق ہے جو ہے جدا سرکارؐ سے

کتنے پردوں میں نہاں تھا جلوۂ حسنِ ازل   من رآنی بن کے ہر پردہ اٹھا سرکارؐ سے

برزخِ کبریٰ ہے ہر عالم میں ذاتِ مصطفیٰ   عبد و رب دونوں کا بھی ہے رابطہ سرکارؐ سے

بعد میں دعویٰ خدا سے آشنائی کا کرو   ہو تو جاؤ آشنا پہلے ذرا سرکارؐ سے

گھر خدائے پاک کا قبضے میں تھا اصنام کے   بتکدہ کعبہ بنا کس سے بنا؟ سرکارؐ سے

اسکے اعمال اسکے منہ پر پھینک ڈالے جائینگے   صاف دل جسکا نہیں صلِ علیٰ سرکارؐ سے

نورِ وحدت کا ظہورِ اولیں سرکارؐ ہیں   ہر تجلّی کا چلا ہے سلسلہ سرکارؐ سے

ہر نظر کی آخری حد ہے درِ ختم الرسل   کوئی بھی واقف نہیں آگے ہے کیا سرکارؐ سے

عظمتِ شاہِ اُمم کی شوق کوئی حد کہاں   انتہا سرکارؐ پر ہے ابتدا سرکارؐ سے

(طرحی مشاعرہ بیدر)

دونوں عالم پہ بہ یک وقت نظر رہتی ہے

روح جب تک کہ مدینہ بہ نظر رہتی ہے
شام رہتی ہے نہ آنکھوں میں سحر رہتی ہے

چشمِ مَازَاغ عجب نور کا گھر رہتی ہے
دونوں عالم پہ بہ یک وقت نظر رہتی ہے

ہر ادا نور کی اعجاز اثر رہتی ہے
نظر آتی نہیں روحوں میں مگر رہتی ہے

سر میں سودائے درِ ختمِ رُسُل رہنے دو
اِسی دہلیز سے ہی عزّتِ سر رہتی ہے

لہلہاتا ہے چمن عشقِ نبیؐ کا اُتنا
جسقدر دل کی زمیں اشکوں سے تر رہتی ہے

دل وہ کس کام کا جس میں غمِ سرکارؐ نہ ہو
آب جب تک کہ رہے قدرِ گُہر رہتی ہے

ہے خیالِ شہؐ لولاک ۔ حجابِ دُنیا
دیکھتا سب ہوں مگر غیب نظر رہتی ہے

شوقؔ پنکھے کا نکلنا ہے کھلی بے حسی
کسی انسان کی کیا ایسی کمر رہتی ہے

☆☆☆

رحمت اللہ کی سرکار کے گھر رہتی ہے

جتنی دیر آنکھ غمِ شاہؐ میں تر رہتی ہے / ایک اک سانس اجالوں کا سفر رہتی ہے

کتنی بے سمت شہِ دیں کی نظر رہتی ہے / سامنے پیچھے برابر کی خبر رہتی ہے

مظہرِ ذات کو آئینہ صفت کا نہ کہو / جب نہ ہو ذات صفت کوئی کدھر رہتی ہے

کالی کملی کا ذرا ڈال دو سایہ مولیٰ / کالی کملی میں مقدر کی سحر رہتی ہے

ہوش سرکارؐ کا بوجہل دماغوں کو کہاں / ذہنیت جیسی ہو ویسی ہی نظر رہتی ہے

نعمتیں ہوتی ہیں تقسیم یہیں سے سب کچھ / رحمت اللہ کی سرکار کے گھر رہتی ہے

بے خبر انکو سمجھتے ہیں زمانے والے / جنکو کونین کے پل پل کی خبر رہتی ہے

خواب میں بھی جھلک اُنکی جو نظر آئے شوقؔ

زندگی بھر ہوس بارِ دگر رہتی ہے

☆☆☆

روشنی محفلِ کُن میں ہے تمہاری ساری

تم سے موسوم ہے یوں رحمتِ باری ساری　　صرف داتا ہو تمہی خلق بھکاری ساری

کیوں نہ اللہ کو خلقت رہے پیاری ساری　　نورِ لولاک کی ہے آئینہ داری ساری

کفر کا دشت یونہی گلشنِ ایماں نہ بنا　　مدّتوں کاٹی ہے راتیں آنکھوں میں ساری

کتنے مورخ سیرتِ سرورؐ کے قلمبند ہوئے　　دم بخود ہے ابھی تاریخ نگاری ساری

نہ ہوئی بات بھی ختم آپکے احسانوں کی　　سرنگوں ہو گئی الفاظ شُماری ساری

ہو گئے وہ رَضِیَ اللہُ تعَالیٰ عَنْہُم　　زندگی جتنوں نے سرکارؐ پہ واری ساری

گنجِ مخفی کی وہ مِن نور تجلّی تم ہو　　روشنی محفلِ کُن میں ہے تمہاری ساری

اپنے پاس اِسکے سوا شوق رکھا ہی کیا ہے

دولتِ نعت ہی پُونجی ہے ہماری ساری

☆☆☆

آپ نے عُمر غریبوں میں گذاری ساری

فیض سرکار کا ہر آن ہے جاری ساری — زندگی اُنکے کرم پر ہے ہماری ساری

اُنکے قدموں پہ جو ہو سجدہ گذاری ساری — بندگی ناز کے قابل ہو ہماری ساری

سیرتِ پاک ہے وہ معجزہ کاری ساری — اب بھی ہر سُنّتِ سرکار ہے جاری ساری

مَوقتی آئے نبوّت کے جو موسم آئے — آپکے دم سے ہے یہ فصلِ بہاری ساری

آسرا کتنا بڑا ہے یہ غریبوں کیلئے — آپ نے عُمر غریبوں میں گذاری ساری

اُنکے قدموں میں پہنچ جائیں تو بگڑی بن جائے — رات دن بس یہی کوشش ہے ہماری ساری

کون ہے اُمّتِ عاصی کا سہارا آقاؐ — آپکے سامنے ہے کار گذاری ساری

اہلِ ایمان کو اللہ نے عزّت دی شوقؔ

قسمتِ کُفر بنی ذلّت و خواری ساری

☆☆☆

جو بات مدینے میں ہے مکّے میں کہاں ہے؟

قرآن اَبد تک جو اک اعجازِ رواں ہے
فرمان خدا کا ہے محمدؐ کی زباں ہے

کس شان سے نورِ اَزلی جلوہ کُناں ہے
ہونے کو زمیں پہ ہے مگر عرش نشاں ہے

ہر دورِ زماں کُنتُ نَبیّاً کا زماں ہے
اقرار کو کلمہ ہے گواہی کو اذاں ہے

وہ ذاتِ مکاں میں بھی جو بے قیدِ مکاں ہے
مقصودِ نظر، کعبۂ دل، قبلۂ جاں ہے

معراج کا اک لمحہ بھی صدیوں پہ گراں ہے
نعلین جہاں آ چکے ہیں کون وہاں ہے

لا رَیب حَرم عظمتِ خالق کا نشاں ہے
جو بات مدینے میں ہے مکّے میں کہاں ہے؟

امکان میں وصفِ شہِؐ کونین کہاں ہے
الفاظ اشارے ہیں۔ بیاں عجزِ بیاں ہے

تشبیہہ کا عالم ہو کہ تنزیہہ کا عالم
سرکارؐ کی تمثیل یہاں ہے نہ وہاں ہے

ممکن نہیں انوارِ نبوّت کا تعیّن
جز نورِ محمدؐ نہ زماں ہے نہ مکاں ہے

افکار بھی رہ جاتے ہیں جبریلؑ کی صورت
معلوم نہیں منزلِ قوسین کہاں ہے

انوارِ نبیؐ۔ شوق کتابوں میں نہ دیکھو
الفاظ جہاں ختم ہیں۔ آغاز وہاں ہے

☆☆☆

مُلک اللہ کا۔ حکومت سیّدؐ ابرار کی

آرزوِ حق کو ہوئی جب ذات کے اظہار کی
ڈھل گئی پہلی تجلّی شکل میں سرکارؐ کی

کیوں نہ ہو کونین کو حاجت شہِؐ ابرار کی
گھر کی چھت ہر حال میں محتاج ہے دیوار کی

میم کے پردے میں ہے اک کائنات اسرار کی
ملک اللہ کا حکومت سیّدؐ ابرار کی

لاکھ نازک ہو تو کیا حالت دلِ بیمار کی
سَو دواؤں کی دوا ہے اک نظر سرکارؐ کی

تاب مشکل ہے اگرچہ ہجر کے آزار کی
جسکو کہتے ہیں حضوری دھار ہے تلوار کی

معجزہ کاری ہے یہ صرف آپکے کردار کی
کُفر کے ماحول میں دینی فضا تیّار کی

اُسقدر شائستہ ہوگا ذوقِ دیدارِ نبیؐ
جتنی لمبی عُمر ہوگی حسرتِ دیدار کی

نرم اک جھونکا مدینے کی ہوا کا چاہیئے
دل کی کشتی کو ضرورت ہی نہیں پتوار کی

دستِ رحمت کسطرح اٹھتا کسی کے قتل کو
ہو نظر تلوار تو حاجت ہی کیا تلوار کی

عُمر بھر ہم اک جھلک بھی دیکھنے ترسا کیئے
لُوٹنے والوں نے دولت لُوٹ لی دیدار کی

شوقؔ اسرارِ الٰہی ہر کسی پر کیا کُھلیں
فکرِ انسانی کہاں عظمت کہاں سرکارؐ کی

☆☆☆

وقتِ واحد میں ہے ہر جانب نظر سرکار کی

بات کرتا ہے زمانہ کونسے معیار کی — اک نیا معیارِ حق ہے ہر ادا سرکار کی
کتنی شانیں ہیں خدائی نور کے اظہار کی — کون کرنیں گن سکا خورشیدِ پُرانوار کی
آپ نے انسانیت کی روح یوں بیدار کی — ہو گئی کچھ اور دُنیا زیست کے اَقدار کی
کیا مکمّل ہو شناخت اُس نور کے شہکار کی — ہر نظر کی اُتنی حد ہے جتنی حَد افکار کی
جب تلک سیدھی نظر ہے مالک و مختار کی — چلنے والے دھار پر بھی چلتے ہیں تلوار کی
دشمنانِ دیں نے تو ہر دَور میں یلغار کی — روشنی کب بجھ سکی لیکن حرا کے غار کی
کیا معیّن ہو جہت اُس نورِ حق آثار کی — وقتِ واحد میں ہے ہر جانب نظر سرکار کی
بندگی میں آپ یکتا کبریائی میں خدا — ایک ہی رفتار ہے دو نورِ پُراسرار کی
لہلہائیں گی قیامت تک دلوں کی کھیتیاں — آبیاری ایسی ہے اُس ابرِ دریا بار کی
آپ کو مانے بغیر ایماں مکمّل ہی نہیں — شرط ہے اقرارِ حق میں آپکے اقرار کی

حادثوں کی دھوپ میں بھی اہلِ دل ہیں مطمئن
شوقؔ چادر تان کر یادِ شہِ ابرار کی

☆☆☆

قرآن تو اب بھی ہے وہی دُنیا کے سامنے

دیکھا خدا نے خود کو جنھیں لا کے سامنے
کس کی بساط کیا ہے اُس آقاؐ کے سامنے

کیا کیا اندھیرے آئے نہ لہرا کے سامنے
ٹھہرا نہ کوئی نورِ سراپا کے سامنے

اُمّی تو کہتے ہیں سبھی یہ دیکھتے نہیں
دُنیا کا علم کتنا ہے آقاؐ کے سامنے

خود نور کا وجود ضمانت ہے نور کی
ظلمت کہاں سراجِ مُنیرا کے سامنے

ملتا ہے سب کچھ اُنکے وسیلے سے خلق کو
دیتا ہے ورنہ کس کو خدا آ کے سامنے

آئینہ گر کی ذات پہ پڑتی نہیں نظر
رکھّے ہیں ایسے آئینے پھیلا کے سامنے

چھُو بھی سکا خیال نہ اُس نورِ عرش کو
لائے تصوّرات کئی خا کے سامنے

عشقِ نبیؐ کے دل میں اجالے نہیں رہے
قرآن تو اب بھی ہے وہی دُنیا کے سامنے

کہتے ہیں کس کو روضۂ اطہر کا سامنا
اِس کا پتہ تو چلتا ہے خود جا کے سامنے

کعبے کی سمت لاکھ سرِ بندگی جھکے
دل تو جھکے گا والیٔ کعبہ کے سامنے

ہر ذرّہ جلوہ گاہ ہے نورِ ازل کا شوق
کیا شئے ہے طُور ارضِ مدینہ کے سامنے

☆☆☆

لاتی ہیں کرنیں ذرّوں کو چمکا کے سامنے

کس کی چلی حضورؐ کے منشا کے سامنے
ڈالی سپر ہر ایک نے آ آ کے سامنے

منظر ہوں لاکھ دیدۂ بینا کے سامنے
پاتا ہے کون خود کو اُنہیں پا کے سامنے

مقصودِ کُن پہ ختم ہے وہ علم ہو کہ عشق
سب دم بخود ہیں صاحبِ اقرأ کے سامنے

ممکن نہیں پہنچ سکے قوسین تک بشر
جاتا ہے صرف نور ہی مبدا کے سامنے

رہتا ہے سورج اپنی جگہ آپ جلوہ گر
لاتی ہیں کرنیں ذرّوں کو چمکا کے سامنے

یوسفؑ کا حسن دیکھ کے کچھ انگلیاں کٹیں
بے دیکھے کٹ رہے ہیں سر آقاؐ کے سامنے

نورِ نبیؐ جبیں میں جو ابلیس دیکھتا
کر لیتا سجدہ آدمِ اُولیٰ کے سامنے

اندھے ہوں دل تو نورِ خدا کیا دکھائی دے
بُوجہل کی مثال ہے دنیا کے سامنے

بھرّے پہ اُنکے دونوں جہاں سے گذر گئے
حق تھا حضورؐ کیا تھے صحابہ کے سامنے

آساں نہیں ہے راستہ عشقِ نبیؐ کا شوقؔ
سو مرحلے ہیں ایک تمنّا کے سامنے

☆☆☆

چراغِ آفاق ہے فروزاں تمھارا نقشِ قدم نہیں ہے

حریمِ پاکِ شہِ رسولاں۔ ازل کی خلوت سے کم نہیں ہے
یہاں وہ نورِ قدم ہے پردے میں جو بہ قیدِ حرم نہیں ہے

ہجومِ آفات و غم کے ہاتوں اگرچہ اب دم میں دم نہیں ہے
مگر غمِ سرورِ دوعالم سے بڑھ کے کوئی بھی غم نہیں ہے

رواں ہیں صدیوں سے اِس اُجالے میں قافلے جہل و آگہی کے
چراغِ آفاق، ہے فروزاں تمھارا نقشِ قدم نہیں ہے

بیاں ہو کیا شرحِ مَنۡ رَاٰنی نہ حد زمانی نہ حد مکانی
یہ وہ مکمّل شہودِ حق ہے جہاں سوالِ عدم نہیں ہے

یہیں ٹھہرتی ہیں آ کے نظریں شعورِ بیدارِ زندگی کی
جبینِ انسانیت نہیں وہ تمھارے در پر جو خم نہیں ہے

جو ہر جہت میں ہو مرکزِ کُل پناہِ کُل وجہِ خلقتِ کُل
کوئی بھی ایسا بجز جمیلُ الشّیَم شفیعُ الاُمم نہیں ہے

یہی رہی فکرِ ہر زمانہ کہیں سے کچھ تو سمجھ میں آئے
نگاہ کہتی ہے ''یک سرِ مُو مُجالِ بَرتَر پَرَم'' نہیں ہے

صدائے دل میں خلوص ہو تو یہاں سے بھی سُنتے ہیں وہ سب کچھ
نہ جانو دُوری اگر حضوری کا ساز و ساماں بہم نہیں ہے

کہاں کے اسباب کیسے حالات شوق اُن کے کرم سے ہٹ کر
کوئی تصوّر ہی زندگی کا بغیرِ لُطف و کرم نہیں ہے

☆☆☆

کُھل گیا عبدیت کا بھرم یا نبیؐ

کون تم سا ہے رحمت قدم یا نبیؐ مرکزِ کُل ۔ جمیلُ الشِّیَم یا نبیؐ
ہے خدائی کا تم سے بھرم یا نبیؐ ورنہ ہستی میں کتنا ہے دم یا نبیؐ
نامکمّل ہے اب تک سفرِ ذات کا مِثلُکُم کے ہیں وہ پیچ و خم یا نبیؐ
کر رہے ہیں دو عالم طواف آپ کا آپ ہیں نور کا وہ حرم یا نبیؐ
جسکو جتنا دیا ہوشِ غم آپ نے اُس پہ اُتنے کُھلے رازِ غم یا نبیؐ
عرش رس یونہی نعلینِ اقدس نہیں دو جہاں کا ہے ان میں بھرم یا نبیؐ
ختم کر دی گئیں تم سب خوبیاں تم ہو وہ جلوۂ مختتم یا نبیؐ
نور دونوں جو قوسین پر مل گئے کُھل گیا عبدیت کا بھرم یا نبیؐ
ایک اک نقشِ خُلقِ عظیم آپ کا سینۂ کُن پہ ہے مُرتسم یا نبیؐ
آپ کی عظمتوں کا تعیّن ہو کیا ہر تعیّن ہے زیرِ قدم یا نبیؐ

شوقؔ کی زندگی در حقیقت ہے کیا
بند مُٹھی کا ہے بس بھرم یا نبیؐ

☆☆☆

میں تو محتاج ہوں دمبدم یا نبیؐ

تم سراپا ہو قدرت رقم یا نبیؐ　لَوحِ سینۂ زباں ہے قلم یا نبیؐ
گُھٹ گیا علم و دانش کا دم یا نبیؐ　آپ سمجھے گئے پھر بھی کم یا نبیؐ
کیا ملیں گے تمھارے قدم یا نبیؐ　اپنے حق میں ہیں دیوار ہم یا نبیؐ
ہو تمہی تم بہ شانِ اَتَم یا نبیؐ　کائناتِ حُدوث و قِدم یا نبیؐ
لاکھ ڈھائے زمانہ ستم یا نبیؐ　تم سلامت تو کا ہے کا غم یا نبیؐ
عرش بھی نور ہے آپ بھی نور ہیں　نور کے کیسے نقشِ قدم یا نبیؐ
آخری دَم کی کیوں قید بہرِ کرم　میں تو محتاج ہوں دمبدم یا نبیؐ
آپ مثلِ بشر بن کے کیا آگئے　ہوگیا ہے بشر مُحترم یا نبیؐ
کائنات اک اشارے کی محتاج ہے　آپ کے سامنے کیا ہیں ہم یا نبیؐ

شوقؔ کی عُمر گذری کرم سے مگر
پھر بھی آیا نہ ہوشِ کرم یا نبیؐ

☆☆☆

اُمّی لقب بھی صاحبِ اُمُّ الکتاب بھی

وہ نور جس کی شان ہے لَیْسَ کَمِثْلِہٖ
مثلِ بشر ہے صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

ان کے سوا کسے ملی معراجِ بندگی
اور بندگی بھی ایسی کہ اَسْریٰ بِعَبْدِہٖ

حق آگہی کی رہنے دو باتیں بڑی بڑی
یہ تو کہو حضورؐ سے کتنی ہے آگہی

کیا نورِ مصطفائی ہے صَلُّوْا عَلَی النَّبِیْؐ
پھیلا تو کائنات ہے سمٹا تو آدمی

ہر بات آپ کی ہے اک اعجاز یا نبیؐ
اُمّی لقب بھی صاحبِ اُمُّ الکتاب بھی

خوشبو گلوں میں چاند ستاروں میں روشنی
کس کس لباس میں ہے جمالِ محمدیؐ

آرامِ جاں سکونِ دل اقرارِ بندگی
سب کچھ ہے اپنے واسطے اس در کی حاضری

پُتلا ابُوالبشرؑ کا ابھی آب و گل میں تھا
وہ نورِ بے زمانہ تھا اُسوقت بھی نبیؐ

معراج کا سفر ہے عجب شان کا سفر
قدموں کی گرد بھی نہ زمانے کو مل سکی

طوفاں میں گھر گیا ہے سفینہ حیات کا
رُوحی فِدَاکَ خُذْ بِیَدِیْ اَنْتَ سَیِّدِیْ

اس کے سوائے جینے کا شوق آسرا نہیں
اُنکے غلام تو ہیں گنہ گار ہی سہی

☆☆☆

(طرحی مشاعرہ محبوب نگر)

سینوں میں روشنی ہے نہ ذہنوں میں روشنی

تاریخِ کائنات میں ایسا نہیں کوئی — اللہ کی شناخت ہے جس کی پیمبری
ہے مِثلُکُم کے روپ میں گنجینۂ خفی — یہ ظاہری لباس ہے وہ نورِ باطنی
چِھٹکی جو دل میں گنبدِ خضریٰ کی چاندنی — چادر گُناہ گار نے اشکوں کی اُوڑھ لی
علمِ بشر کی کتنی ہے کوتاہ قامتی — صدیاں ہوئیں مگر نہ کُھلی عظمتِ نبیؐ
ہٹکر نبیؐ سے کھو گئی ظلمت میں زندگی — سینوں میں روشنی ہے نہ ذہنوں میں روشنی
چُھو لی تھی ایک مرتبہ خاکِ درِ نبیؐ — برسوں ہوئے کہ ہاتھ سے خوشبو نہیں گئی
پاس و لحاظ کتنا تمھارا ہے حق کو بھی — خود نام سے ہوا ہے مخاطب کبھی کبھی
اک پل نہ ہو جو شمعِ نبوّت کی روشنی — کھو جائے تیرگی میں دو عالم کی زندگی
سرکارؐ کا مقام کہوں کس مقام کو — بنتا ہے ہر مقام تو ٹھوکر سے آپکی
فاقے بھی کیجیے پیٹ پہ پتھر بھی باندھیئے — ہے سنّتِ رسولؐ کی یہ بھی تو پیروی

عرفانِ مصطفیٰ ہو مکمّل تو سمجھو شوقؔ
قدرت خدائے پاک کی محدود ہو گئی

☆☆☆

آدمی مجبور ہے ایمان لانے کیلئے

مرکزِ اُمّید ہے جو ہر زمانے کیلئے
سر کہاں سے لاؤں ایسے آستانے کیلئے

خود حیاتِ طیّبہ ہے اک مُسلسل مُعجزہ
فاصلے مخلوق و خالق میں گھٹانے کیلئے

آپ نے دنیا کو بخشا وہ شعورِ بندگی
آدمی مجبور ہے ایمان لانے کیلئے

ہٹ کے شاہِ انبیا سے دونوں عالم کچھ نہیں
اک یہی جلوہ ہے ہر آئینہ خانے کیلئے

کائنات قلبِ مومن ہے تمھاری آرزو
کوئی گنجائش کہاں اس میں زمانے کیلئے

ناز جتنا بھی کرے کم ہے نیازِ بندگی
اُنکا سنگِ در ملا ہے سر جھکانے کیلئے

یہ سمجھکر چُپ ہوں سب سرکار کو معلوم ہے
سرگذشتِ عُمر ہے یوں تو سنانے کیلئے

آپ ہی آغاز سب کا، ختم سب کچھ آپ پر
آپ ہی عنوان ہیں ہر اک فسانے کیلئے

معنیٔ کُنتُ نَبِیّاً سے پتہ چلتا ہے شوقؔ
شاہِ دیں کی ہے نبوّت ہر زمانے کیلئے

☆☆☆

(نعتیہ مشاعرہ روضۂ خورد گلبرگہ شریف)

کہیں بھی جو نہیں ملتا وہ ملتا ہے مدینے میں

خدائی رحمتوں کا وہ اجالا ہے مدینے میں
خدا کو دیکھنے والوں نے دیکھا ہے مدینے میں

زمانے والے کیا جانیں بھلا کیا ہے مدینے میں
اسی در کے ہیں ہم سب کچھ ہمارا ہے مدینے میں

الوہیّت کا ہر منظر نرالا ہے مدینے میں
تجلّی عرش پر ہے اور جلوہ ہے مدینے میں

دیارِ نورِ مطلق ہے جو ذرّہ ہے مدینے میں
خدا کا گھر ہے کعبہ کعبے والا ہے مدینے میں

کوئی بیہوش ہوتا ہے نہ طُورِ ہوش جلتا ہے
مزاجِ برقِ جلوہ کتنا ٹھنڈا ہے مدینے میں

مدینہ نام ہے ایسی مقدّس راز منزل کا
کہیں بھی جو نہیں ملتا وہ ملتا ہے مدینے میں

سنوارا آدمی کو اسقدر فیضِ نبوّت نے
شعورِ آدمیّت سر بہ سجدہ ہے مدینے میں

مدینے کا تصوّر ہی مدینے والے آقا ہیں
نہیں تو ان سے پہلے کیا تھا اور کیا ہے مدینے میں

جہاں بھی صاحبِ قرآں وہی قرآن کی منزل
کچھ اترا ارضِ مکّہ پر کچھ اترا ہے مدینے میں

مدینے کو جو جاتے ہیں وہ واپس آ بھی جاتے ہیں
پلٹ کر پھر نہیں آتا جو جاتا ہے مدینے میں

مدینہ بے جہت جلووں کا شوقِ آئینہ خانہ ہے
احاطہ ہو تو سمجھا جائے کیا کیا ہے مدینے میں

☆☆☆

عرش پایہ سبز گنبد ہے میرے سرکارؐ کا

دو جہاں میں کون ہم قد ہے میرے سرکارؐ کا
نورِ حق۔ نورِ مُجرّد ہے میرے سرکارؐ کا

کونسا جلوہ مُقیّد ہے میرے سرکارؐ کا
نامِ نامی تک محمدؐ ہے میرے سرکارؐ کا

مِثلُکُم میں کھو نہ جائے آدمی تو کیا کرے
جسم ہے سایہ نہ دارد ہے میرے سرکارؐ کا

میم کے پردے میں ہے بے میم کی ذاتِ احد
اک معمّہ میمِ احمدؐ ہے میرے سرکارؐ کا

مَن رَانی کوئی کہہ سکتا نہیں اُنکے سوا
حق کی رُویت اصل مقصد ہے میرے سرکارؐ کا

کیا پیمبر کیا مَلک سب اپنی اپنی حد میں ہیں
ہر جہت میں نور اَن حد ہے میرے سرکارؐ کا

عظمتِ اَلفقرُ فَخرِیْ کیا سمجھ میں آئیگی
بوریا تک عرش مَسند ہے میرے سرکارؐ کا

ہے قیامِ مرکزیت ہجرتِ طیبہ کا راز
ویسے ارضِ کعبہ مَولَد ہے میرے سرکارؐ کا

مظہرِ حق کیا فنا ہو جب فنا حق کو نہیں
کہنے کو طیبہ میں مَرقَد ہے میرے سرکارؐ کا

آستینوں میں ہو یا کعبے میں یا ذہنوں میں ہو
ہر صَنَم حرفِ قلم زد ہے میرے سرکارؐ کا

شوق سائے میں اِسی کے ہے جہانِ ہست وبود
عرش پایہ سبز گنبد ہے میرے سرکارؐ کا

☆☆☆

چاند سورج سے اجالا نہیں ہوتا دل میں

لاکھ ہو گنبدِ خضریٰ کا نظارہ دل میں
آنکھ کی آنکھ میں ہے دل کی تمنّا دل میں

جب بھی آتا ہے خیالِ شہِ طیبہ دل میں
روشنی رہتی ہے آنکھوں سے زیادہ دل میں

دلِ بینا ہو تو دیکھو یہ تماشا دل میں
گھر ہے اللہ کا اور رہتے ہیں آقاؐ دل میں

شہِ دیں سے رکھو عشق ایسا توانا دل میں
موت کے بعد بھی زندہ رہے جذبہ دل میں

روشنی دل کی فقط جلوۂ من نور سے ہے
چاند سورج سے اجالا نہیں ہوتا دل میں

ٹوٹتا کب ہے مدینے سے تعلّق دل کا
آتے رہتے ہیں خیالات ہمیشہ دل میں

اُنکے جلوؤں کا ہے ہر آن تسلسل ایسا
اک تغیّر ہے بپا لمحہ بہ لمحہ دل میں

آج ہم اُسکا تصوّر بھی نہیں کر سکتے
عشقِ سرکارؐ جو رکھتے تھے صحابہؓ دل میں

دم قدم کا ہے اُنہی کے سب اجالا ورنہ
کیا ہے دنیا کے اندھیروں کے علاوہ دل میں

دلنوازی غمِ سرکار کی جب ہوتی ہے
آنکھ تر ہوتے ہی کھلتا ہے دریچہ دل میں

جنکے کردار سے مہکا ہوا قرآن ہے شوقؔ
اُنکی عظمت کا چلا کرتا ہے سکّہ دل میں

☆☆☆

صاف کُھلتا نہیں وہ روح میں ہیں یا دل میں

کونسا وصف نہیں اُس شہِ دریا دل میں — یہ چراغ ایسا ہے کرتا ہے اجالا دل میں

آپکے ہونے سے کیا کیا نہیں آقا دل میں — ایک دو کیا ہیں کئی عالمِ معنیٰ دل میں

ذات اَن حد ہے سمائے گی بھلا کیا دل میں — فیض اُتنا ہی ہے ایمان ہے جتنا دل میں

نورِ بے چہرہ کا اسطرح ہے خاکہ دل میں — لا اِلٰہ ہے زباں پر تو ہے اِلّا دل میں

اسقدر آپ میں کھوجاؤں کہ مَیں مَیں نہ رہوں — سو تمنّاؤں کی ہے ایک تمنّا دل میں

قبلۂ دیں بھی وہی کعبۂ ایماں بھی وہی — کون ہے اُنکے سوا انجمن آرا دل میں

اس نزاکت سے دل و جاں میں ہیں جلوے اُنکے — صاف کھلتا نہیں وہ روح میں ہیں یا دل میں

شخص اور عکس کے انوار بہم ایسے ہیں — آئینہ خانے میں دل۔ آئینہ خانہ دل میں

ہم غلام آپ کی یادوں کو ہی دل کہتے ہیں — کیا جگہ پائے کوئی اور تمنّا دل میں

چشمِ مَا زَاغ سے پوشیدہ نہیں ہے کچھ شوق
وہ خدائی میں ہو یا ذہن میں ہو یا دل میں

☆☆☆

کونین منوّر ہیں سرکار ہیں طیبہ میں

کہنے کیلئے کہہ لو سرکار ہیں طیبہ میں
ہر دل ہے مقام اُنکا آثار ہیں طیبہ میں

کیا کیا نہ خدائی کے اسرار ہیں طیبہ میں
راتوں کے اندھیرے بھی انوار ہیں طیبہ میں

ہر گام پہ لولاک کی شہکار ہیں طیبہ میں
آنکھیں ہوں تو جلووں کے انبار ہیں طیبہ میں

آقا کے تقرّب کا اعزاز بھی کیا شئ ہے
ذرّوں کے مقدّر تک بیدار ہیں طیبہ میں

کیا نورِ خدا بھی ہے پابند کسی حد کا
کیا جان کے کہتے ہو سرکار ہیں طیبہ میں

طیبہ میں پہنچتے ہی کھو جاتا ہے ہر انساں
سارے بشری دعوے بیکار ہیں طیبہ میں

ہر دیدۂ بینا کا عالم ہے جداگانہ
بینائی کے بھی کتنے معیار ہیں طیبہ میں

سرکار کے قدموں کی ہے روشنی کچھ ایسی
ہر سمت بصیرت کے بازار ہیں طیبہ میں

طیبہ کی فضاؤں میں رحمت کی وہ ٹھنڈک ہے
کانٹے بھی بیاباں کے گلزار ہیں طیبہ میں

رہتا ہے کدھر سورج پڑتی ہیں کدھر کرنیں
کونین منوّر ہیں سرکار ہیں طیبہ میں

آداب ہیں شوق ایسے اُس ارضِ مقدس کے
جتنے بھی ہیں دیوانے ہشیار ہیں طیبہ میں

دولت جو لُٹ گئی وہی اُنکی کمائی ہے

پہلا ظہورِ ذاتِ قِدم مصطفائی ہے
قُل اِنَّما اَنا بَشَر کی دُہائی ہے

انساں کو جس نے راہِ حقیقت دکھائی ہے
اِقرأ وہ پہلی منزلِ نورِ حرائی ہے

کیا شان کائنات کے آقا نے پائی ہے
بندے ہیں اختیار میں ساری خدائی ہے

بے مائیگانِ عشقِ نبیؐ۔ شاہِ عشق ہیں
دولت جو لُٹ گئی وہی اُنکی کمائی ہے

وحدت کی انجمن میں دُوئی کا سوال کیا
اک ذات اک وجود اِکائی، اِکائی ہے

گرداب الگ ہے موج الگ ہے حباب الگ
پانی ہے سب کی اصل بظاہر جدائی ہے

آزارِ جاں ہے دُوریٔ سرکار کس قدر
رونے کی اک ستون سے آواز آئی ہے

جب سے ہے دل میں گنبدِ خضریٰ کی روشنی
میری حیات خود میرے حق میں پرائی ہے

سر دے کے شوق ملتی ہیں یاں سرفرازیاں
یہ راہِ عشق۔ سلسلۂ کربلائی ہے

☆☆☆

یہ ابتدائی کلمہ ہی خود انتہائی ہے

عشقِ شہِ ہدیٰ سببِ جانفزائی ہے
دولت یہ اکتسابی نہیں ہے عطائی ہے

ہمت رہِ حیات میں جب ڈگمگائی ہے
ہر گام پر حضورؐ کی آواز آئی ہے

قوسین تو مقامِ وَرَاءُ الوَرائی ہے
فرشِ زمیں پہ کس کی کہاں تک رسائی ہے

توحیدِ حق کے ساتھ رسالت بھی آئی ہے
یہ ابتدائی کلمہ ہی خود انتہائی ہے

یادِ نبیؐ میں کس کو غمِ بے نوائی ہے
اپنی ہر اک کمی کی یہی پا بجائی ہے

نورِ نبیؐ کو سجدہ نہ کر کے لعیں ہوا
علم آسکا نہ کام عبادت ہی آئی ہے

ممکن نہیں علائقِ دنیا سے چھوٹنا
شاہِ ہدیٰ کے غم میں اسیری رہائی ہے

کیا علم و جہل، عقل و نظر، ہوش و آگہی
ہر اک کی اپنے دائرے میں رُونمائی ہے

نکلا ہے شوق کتنے اندھیروں سے آدمی
آقا نے حق کی روشنی ایسی دکھائی ہے

☆☆☆

میں کب سے تیرا رستہ دیکھتا ہوں

عجب انوارِ طیبہ دیکھتا ہوں　　ہَوس بڑھتی ہے جتنا دیکھتا ہوں
جہاں تک شانِ آقا دیکھتا ہوں　　خدا کو خود پہ شیدا دیکھتا ہوں
اَنا مِنْ نور جلوہ دیکھتا ہوں　　بہارِ لَا اِلٰہَ دیکھتا ہوں
نبیؐ کو کتنوں نے دیکھا ہے کتنا　　ہمیشہ بس میں اِتنا دیکھتا ہوں
جب اُن قدموں سے روشن ہونگی نظریں　　جبھی کہنا ہے زیبا ''دیکھتا ہوں''
مدینے کی حدیں قوسین تک ہیں　　کدھر جاتی ہے دنیا دیکھتا ہوں
کبھی آواز دے اے ارضِ طیبہ　　میں کب سے تیرا رستہ دیکھتا ہوں
خدا جانے حقیقت میں وہ کیا ہیں　　نظر کا فرق ہر جا دیکھتا ہوں
نظامِ دہر کو کیا دیکھنا ہے　　مزاج اُنکی نظر کا دیکھتا ہوں
نبیؐ کو دیکھنے والے کہاں ہیں　　ہر اک کو ہے یہ دعویٰ دیکھتا ہوں

نہ جانے شوقؔ ان جلوؤں میں کیا ہے
دو عالم کو ترستا دیکھتا ہوں

☆☆☆

مدینے کا اجالا دیکھتا ہوں

کرم کتنا ہے اُن کا دیکھتا ہوں — جو سوچا بھی نہیں تھا دیکھتا ہوں

نبیؐ کا مرتبہ کیا دیکھتا ہوں — مقامِ مَا عَرَفنَا دیکھتا ہوں

ہو بے پردہ جو نورِ مصطفائی — ہر اک اندھا کہے گا دیکھتا ہوں

نہیں یارا قدم بھی دیکھنے کا — کہوں کیونکر سراپا دیکھتا ہوں

اُنھیں علمِ بشر کیا پا سکے گا — کُھلا اِلَّا قَلِیلاً دیکھتا ہوں

جدھر اُٹھتی ہیں نظریں بے خودی میں — مدینے کا اجالا دیکھتا ہوں

کئی رُخ ہیں حیاتِ طیّبہ کے — اُنھیں ہر رُخ سے تنہا دیکھتا ہوں

نہ دیدار اُن کا آساں ہے نہ عرفاں — بہت دیکھا تو اِتنا دیکھتا ہوں

انھیں پاتا ہوں کتنی صورتوں میں — مَیں جب بھی بے ارادہ دیکھتا ہوں

کوئی حد ہے میری دیوانگی کی — وہ دل میں ہیں مَیں رستہ دیکھتا ہوں

نبیؐ کا نور لفظوں میں کہاں شوقؔ
کتابوں کو بھی تشنہ دیکھتا ہوں

☆☆☆

حق آگاہی کی پہلی شرط اُلفت مصطفیٰ کی ہے

انا من نور سے ثابت فضیلت مصطفیٰ کی ہے
خدائی ہے خدا کی اور حکومت مصطفیٰ کی ہے

الٰہی محفلِ کُن ہے کہ خلوت مصطفیٰ کی ہے
تجلّی کُنتُ کَنزاً کی ہے صورت مصطفیٰ کی ہے

اسی نسبت سے تو اپنا بھرم ہے دین و دنیا میں
ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ نسبت مصطفیٰ کی ہے

خدا سے عشق فرمانے کہاں جاتا دیوانے
حق آگاہی کی پہلی شرط اُلفت مصطفیٰ کی ہے

مقامِ مصطفائی کا تعیّن ہو نہیں سکتا
نبوّت کے برابر آدمیّت مصطفیٰ کی ہے

شبِ اسریٰ کھلا یہ راز نبیوں کی امامت سے
گروہِ انبیا کو بھی ضرورت مصطفیٰ کی ہے

ابھی تک مَن رَانی میں ہے گُم صُمّ فکرِ انسانی
کہ عینیّت ہے یہ یا حق سے قُربت مصطفیٰ کی ہے

نہیں ہے کوئی بھی شئی ہٹ کے نورِ مصطفائی سے
دوعالم میں ہے جو کچھ بھی بدولت مصطفیٰ کی ہے

مدینے کی فضا مہکی تو کیا آقاؐ کے قدموں سے
ہر اک عالم میں خوشبوئے رسالت مصطفیٰ کی ہے

وہاں تھا کون اَو اَدنیٰ کا منظر دیکھنے والا
حقیقت جانتا جو در حقیقت مصطفیٰ کی ہے

اُنہی پر جان دینا شوقؔ مسلک ہے غلاموں کا
ہماری جان کیا ہے اک امانت مصطفیٰ کی ہے

☆☆☆

(طرحی مشاعرہ بسلسلۂ عرس حضرت سید شاہ جلال الدین بخاریؒ بودھن ۔ نظام آباد)

صدقہ ہے یہ حضورؐ علیہ السّلام کا

اعجاز ہے یہ اس شہِ عالی مقام کا　　جس پر نگاہ ڈال دیں بن جائے کام کا
حامل ہوا بشر جو خدا کے پیام کا　　احساں ہے صرف آپکے فیضِ دوام کا
کرتے وہ کیا لحاظ کسی روک تھام کا　　کرنا تھا اہتمام نبوّت کے کام کا
کس کو پتہ حقیقتِ نورِ تمام کا　　اب تک ہے ناتمام سفر ہر مقام کا
قرآن معجزہ ہے جو شاہِؐ انام کا　　دستور اصل میں ہے خدائی نظام کا
سب انبیا امامتِ اقصیٰ میں ضم ہوئے　　لازم ہے مقتدی پہ تتبّع امام کا
اندھوں سے سُن رہا ہوں میں سورج پہ تبصرہ　　اندازہ ہو رہا ہے شعورِ عوام کا
معراج کے سفر سے پتہ سب کو چل گیا　　کیا مرتبہ ہے طائرِ سدرہ مقام کا
حق کو پسند کتنی زبانِ رسول ہے　　لہجہ بتا رہا ہے خدا کے کلام کا

انسانیت جہاں میں جو زندہ ہے شوق ابھی
صدقہ ہے یہ حضور علیہ السّلام کا

☆☆☆

چلنے دیا پتہ بھی نہ اپنے مقام کا

ادراک کیا ہو رُتبۂ خیرُ الانام کا عرفانِ ذات ہے نہ تعارّف مقام کا
ہر رخ سے آئینہ ہیں جو نورِ تمام کا اطلاق ان پہ کیا ہو لباسوں کا نام کا
دیکھا جمال جس نے رسولِؐ انام کا دنیا کے کام ہے نہ عقبیٰ کے کام کا
اس سے بڑا ثبوت ہو کیا لُطفِ عام کا آقا سے ڈر کسی کو نہیں انتقام کا
آئی کہاں سے ذات ابھی تک ظہور میں جلوہ ہے کائنات۔ صفاتؐ اور نام کا
کس سادگی سے عُمر بسر کی حضور نے چلنے دیا پتہ بھی نہ اپنے مقام کا
ایسے ملے دو نور کہ قوسین بن گئے قُربت کا نام دیں اسے یا انضمام کا
انسانیت کا اس سے بڑا ارتقا ہو کیا فرق آپ نے مٹا دیا۔ آقا' غلام کا
ہم کیا ہیں انبیا کی ہوئی لغزشیں معاف جب واسطہ دیا ہے محمدؐ کے نام کا

گُم ہے نظر بھی شوقِ خیالِ حضور میں
دیوانگی میں ہوش کہاں صبح و شام کا

☆☆☆

تشبیہ کے اندر سب گُم ہیں تنزیہہ کا عالم کیا ہوگا

پہنچے نہ تخیّل بھی جس کو وہ نورِ مجسّم کیا ہوگا
تشبیہ کے اندر سب گُم ہیں تنزیہہ کا عالم کیا ہوگا

قدموں سے جدا جب تک ہم ہیں ہر طرح گرفتارِ غم ہیں
مل جائیں گے جس دن ان کے قدم پھر کوئی بھی غم، غم کیا ہوگا

روحوں کی تڑپ سینوں کی جلن ممکن نہیں آسودہ ہو کہیں
بجز خاکِ درِ سلطانِ اُمم ہر زخم کا مرہم کیا ہوگا

کیا پیغمبر کیا جن و ملک کوئی نہیں مِن نوری سے الگ
جو باعثِ کُن ہے سرتاپا وہ پیکرِ آدم کیا ہوگا

جس رُخ سے بھی آئے جو آئے آنا ہے اسی در پر سب کو
محبوبِ خدا سے ہٹ کے کوئی مقصودِ عوالم کیا ہوگا

صدیوں سے ہے کوشش دُنیا کی مٹ جائے دلوں سے دردِ نبیؐ
لیکن جو دلوں کی دھڑکن ہے وہ درد بھلا کم کیا ہوگا

ہر حال میں جو ہے نورِ خدا ہر شان مَعَ اللّٰہِ وقتٌ
اس رحمتِؐ عالم عالم کا ادراک بھی کم کم کیا ہوگا

یہ روح و تن کا ربط نہیں جو شوقؔ کسی دن چُھٹ جائے
انوارِ نبیؐ سے دل کا تعلّق ختم کسی دم کیا ہوگا

☆☆☆

گلی مدینے کی پھر ہے گلی مدینے کی

صدا دو حق کو۔ کرو بندگی مدینے کی   حق آگہی کا ہے نام آگہی مدینے کی
تڑپ ہے دل میں اگر واقعی مدینے کی   حیات سے نہیں کم موت بھی مدینے کی
تجلّیاں ہیں وہ ہر دم نئی مدینے کی   ہے زندگی سے سوا اک گھڑی مدینے کی
مدینے شہر نہیں روح کا اجالا ہے   وہاں ہے روح جہاں روشنی مدینے کی
حدودِ کون و مکاں اہلِ دل نے چھان لیئے   گلی مدینے کی پھر ہے گلی مدینے کی
خدا سے نعمتِ کونین مانگنے والے   تڑپ کے مانگ لے دیوانگی مدینے کی
رسولِ پاک کی تاریخ ساز ہجرت سے   زمیں بھی عرشِ اثر بن گئی مدینے کی
چراغِ دانش و دل جل رہے ہیں صدیوں سے   تمام ہو نہ سکی آگہی مدینے کی

مدینہ ہی تو ہے شوقؔ اپنے واسطے سب کچھ
گئی کہاں ہے جو یاد آئے گی مدینے کی

☆☆☆

محال ہے کہ ہو منظر کُشی مدینے کی

یہی شناخت ہے سب سے بڑی مدینے کی
ملی کسی کو نہ حد آخری مدینے کی

خدا کرے نہ بُجھے تشنگی مدینے کی
یہ تشنگی ہی تو ہے روشنی مدینے کی

ہر اک نظارہ ہے شرحِ فَثَمَّ وَجۡهُ اللّٰه
محال ہے کہ ہو منظر کُشی مدینے کی

کہاں کہاں نہ وہ عرشی قدم پڑے ہونگے
سروں سے چلنے کی ہے ہر گلی مدینے کی

پتہ اسی سے مزاجِ نبیؐ کا چلتا ہے
جو کعبے کی تھی وہی زندگی مدینے کی

نثار اس کے لئے ساری خدائی ہوتی ہے
خدا کا نور ہے خود روشنی مدینے کی

وہ شان روضہ کی ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
درود پڑھتی ہے خوش منظری مدینے کی

حیات چاہے کہیں بھی ہو لاکھ آسودہ
کچھ اور شئے ہے مگر زندگی مدینے کی

تغیّراتِ زمانہ سے شوق کچھ نہ ہوا
دل و نظر میں ہے عظمت وہی مدینے کی

☆☆☆

دل چمکتا نہیں فیضانِ نبوّت کے سوا

کیا کہیں آپؐ کو مِنْ نور فضیلت کے سوا
ہر حقیقت میں ہیں سرکارؐ حقیقت کے سوا

کس کی یہ شان ہے قوسین اشارت کے سوا
سانس لیتے نہیں کونین اجازت کے سوا

قبلِ آدمؑ نبوّت ہے تو وہ کب سے ہیں
رازداں کون ہے آقاؐ کا مشیّت کے سوا

نورِ تخلیق نہ تقسیم میں آ سکتا ہے
نام کیا پہلی تجلّی کا رسالت کے سوا

حق کے سجدوں سے جبیں لاکھ منوّر ہو جائے
دل چمکتا نہیں فیضانِ نبوّت کے سوا

واقعہ بیعتِ رضواں کا پتہ دیتا ہے
دستِ سرکارؐ نہیں ہے یدِ قدرت کے سوا

ہاتھ حق کا ہے زباں حق کی ہے مازاغ آنکھیں
آپؐ کیا کیا ہیں خدا جانے نبوّت کے سوا

شوقؔ مفہومِ عبادت ہی نہیں ہے کوئی
آستاں بوسیٔ سلطانِ رسالت کے سوا

☆☆☆

ہم کو جانا ہے کہاں اس درِ دولت کے سوا

مقصدِ کُن نہیں سرکار کی بعثت کے سوا
نورِ حق بھی ہیں جو فخرِ بشریت کے سوا

ایک پل جنکا نہیں حق کی رفاقت کے سوا
اُنکا عرفان ہو کیا اُنکی ودیعت کے سوا

ہم غلاموں کا یہی دین بھی ایمان بھی ہے
ہم کو جانا ہے کہاں اس درِ دولت کے سوا

جسم کا راز تو پٹکے کے سبب فاش ہوا
پیکرِ مثلِ بشر کیا ہے لطافت کے سوا

پائے اقدس میں ہے کونین کی دولت لیکن
پاس کچھ بھی نہیں اک حق کی معیت کے سوا

معجزوں سے شرف آقا کا سمجھنے والو
معجزہ کوئی مسلسل نہیں سیرت کے سوا

ایک منصب ہے نبوت کوئی پہچان نہیں
ذات کو کیا کہیں نورِ ابدیت کے سوا

زندگی اپنی حقیقت میں نہیں کچھ بھی شوقؔ
صرف سرکارِ دوعالم کی محبت کے سوا

☆☆☆

سرکار سے جو دُور ہے وہ حق سے دُور ہے

کس شان کا وہ صاحبِ قوسین نور ہے　　دنیائے لاشعور بھی تحت الشعور ہے

کیا عظمتِ حبیبِ خدائے غفور ہے　　اُنکے حضور جو بھی گیا وہ حضور ہے

اعجازِ مستقل شہِ دیں کا ظہور ہے　　نورِ خدا بہ قیدِ تشکّل بھی نور ہے

نورِ ازل کو اپنے پہ کتنا عبور ہے　　یکساں نگاہِ پاک میں نزدیک و دُور ہے

کتنا لطیف گنجِ خفی کا ظہور ہے　　جلوہ تو جلوہ نور کا پردہ بھی نور ہے

ایمان تازہ ہوتا ہے ہر حق پرست کا　　طیبہ کے تذکرے میں وہ کیف و سرور ہے

دار و مدار اسی پہ ہے کُل کائنات کا　　سرکار سے جو دور ہے وہ حق سے دور ہے

اتنا سمجھ کے شوقؔ ذرا ہوش میں رہو

حق بیں نگاہ یَعلَمُ مَا فی الصّدور ہے

☆☆☆

ایک اک قدم حضورؐ کا کیا باشعور ہے

ہر شیٔ کا جب کہ نورِ نبیؐ سے ظہور ہے
پھر غیب کیا ہے اُن کے لئے سب حضور ہے

جس ذات سے مشیتِ حق کا شعور ہے
اس کی نظر ہی فیصلہ سازِ اُمور ہے

قرآنِ پاک سیرتِ سرورؐ ضرور ہے
اسکا پتہ کسے ہے جو بَینُ السُّطور ہے

بے صورتی بہ رنگِ تعیّن ضرور ہے
پٹکہ بتا رہا ہے بدن صرف نور ہے

"منصوبہ بندطرز" پہ آئے ہیں مصطفیٰ
ایک اک قدم حضورؐ کا کیا باشعور ہے

سینے میں نورِ گنبدِ خضریٰ رہے تو بس
کچھ غم نہیں جو شیشۂ دل چور چور ہے

بجلی جو طور کی تھی کلیمی شعور تھا
قوسَین کا مقامؐ۔ نبیؐ کا شعور ہے

یونہی نہیں ہے شوق مدینے کی روشنی
جو ذرّہ بھی یہاں ہے وہ خود شمعِ طور ہے

☆☆☆

یہ وہ چراغ ہیں جن کو ہوا جلاتی ہے

ظہورِ باعثِ کُن کتنا مُعجزاتی ہے　　لباس عبد کا ہے نورِ الٰہیاتی ہے
سیاستِ بَشَرٌ مِثلُکُمْ بتاتی ہے　　فقط لباس سے دُنیا فریب کھاتی ہے
فضا مدینے کی کتنی جمالیاتی ہے　　نظر ہجومِ تجلّی میں ڈوب جاتی ہے
حیات جب بھی اندھیروں میں ڈگمگاتی ہے　　نبیؐ کی یاد ہمیں روشنی دکھاتی ہے
شعورِ صاحبِ اسریٰ ابھی کہاں ہم کو　　فقط دماغ میں خاکہ تصوّراتی ہے
خدا کے نور کا لفظ و بیاں سے کیا رشتہ　　زباں وہ کیا بنے جو شئے مُشاہداتی ہے
نبیؐ کے عشق کے داغ آہ سے فروزاں ہیں　　یہ وہ چراغ ہیں جن کو ہوا جلاتی ہے
بتا رہی ہے یہ اسلام کی ہمہ گیری　　رسولِؐ پاک کا پیغام کائناتی ہے
وہ برقِ طور تھی موسیٰ کے جس سے ہوش اُڑے　　یہ شمعِ نور ہے سینوں کو جگمگاتی ہے

نبیؐ پرستوں کو کیا خوف شوق دنیا کا
جو ڈر کے رہتا ہے دنیا اُسے ڈراتی ہے

کرم کا اُن کے اثر کتنا نفسیاتی ہے

شمیم گیسوئے وَالَّیل جب بھی آتی ہے
بدن کا ذکر ہی کیا روح سَنسَناتی ہے

شعاعِ مِہرِ نبوّت جو مسکراتی ہے
کروڑوں ذرّوں کی تقدیر جگمگاتی ہے

تجلّیاں شب اسریٰ عجب دکھاتی ہے
زمین، عرشِ بریں سے نظر ملاتی ہے

ہیں ذاتِ حق کا وہ آئینہ شاہ اَوْ اَدْنیٰ
کہ جو بھی وصف ہے آقا کا وصفِ ذاتی ہے

ہے ایسی گنبدِ خضریٰ کی جلوہ سامانی
ہر ایک ذرّہ یہاں آسمان صفاتی ہے

وہ جاں نثار بنے جان جو دشمن تھے
کرم کا اُن کے اثر کتنا نفسیاتی ہے

دل و نگاہ کو ملتی ہے روشنی کیا کیا
ادا ادا میں وہ پہلو جمالیاتی ہے

تمھاری ایک نظر میں ہے کیا خدا جانے
تمھاری ایک نظر سے کیا کیا بناتی ہے

تجلیوں میں ہیں سب گُم صفات و اسماء کی
مگر جو ذات سے وابستہ ہے وہ ذاتی ہے

بنالو زندگی اپنی، نبیؐ کے ذکر کو شوق
فریب کار زمانے کی بے ثباتی ہے

☆☆☆

تخلیقِ کائنات کا منشا رسولؐ ہیں

کون و مکاں میں ہونے کو کیا کیا رسولؐ ہیں
لیکن حضورؐ صاحبِ اسریٰ رسولؐ ہیں

مثلِ بشر لباسِ تعیّن کا نام ہے
نورِ ازل کا چہرہ ہی چہرہ رسولؐ ہیں

انسانیت ہے سب سے بڑا جن کا معجزہ
پیغمبروں میں آپؐ وہ تنہا رسولؐ ہیں

رُکتی ہے نبضِ اَنفُس و آفاق سامنے
کہنے کو "مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رسولؐ" ہیں

جائے گی کائنات کہاں ہٹ کے آپؐ سے
تخلیقِ کائنات کا منشا رسولؐ ہیں

ہر روشنی علامتِ نورِ رسولؐ ہے
سمجھو جہاں کہیں ہے اجالا۔ رسولؐ ہیں

سب کُھل گیا رفاقتِ جبریلؑ کا بھرم
سِدرہ کے بعد کون ہے تنہا رسولؐ ہیں

اُمّی قرار دیتی ہے دنیا رسولؐ کو
وہ علم کیا ہے جس کا مدینہ رسولؐ ہیں

روشن ہے شوقؔ محفلِ کُن جنکے نور سے
سرکار وہ سراجِ مُنیرا رسولؐ ہیں

☆☆☆

دارَین میں ہر اک کا وسیلہ رسولؐ ہیں

حق کا ظہور حق کا اجالا رسولؐ ہیں
اک کائناتِ صورت و معنٰی رسولؐ ہیں

اک سلسلہ ازل سے ابد تک ہے خلق کا
کتنوں کی زندگی کا سہارا رسولؐ ہیں

دنیا تصوّرات میں اپنے اسیر ہے
حدِ تصوّرات سے بالا رسولؐ ہیں

ممکن نہیں کسی کی پہنچ راست حق تلک
دارَین میں ہر اک کا وسیلہ رسولؐ ہیں

روشن اُنہی کے دم سے ہیں عالم ہزارہا
ہر انجمن میں انجمن آرا رسولؐ ہیں

ذاتِ احد کی کوئی نہ صورت نہ جسم ہے
کیا جانے کس کا عکس سراپا رسولؐ ہیں

انکے سوا حیات کا مقصد نہیں کوئی
ہر دل کی ہر نظر کی تمنا رسولؐ ہیں

سمتوں کا کیا سوال بصیرت کے واسطے
ہر اک جہت میں دیدۂ بینا رسولؐ ہیں

محدود عقل شوق انہیں کیا سمجھ سکے
اللہ کی رحمتوں کا خزانہ رسولؐ ہیں

☆☆☆

فرش پر مصطفیٰؐ عرش پر مصطفیٰؐ

نورِ مطلق بہ شانِ بشر مصطفیٰؐ　　خود ہی منظور۔ ناظر۔ نظر مصطفیٰؐ
جا بہ جا ہیں بہ شانِ دگر مصطفیٰؐ　　حق نگر۔ حق نظر۔ حق اثر مصطفیٰؐ
مصطفیٰؐ کے سوا کیا ہے کونین میں　　فرش پر مصطفیٰؐ عرش پر مصطفیٰؐ
انبیا و رُسُل اور بھی یوں تو ہیں　　مصطفیٰؐ ہر طرح ہیں مگر مصطفیٰؐ
سیرتِ پاک قرآں ہی قرآن ہے　　آپ کا گھر ہے قرآں کا گھر مصطفیٰؐ
دے سکے جب نہ جبریلؑ ساتھ آپکا　　کوئی کیا ہو سکے ہمسفر مصطفیٰؐ
مثل جن کا ازل سے ابد تک نہیں　　آپ ہیں ایسے مثلِ بشر مصطفیٰؐ
معتبر اتنے تم چشم قدرت میں ہو　　ہر کوئی تم سے ہے معتبر مصطفیٰؐ

تھا زمانہ۔ نہ آدم۔ نہ کونین شوقؔ
کیا خبر کب سے ہیں جلوہ گر مصطفیٰؐ

☆☆☆

تم جدھر ہو خدا ہے اُدھر مصطفیٰؐ

عرض پرداز ہے چشمِ تر مصطفیٰؐ
ہو خدارا کرم کی نظر مصطفیٰؐ

تم سے ممکن ہے کس کو مفر مصطفیٰؐ
تم جدھر ہو خدا ہے اُدھر مصطفیٰؐ

جانتا کون تھا ورنہ اللہ کو
لائے ایمان سب آپ پر مصطفیٰؐ

کس کے بس کا ہے قوسَین کا مرحلہ
ہے تمہارا ہی تنہا سفر مصطفیٰؐ

دیکھتا ہے وہیں تک وہ سرکار کو
تم نے دی جس کو جتنی نظر مصطفیٰؐ

کائنات آپ کے در کی محتاج ہے
ہم غلاموں پہ کیا مُنحصر مصطفیٰؐ

جس قدر رفعتیں حق نے دی ہیں تمہیں
تم میں ہے انکسار اُس قدر مصطفیٰؐ

عرش پرواز کردے جو انسان کو
وہ نظر ہے تمہاری نظر مصطفیٰؐ

شوقؔ کس کو حقیقت سے ہے آگہی
راز ہی راز ہیں سر بسر مصطفیٰؐ

☆☆☆

خدا جمیل ۔ حبیبِ خدا جمالی ہے

تجلی حق کی سراپا جمال والی ہے ۔۔۔ بنائے اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہ ڈالی ہے

نبیؐ کی خاکِ قدم جس کسی نے پالی ہے ۔۔۔ وہ خوش نصیب گدا دو جہاں کا والی ہے

یہ عبد و رب کا عجب رنگِ اتّصالی ہے ۔۔۔ خدا جمیل ۔ حبیبِ خدا جمالی ہے

جو ذات ۔ مرکزِ انوارِ لایزالی ہے ۔۔۔ بشر کے روپ میں بھی کس پہ کھُلنے والی ہے

کلامِ پاک ہے خُلقِ عظیم کا شاہد ۔۔۔ کچھ ایسا آپ کا معیارِ خوش خصالی ہے

حیات کو بھی عبادت کا رنگ دے ڈالا ۔۔۔ شہِ مدینہ کی جو بات ہے نرالی ہے

لباسِ نور بھی ہے پردہ پوشِ عصیاں بھی ۔۔۔ غلاف کعبے کا کملی نبیؐ کی کالی ہے

کرم کی آس پہ دن عمر کے گذرتے ہیں ۔۔۔ وگرنہ گھر کی طرح زندگی بھی خالی ہے

ہوا ہے شوقؔ یہ "خیر الامور" سے ظاہر

نبیؐ پسند ہر اک کام اعتدالی ہے

اب ایسے اہلِ جنوں سے زمانہ خالی ہے

عیاں جو مثلِ بشر، نورِ ذوالجلالی ہے
مکاں میں جلوہ گری لامکان والی ہے

اویسیؒ عشق نہ وہ جذبۂ بلالیؓ ہے
اب ایسے اہلِ جنوں سے زمانہ خالی ہے

عطائے شاہِ اُمم کس قدر نرالی ہے
خزانے بانٹتے ہیں اور جیب خالی ہے

ظہورِ ذاتِ قِدم جسکی ذاتِ عالی ہے
وہ نورِ کل۔ بشرِ عالمِ مثالی ہے

کتابِ نور ہیں خود آپ یا رسولؐ اللہ
جو آیت آپؐ پہ اُتری وہ نور والی ہے

نگاہ و فکر کا ہر ربط ٹوٹ جاتا ہے
خیال آپ کا دنیائے بے خیالی ہے

نبیؐ کے نور سے جب ہے وجود ہر شَے کا
تو پھر پتہ نہیں کیا چیز مٹنے والی ہے

چلے ہیں سدرہ سے اسطرح شاہِ اَوْ اَدْنیٰ
کہ جیسے منزلِ قوسین دیکھی بھالی ہے

نبیؐ کے عشق کا رستہ ہے شوق الگ سب سے
جو پائمال نہیں اُس کی پائمالی ہے

☆☆☆

اُنھیں جلوہ دکھانا ہو تو دیتے ہیں نظر پہلے

شہِ لولاک کر کیوں نہ قوسینی سفر پہلے — جدھر کا نور ہوتا وہ جاتا اُدھر پہلے

نہ جا حق نے کی پہلی تجلّی کسقدر پہلے — صدائے کُن سے بھی نورِ نبیؐ ہے جلوہ گر پہلے

فقط ہیں وجہِ خلقت جہت میں معتبر پہلے — بشر، جنّ و مَلک سب ہیں مثلِ بشر پہلے

مدینہ اور کعبہ دونوں گھر ہیں نور لیکن — میں دیکھوں گھر کے مالک کو دیکھوں صرف گھر پہلے

نہ اُن پہلے کوئی تھا نہ اُنکے بعد کوئی — وہی ہیں جزو کُل کا نور اِدھر آخر اُدھر پہلے

نگاہِ ظاہری نورِ خدا کو پا نہیں سکتی — انھیں جلوہ دکھانا ہو تو دیتے ہیں نظر پہلے

بشر انبیاء کیا جاتے اَوْ اَدْنیٰ کی منزل تک — کیا نورِ اوّل ہی یہ نوری سفر پہلے

مدینے کو مدینہ فیضِ ہجرت نے بنایا ہے — یہ خطہ کب تھا انوارِ ازل کا مُستقر پہلے

بشر کی فکر اُنکی عظمتوں کو شوق کیا پہنچے
بنا جن کیلئے خود عرشِ اعظم رہگذر پہلے

☆☆☆

یہ وہ رستہ ہے کٹ جاتے ہیں جس میں بال و پر پہلے

نظارہ سبز گنبد کا دکھاتا ہے اثر پہلے
نظر کے ساتھ ہی اڑ جاتے ہیں ہوش نظر پہلے

خدا کا حکم ہے آقاؐ اشارہ آپکا کیا ہے
نہیں تو کس کے کہنے پر چلے شمس و قمر پہلے

سمجھ کر جادۂ عشق رسولؐ اللہ میں آنا
یہ وہ رستہ ہے کٹ جاتے ہیں جسمیں بال و پر پہلے

حدود دل سے ہیں قوسین تک اُنکی گذرگاہیں
تمنا دید کی ہے تو خود اپنے سے گذر پہلے

قدمبوسی کا اک موقعہ ملا ہے زندگی بھر میں
ذرا مجھکو سنبھلنے دے خدارا چشم تر پہلے

سمجھتا کیوں ہے دل سے دور انا من نور جلووں کو
تو اپنی روح کی گہرائیوں میں تو اُتر پہلے

نہ سمجھے جو نبیؐ کو غیب داں وہ خود ہی غافل ہے
نبیؐ کہتے ہیں کس کو یہ بتائے بے خبر پہلے

جب اُنکو خود نہیں معلوم کچھ تو کیا خبر دیں گے
یہ در پردہ ہے انکار نبوّت کا ہُنر پہلے

اُبھر کر جو حرا سے کر گئی روشن دو عالم کو
کسی تاریخ میں بھی کب ہے شوقؔ ایسی سحر پہلے

☆☆☆

دیوانوں کی جنّت تو مدینے کی گلی ہے

شانِ بشری میں بھی یہ اعجازِ نبیؐ ہے
معراج کا اک پَل کئی صدیوں کی صدی ہے

لفظوں میں کہاں ذاتِ رسولؐ عربی ہے
سیرت نے زباں پائی تو قرآن بنی ہے

کُھلنے کو زباں وصفِ نبیؐ میں تو کُھلی ہے
لفظی کمی علمی کمی دانش کی کمی ہے

جلوہ نیا انداز نیا شانِ نئی ہے
عالم سے جدا عالمِ انوارِ نبیؐ ہے

اُتنے ہی مقاماتِ نبیؐ اُس پہ کُھلے ہیں
جس کو شہ طیبہ سے نظر جتنی ملی ہے

جنّت کے طلبگاروں کو جنّت ہو مبارک
دیوانوں کی جنّت تو مدینے کی گلی ہے

خُلق آپکا آئینہ ہے آپؐ آئینہ حق کا
توحید کی منزل میں دُوئی تھی نہ دُوئی ہے

معراج فقط نام نہیں عرش رَسی کا
معراجِ رسولؐ عربی تو ازَلی ہے

عیسیٰ نفَسی سانس بھی لیتی ہے سنبھل کر
وہ منزلت و شانِ محمدؐ نفَسی ہے

اے حسرتِ دیدار ذرا ہوش میں رہنا
سرمایۂ دیدار فقط گمشدگی ہے

دربارِ نبیؐ شوقؔ ادب گاہ ہے ایسی
آواز بھی اونچی ہو تو سوءِ ادبی ہے

☆☆☆

دنیا ہے کہ صدیوں سے ابھی سوچ رہی ہے

کونین میں حاصل کسے قوسین رسی ہے
یہ صرف مقامِ شہِ مکّی مدنی ہے

سرتا بہ قدم نور نے کیا زندگی کی ہے
ایک ایک ادا اک نئی تاریخ بنی ہے

مِن نورِ تجلّی کی عجب بے جہتی ہے
سمتوں کی کوئی قید نہ دیوار کوئی ہے

اُمّی ہیں وہ تعریف اگر اُمّی کی یہی ہے
حد علمِ مکمّل کی کسی کو نہ ملی ہے

توحید کے کلمے کی یہی بوالعجبی ہے
اقرارِ خدا و نبیؐ خود اپنی نفی ہے

کس کس کو زمانے کے تغیّر نے نہ بدلا
پہلے جو مدینے کی تھی شان اب بھی وہی ہے

سرکار ہیں کیا اصل میں سرکار ہی جانیں
دنیا ہے کہ صدیوں سے ابھی سوچ رہی ہے

طیبہ کے سوا اپنا ٹھکانہ نہیں کوئی
دنیا یہی عقبیٰ یہی جنّت بھی یہی ہے

قوسین ہوں یا دل ہو کہ ہو عرشِ مُعلّیٰ
سرکار جہاں ہیں وہ مدینے کی گلی ہے

کس دَور کی تہذیب پہ نازاں ہے زمانہ
تہذیب کی بنیاد تو اِس در سے پڑی ہے

شوقؔ آیا ہے نورِ ازلی شکلِ بشر میں
کیا اس سے بڑا اور بھی اعجاز کوئی ہے

☆☆☆

کیا کریں گے شافعؐ روزِ جزا کا سامنا

سہل کیا ہو جلوۂ صلِ علیٰ کا سامنا
ہے لباسِ مَن رآنی میں خدا کا سامنا

معجزہ در معجزہ ہے زندگی سرکار کی
کر سکے گی آگہی کس کس ادا کا سامنا

ہو اگر مشروط مرنے پر ہی دیدارِ نبیؐ
آج کر لیں کتنے دیوانے قضا کا سامنا

بددعا اُمّت کو اپنی دینے والے انبیاء
کیا کریں گے شافعؐ روزِ جزا کا سامنا

آفتوں میں پرورش پاتا ہے دینِ مصطفیٰ
اسکی فطرت میں ہے ہر رنج و بلا کا سامنا

آپکے نعلین کا سایہ رہے سر پر تو بس
کس کو کہتے ہیں خدا نے چاہا خدا کا سامنا

عُمر بھر دیکھو جمالِ مصطفیٰ تو کم ہے شوقؔ
حشر تک کافی سہی اک مرتبہ کا سامنا

☆☆☆

جن کو رہتا ہے مدینے کی ہوا کا سامنا

ہر کسی کو ہے نگاہِ نارسا کا سامنا
سامنا بھی کس کا نورِ حق نما کا سامنا

روح کو رہتا ہے طیبہ کی فضا کا سامنا
زندگی آلائشوں میں لاکھ آلودہ رہے

وہ خدا کے روبرو۔ اُن کو خدا کا سامنا
اک معمّہ ہی معمّہ ہے مقامِ مصطفیٰ

جن کو کرنا ہے کریں وہ ماسوا کا سامنا
نورِ حق ہے اہلِ دل کا مرکزِ فکر و نظر

ورنہ مُشتِ خاک سے کیا ہو خدا کا سامنا
درمیاں ہے آسرا صرف ایک ذاتِ پاک کا

ان کو کیا معلوم قوسینی فضا کا سامنا
منزلِ سدرہ رہی ہے جن کی حدِّ آخری

جن کو رہتا ہے مدینے کی ہوا کا سامنا
کوئی آندھی اُن چراغوں کو بجھا سکتی نہیں

سامنا کچھ اور شے ہے بولنا کچھ اور شوق
کچھ نہ سُوجھے گا جو ہوگا مصطفیٰ کا سامنا

☆☆☆

واجب کی تجلّی ہے پیراہنِ امکاں میں

یارب وہ اثر دینا سوزِ غمِ پنہاں میں
گلزارِ مدینہ کی ٹھنڈک ہو دل و جاں میں

دل جذب ہوا جب سے عشقِ شہِ ذی شاں میں
ہر تارِ نفس شامل ہے تارِ رگِ جاں میں

کیا علم ہو کار آمد سرکار کے عرفاں میں
بے صورتی صورت میں کردار ہیں قرآں میں

گونَین نہ کیوں ضم ہوں مثلِ بشر انساں میں
واجب کی تجلّی ہے پیراہنِ امکاں میں

اِس نام سے آتی ہے جاں ہر تنِ بے جاں میں
وہ شانِ خدائی ہے سردارِ رسولاں میں

دل کو وہ مزہ آیا بے تابیٔ ہجراں میں
درد اور بڑھا بیٹھے ہم کوششِ درماں میں

اعجاز و شرف کیا کیا اُس دستِ کرم کا ہے
کُھل کر کئی راز آئے ہیں بیعت رضواں میں

روشن ہیں چراغ اب بھی اس نقشِ کفِ پا کے
ہر جلوۂ ظاہر میں ہر جلوۂ پنہاں میں

پروازِ ملائک کی لَا عِلمَ لَنا حد ہے
سِدرہ سے پرے جانا یہ کس کے ہے امکاں میں

کیا نورِ نبیؐ پر ہو اطلاق تعیّن کا
بے قید ہے جب خوشبو رہ کر بھی گلستاں میں

گونَین میں شوق انکا احسان نہیں کس پر
عالم پسِ عالم ہیں سب سایۂ داماں میں

☆☆☆

سب کچھ ملا جو ایک درِ مصطفیٰؐ ملا

اظہارِ حق کو مثلِ بشر روپ کیا ملا
نورِ قدم۔ حدوث کی سرحد سے آملا

کس کو مقام صاحبِ قوسین کا ملا
یہ قُربِ حق یہ مرتبہ جس کو ملا، ملا

کیا کیا نہ زندگی کو بہ فضلِ خدا ملا
سب کچھ ملا جو ایک درِ مصطفیٰؐ ملا

اُتنا خداشناس ہے وہ اپنے وقت کا
جتنا جسے شعورِ شہِ انبیاؐ ملا

سب انبیا کو حق سے تھی ملنے کی آرزو
سرکارؐ وہ ہیں جن کو بُلا کر خدا ملا

اس طرح ان کا نور ہے پردے میں روح کے
بالکل جدا جدا ہے نہ بالکل ملا ملا

واقف کہاں تھا اپنی حقیقت سے آدمی
سرکارؐ نے دیا تو شعورِ انا ملا

پہروں نظر مدینے کے منظر میں گم رہی
دل کو کبھی کبھی جو اشارہ ذرا ملا

ہر آستاں کی شان اِسی آستاں سے ہے
جو بھی جسے ملا ز درِ مصطفیٰؐ ملا

معراج میں حضورؐ۔ خدا سے ملے مگر
بچھڑے تھے کب خدا سے جو سمجھیں خدا ملا

دنیا کو شوق صدیوں سے حق کی تلاش ہے
کس کو بغیر شاہِ مدینہ۔ خدا ملا

☆☆☆

(طرحی مشاعرہ جز چہلہ۔ محبوب نگر)

اظہارِ نور کو بھی بدن نور کا ملا

گنجِ خفی کو آئینہ کیا خوشنما ملا
اظہارِ نور کو بھی بدن نور کا ملا

ایسا نہ کوئی بندۂ خالق ادا ملا
ملنے کو جس کے آدمی سمجھے خدا ملا

عشقِ نبیؐ کا راستہ سب سے جدا ملا
جو مٹ گیا وہ جی گیا۔ جو کھو گیا ملا

کونین میں کوئی نہ بجز مصطفیٰ ملا
آئینہ دارِ ذات وصفت ہائے کا ملا

اسلام کیوں نہ عہدِ خلافت میں پھیلتا
تائیدِ حق تھی اور نبوّت کی عاملہ

ڈوبی جہاں غموں کے اندھیروں میں زندگی
روشن نبیؐ کے نور سے دل کا حِرا ملا

پردے کئی ہیں صورت و نام ولباس کے
ہر پردے میں جمالِ شہؐ دوسرا ملا

اللہ تک پہنچنے کے ہیں جتنے راستے
نکلے یہیں سے اور یہیں ہر ایک آ ملا

نسبت درِ رسولؐ سے اپنی نہ چھٹ سکی
کیا کیا نہ سر اٹھائے ہر اک حادثہ ملا

قرآں وہ زندہ معجزہ سب معجزوں میں ہے
ہر دور میں جو سلسلہ در سلسلہ ملا

ملنا رسولِ پاک کا آساں نہیں ہے شوقؔ
کچھ قرب اُسے ملا جسے ذوقِ فنا ملا

☆☆☆

سب اپنی جگہ رہنے دو اعمال عقیدے

توصیفِ نبیؐ میں پڑھو کتنے ہی قصیدے
ممکن نہیں لفظوں کی کمی ہونٹ نہ سی دے

کچھ صدقۂ حسن اپنا دو عالم کے سخی دے
صدیوں سے ہیں کونین لگائے ہوئے دیدے

از لطف تو دارد دلِ دیوانہ اُمیدے
دیدارِ رخِ تست مرا جلوۂ عیدے

کوشش سے یہ دولت نہیں ملتی جو کوئی دے
دے جسکو خدا عشقِ رسولؐ عربی دے

ایمان کا معیار فقط حبِّ نبیؐ ہے
سب اپنی جگہ رہنے دو اعمال عقیدے

جن لوگوں کی جانوں کا خریدار خدا ہو
دنیا اُنھیں کیا دولت و طاقت سے خریدے

مالک! سفرِ عشقِ نبیؐ سخت بہت ہے
توفیق جسے دے اُسے ثابت قدمی دے

خالق کا پتہ کون دے جز مظہرِ خالق
جس گھر کی یہ دولت ہے اگر دے تو وہی دے

ہر گوشۂ سیرت کا ہیں نایاب مُرقع
قرآن کے پارے ہیں خدائی کے جریدے

رہتا ہے خیالوں پہ بڑا ناز بشر کو
وہ جلوہ دکھاتے ہیں تو کُھل جاتے ہیں دیدے

اک تو ہی تو ہے شوق کے جینے کا سہارا
اے یادِ نبیؐ تجھ کو خدا عمر بڑی دے

☆☆☆

اے گنبدِ خضریٰ کی فضا چھاؤں ہری دے

ہر آن بہ ہر رنگ، تجلّی جو نئی دے
اُس ذاتِ پُر انوار کا کیا ساتھ کوئی دے

یارب میری سانسوں کو وہ خوشبوئے نبیؐ دے
جو دل کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کو نمی دے

اِس شان کی اے یادِ نبیؐ گمشدگی دے
احساس نہ ہونے کا میرے غم کی کمی دے

آقا سے عقیدت میں بگاڑ آنے نہ دینا
ایمان بگڑتا ہے جو فاسد ہوں عقیدے

طاعت ہی سے ایمان مُکمّل نہیں ہوتا
جب تک نہ مَدد دستِ رسولِؐ عربی دے

دیتی ہیں صدا دھوپ میں جھلسی ہوئی روحیں
اے گنبدِ خضریٰ کی فضا چھاؤں ہری دے

دنیا کے اندھیروں کا تصوّر بھی نہ آئے
ایمان کی وہ روشنی نورِ اَزَلی دے

پیغمبرِ آخر پہ کتاب آخری اُتری
جیسے ہیں رُسُل ویسے ہیں قدرت کے جریدے

خاکی ہوں ثنا گر ہوں مگر نورِ ازل کا
کیا اس سے بڑی دادِ غلامی کی کوئی دے

اس نورِ مُجسّم سے ہے سب کاربرآری
حق کی کوئی صورت نہ زباں ہاتھ نہ دیدے

حد جنکی ہے سُبحانَکَ لاعِلمَ لَنا شوق
اللہ اُنھیں کیا عزّتِ قَوسَین رَسی دے

☆☆☆

خیرُ الاُمم ہیں نسبتِ خیرُ البشر سے ہم

کیسے الگ ہوں نورِ خدائی اثر سے ہم
مثلِ بشر حضور ہیں عکسِ بشر سے ہم

کیا دیں ثبوتِ عشقِ نبیؐ چشمِ تر سے ہم
جتنا تَرَسنا چاہیئے اُتنا نہ تَرَسے ہم

دیکھیں گے کیا جمالِ نبیؐ چشمِ سر سے ہم
چکّر میں ہیں ابھی تو لباسِ بشر سے ہم

ہم کچھ نہ تھے حضورؐ نے سب کچھ بنا دیا
خیرُ الاُمم ہیں نسبتِ خیرُ البشر سے ہم

جلوے تو ہر جگہ ہیں سراجِ مُنیر کے
محروم خود ہیں چشمِ حقیقت نگر سے ہم

آنے لگی ہے نکہتِ گلزارِ مصطفیٰؐ
اچھا ہوا چُھٹے جو غمِ بال و پر سے ہم

انوارِ مصطفائی کو کیا دیکھ پائینگے
دل کی بجائے دیکھ رہے ہیں نظر سے ہم

کیا جانے کب صدا دے مدینے کی سرزمیں
سجدے لُٹا رہے ہیں دل و چشمِ تر سے ہم

ہم کو ابھی تعارفِ خیرُ البشر کہاں
خوش ہیں فقط تصوّرِ خیرُ البشر سے ہم

"ہم ہیں معنۓ دید سے محرومیت کے ہیں
ہم دیکھتے نبیؐ کو تو رہتے کدھر سے ہم

نورِ ازل اسیرِ تعیّن کہاں ہے شوقؔ
تعبیر پھر بھی کرتے ہیں طیبہ کو گھر سے ہم

☆☆☆

یہ دین فقط سیرتِ سرکارؐ سے پھیلا

اسلام نہ دولت سے نہ تلوار سے پھیلا
یہ دین فقط سیرتِ سرکارؐ سے پھیلا

انکار سے سمٹا نہ تو اقرار سے پھیلا
نورِ اَزلی وقت کی رفتار سے پھیلا

جس شان کی معراج ہوئی ختمِ رُسُل کو
انساں کا تخیُّل اُسی معیار سے پھیلا

دامن کرمِ حق کا جو پھیلا ہے سروں پر
وابستگیٔ سیّدِؐ ابرار سے پھیلا

کونین سے بیگانے ہوئے دیکھنے والے
وہ جذب و اثر آپکے دیدار سے پھیلا

یہ سلسلۂ کون و مکاں پھیلتا کب تھا
فیضِ قدمِ ذاتِ حق آثار سے پھیلا

قرآن کی صورت میں جو روشن ہیں ابھی تک
ہر ایک اُجالا اُنہی کردار سے پھیلا

ظلمت کو جدا سمجھو نہ انوارِ نبیؐ سے
دیوار کا سایہ بھی تو دیوار سے پھیلا

کس جلوۂ بے رنگ کا مرکز ہے مدینہ
وحدت کا ہر اک رنگ اِسی گلزار سے پھیلا

ظاہر جو ہوا حسنِ ازل شانِ بشر میں
ہر دائرہ اس نقطۂ پرکار سے پھیلا

شوقؔ اَنفُس و آفاق پُرانوار ہیں جس سے
وہ نور اسی مَبدَءِ انوار سے پھیلا

☆☆☆

اُجالا علم کا پھیلا خبر سے

اَبد کی شام تک۔ کُن کی سحر سے
اُنھی کا نور ہے دیکھو جدھر سے

کُھلا یہ راز قوسینی سفر سے
کدھر کر دیتا ہے اک پل کدھر سے

جو گذرے چشمِ مازاغ البصرُ سے
وہ خود سے ملنے کو تا حشر ترسے

پتہ ان کی حقیقت کا چلے گا
جو دیکھو ان کو خالق کی نظر سے

علیم و مُخبرِ صادق ہیں آقاؐ
اُجالا علم کا پھیلا خبر سے

تھی جس کی چھت نہ دیواریں برابر
ہیں روشن دو جہاں اس ایک گھر سے

جو حکمِ شاہِؐ طیبہ کے ہیں بندے
نہ ان کو خیر سے مطلب نہ شر سے

مَیں نکلا تھا نبیؐ کی آرزو میں
یہ دنیا بیچ میں آئی کدھر سے

اجالے بانٹنے والے جہاں کو
اُجالا مانگتے ہیں ان کے در سے

رکھا ہی کیا ہے مُشت خاک میں شوقؔ
بشر سب کچھ بنا مثلِ بشرؐ سے

☆☆☆

وہ آگے ہیں ہر ایک حدِّ نظر سے

ذرا لو جائزہ گہری نظر سے
بشر اُن سے ہے یا وہ ہیں بشر سے

جسے ہے فیض شاہِ بحر و بر سے
وہ کشتی کھیلتی ہے ہر بھنور سے

ہٹے سرکار کب حق کی ڈگر سے
مصائب پتّھروں کی طرح برسے

کریں تعبیر کیا نورِ سحر سے
سحر خود ہے عبارت اُس نظر سے

وہ ذرّے چاند سورج بن گئے ہیں
اُڑے جو اُن کی خاکِ رہگذر سے

مقیّد ہر نظر ہے اپنی حد میں
وہ آگے ہیں ہر اک حدِّ نظر سے

اِدھر صورت اُدھر بے صورتی ہے
کہے آئینہ کیا آئینہ گر سے

زمیں کے ذرّے تک اُڑتے ہیں بے پر
تعلّق نور کا کیا بال و پر سے

جدا ہے ان کا جلوہ ہر نظر میں
نہ جانے کس نے دیکھا کس نظر سے

ہیں سب محتاجِ شوق ان کی نظر کے
مقدّر بنتے ہیں جن کی نظر سے

☆☆☆

کوئی بھی نعت نہیں حرفِ ابتدا کے سوا

صدائے کُن نہیں اک ذوقِ خود نما کے سوا
کہاں ہے رُویتِ حق۔ رُوئے مصطفٰی کے سوا

حقیقت اُنکی کھلی کس پہ ہے خدا کے سوا
سبھی بشر ہیں شہِ مثلکم قبا کے سوا

کرینگے کام وہ کیا مرضیٔ خدا کے سوا
نہیں ہے نُطق بھی جنکا عَنِ الھویٰ کے سوا

کہیں بھی کچھ نہیں اس نورِ حق ادا کے سوا
مگر نظر نہیں جاتی قُل اِنّما کے سوا

کرن سراجِ مُنیرا کی کیا چمک اُٹھی
دلوں کے غار بھی روشن ہوئے حِرا کے سوا

سمجھ سکیں گے وہ کیا شانِ مصطفٰی کیا ہے
جو جانتے نہیں حالاتِ حاضرہ کے سوا

رضائے حق کو سمجھنے کا کیا ہے پیمانہ
ادا شناسیٔ سرکارِ دُوسَرا کے سوا

کسی بھی شیٔ کی نہیں قدر چشمِ رحمت میں
تڑپتے دل کے سوا اشکِ بے صدا کے سوا

ازل سے تابہ اَبد کیا ہے وجہِ کُن کیلئے
خطِ نظر کے سوا قامتِ ادا کے سوا

خدا شعور اگر دے نبیؐ شناسی کا
مقام کتنے ہیں معراجِ مصطفٰی کے سوا

نبیؐ کی شان کہاں۔ شاعری کہاں ہے شوقؔ
کوئی بھی نعت نہیں حرفِ ابتدا کے سوا

☆☆☆

(طرحی مشاعرہ ناندیڑ)

کہاں وہ جائیں گے دامانِ مصطفیٰ کے سوا

کہاں وہ جائیں گے دامانِ مصطفیٰ کے سوا
نہیں ہے جن کا سہارا کوئی خدا کے سوا

شرف بڑھایا ہے نورِ خدا نے آ کے سوا
بشر میں کیا ہے عناصر کے اقتضا کے سوا

نگاہ بھی نہیں اُٹھتی یہاں صدا کے سوا
یہ بارگہہ نہیں لَا تَرفَعُو فضا کے سوا

خود انبیا ہیں تجسّس میں اولیا کے سوا
مقامِ شاہِ ہدیٰ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

خبر سب ان کو ہے رُویائے صادقہ کے سوا
وہ شہرِ علم بھی مَن نور بھی شہِ کُل بھی

ثنا جو کر سکے لَا یُمکِنُ الثَّنَا کے سوا
بشر کی فکر کا قد ہی نہیں بلند اِتنا

کہاں ہے چارہ رسولوں کو اقتدا کے سوا
فقط امامتِ اقصیٰ پہ منحصر کیا ہے

یہ کیا کہ پیاس بڑھا دی جھلک دکھا کے سوا
کبھی قدم مجھے جی بھر کے دیکھ لینے دو

جو آگے جا نہ سکے حدِّ منتہیٰ کے سوا
وہ منتہائے رسولِ انام کیا جانیں

جو لوگ دیکھنے والے ہیں ماسوا کے سوا
اُنہی پہ کھلتے ہیں انوارِ صاحبِ اسریٰ

کرم پہ اُن کے ہے شوقؔ انحصار جینے کا
ہمارے پاس نہیں کچھ فقط عطا کے سوا

☆☆☆

بندے سے نمائندگی ہوتی ہے خدا کی

عظمت ہے عجب صاحبِ لولاک لما کی
بندے سے نمائندگی ہوتی ہے خدا کی

پہنچے گا کہاں انکو کوئی بندۂ خاکی
خاکی کی صفت مادّی ہے نور کی پاکی

کس شان کی سیرت ہے شہِ ہر دوسرا کی
دنیا میں رہے زندگی دنیا سے جدا کی

اقراء کا تصوّر بھی نہ تھا ذہنِ بشر میں
جاگ اُٹھی تھی قدموں سے فضا غارِ حرا کی

باطن کی نبوّت ہو کہ ظاہر کی نبوّت
نورِ ازلی ہو نہیں سکتا کبھی خاکی

مر کر بھی مہک ذہن سے جانے نہیں پاتی
خوشبو ہے کچھ ایسی بدنِ نور قبا کی

قرآن و حدیث ایک زباں سے ملے دونوں
کیا شان ہے اُس بندۂ قوسین رسا کی

انسان خود اپنے کو بمشکل نظر آیا
سرکار نے سینوں کی کچھ اسطرح جِلا کی

کیا شئی ہے میرے پاس مجھے ناز ہو جس پر
کرتا ہوں دعا شوقؔ فقط فضل و عطا کی

☆☆☆

خاکی تو ہر اک حال میں ہے بندۂ خاکی

وہ رسمِ خدا آگہی آقا نے بِنا کی
دنیا ہی بدل دی نگہ و فکرِ رسا کی

کیا مل سکے حد منزلتِ شاہِ ہدیٰ کی
انسان کی صورت میں تجلّی ہے خدا کی

سب کچھ ہے نظر میں وہ ازل ہو کہ ابد ہو
عظمت ہے عجب دیدۂ مازاغ ادا کی

مخلوق بھی نوری سرِ قوسین نہ پہنچی
خاکی تو ہر اک حال میں ہے بندۂ خاکی

ہے خاک بھی نور آپکے قدموں کی بدولت
تاثیر ہے یہ آپ کے نقشِ کفِ پا کی

اعجاز مسلسل ہے یہ تیئیس[٢٣] برس کا
اَکمَلتُ لَکُم کی سند اللہ نے عطا کی

ہوتا ہے دل و جاں کی فضاؤں میں اُجالا
آتی ہے جو طیبہ سے کوئی موج ہوا کی

آقا پہ فدا ہونا ہی ایمان تھا جن کا
ہر گام انھیں لذّتِ ایمان مِلا کی

شوقؔ اس کا تصور بھی کوئی کر نہیں سکتا
گلزارِ مدینہ پہ جو رحمت ہے خدا کی

ہے ازل سے تا اَبد اک سلسلہ انوار کا

کیا تعیّن ہو مقامِ ذاتِ حق آثار کا
ہے ازل سے تا اَبد اک سلسلہ انوار کا

آپ کے دیدار کو کیا نام دیں دیدار کا
''حسرتِ بارِ دگر'' ہے دیکھنا اک بار کا

وار تھا بھرپور ایسا عفو کی تلوار کا
کفر ٹوٹا سارا۔ فتحِ مکّہ سے کفّار کا

قیدِ صورت میں نہ آتا حسن اگر سرکار کا
جلوہ کیا آتا نظر لَا تُدْرِکُ الْاَبْصَار کا

دیدۂ بینا ہے ہر موئے بدن سرکار کا
نور بے دیکھے بھی رکھتا ہے اثر دیدار کا

گرمیٔ بسترِ شبِ اسریٰ نہ ٹھنڈی ہو سکی
وقت تکتا رہ گیا منھ نور کی رفتار کا

واقعہ ''تحویلِ قبلہ'' کا ہے شاہد آج تک
خود مشیّت دیکھتی ہے رُخ شہِ ابرار کا

قبلِ آدم کی نبوّت کا کسے ادراک ہے
چشمِ ظاہر میں اجالا ہے حرا کے غار کا

سیرتِ سرکار نے دنیا پہ ثابت کر دیا
تیغ سے بڑھ کر اثر ہے جوہرِ کردار کا

مَا رَمَیْتَ پر نظر مَا یَنْطِقُ پر کان ہیں
نام ہے اللہ کا اور کام ہے سرکار کا

شوق اٹھتی ہے جدھر بھی وہ نگاہِ حق نگر
خود بدل جاتا ہے دھارا وقت کی رفتار کا

(طرحی مشاعرہ اورنگ آباد)

☆☆☆

ذاتِ اقدس حرفِ آخر ہے ہر اک معیار کا

مَن رَاٰنی سے کھلا عالم عجب اسرار کا
خواب و بیداری میں یکساں ہے اثر دیدار کا

کسطرح ہوگا نظارہ بے جہت انوار کا
ذہن پر سایہ ہے مفروضات کی دیوار کا

آپ نے دھارا جو موڑا لوگوں کے افکار کا
ہوگیا عالم دِگرگوں زیست کے اَقدار کا

ہو شعورِ عام کو ادراک کیا سرکار کا
دم بخود ہے ہوش تک پیغمبری افکار کا

کیوں نہ قرآں نام ہوتا آپکے کردار کا
یہ تو زندہ معجزہ ہے سیّدِ ابرار کا

نور لفظوں میں کہاں ہے احمدِ مختار کا
جانتا ہے دیکھنے والا مزہ دیدار کا

سب سے آخر کیوں نہ آتے تاجدارِ انبیاء
ذاتِ اقدس حرفِ آخر ہے ہر اک معیار کا

ہٹنے والا "مرکزِ ایماں" سے مومن ہی نہیں
نام ہے ایمان تو سرکار کے اقرار کا

وسعتِ کونین ہے تفصیلِ اَنا مِن نور کی
دیکھ کر تعمیر اندازہ کرو معمار کا

اپنی ذہنی سطح سے سب سوچتے ہیں آپکو
غیر ممکن ہے سمجھنا آپ کے معیار کا

جس کی خوشبو سے حریمِ جاں مہک اٹّھے نہ شوق
کوئی پھول ایسا نہیں سرکار کے گلزار کا

جس کو نظر آئے شہِ طیبہ نظر آئے

جو نورِ ازل چہرہ بہ چہرہ نظر آئے
جیسا کہ نظر آنا ہے وہ کیا نظر آئے

کیا گوشۂ سیرت کوئی پورا نظر آئے
جب زندگی اعجازِ سراپا نظر آئے

صورت میں بھی جو عالمِ معنیٰ نظر آئے
الفاظ میں وہ ذات بھلا کیا نظر آئے

کیا کیا نہ نظر والوں کو آقا نظر آئے
پھر بھی ہے بہت کم جسے جتنا نظر آئے

لَا تُدْرِکُ الْاَبْصَار نظر آیا ہے کس کو
جس کو نظر آئے شہِ طیبہ نظر آئے

جلوہ تو ہر اک سمت ہے خورشیدِ حرا کا
روشن ہی نہ ہو آنکھ تو کیسا نظر آئے

سب اپنے خیالات میں ہی کھوئے ہوئے ہیں
معلوم نہیں آپ کسے کیا نظر آئے

ضم کر گئی نبیوں کو بھی اقصیٰ کی امامت
سب مقتدی صاحبِ اسریٰ نظر آئے

ظلمت کی جھلک بھی نہ رہے قلب و نظر میں
ایسا مجھے طیبہ کا نظارہ نظر آئے

دیکھا انھیں تا حدِ نظر شوق ہر اک نے
وہ سب کے تصور سے زیادہ نظر آئے

☆☆☆

جتنا نظر آنا تھا بس اُتنا نظر آئے

ہر رُخ سے مُکمّل کیسے آقا نظر آئے   جتنا نظر آنا تھا بس اُتنا نظر آئے

آئینہ اگر دل کا مُصفّٰی نظر آئے   مِن نورِ تجلّی کا اجالا نظر آئے

جب تک نہ جمالِ شہِ بطحیٰ نظر آئے   ممکن ہی نہیں جلوہ خدا کا نظر آئے

پڑھ پڑھ کے جنھیں صدیوں سے حیران ہے دنیا   سرکار وہ قدرت کا صحیفہ نظر آئے

اس نور کے دیدار کا کیا آنکھ سے رشتہ   جو ظاہری صورت میں بھی پردہ نظر آئے

مبداء ہی نہیں نورِ ازل کا شہِ طیبہ   اَکمَلتُ لکُم کا بھی وثیقہ نظر آئے

تکمیلِ تمنّا سے نہ مرجائے تمنّا   جو جلوہ نظر آئے ادھورا نظر آئے

یارب میری بینائی کو دے روشنی ایسی   جب آنکھ کھلے گنبدِ خضریٰ نظر آئے

تہہ داریٔ ذاتِ شہِ لولاک تو دیکھو   اَسرار تلک سینہ بہ سینہ نظر آئے

شوقؔ انکے مقامات کا ادراک کسے ہو
ہر فکر کی قامت سے جو بالا نظر آئے

☆☆☆

تیئیس[۲۳] سال کہنے کو پیغمبری کے ہیں

مُنکر جو بے شعور حیاتُ النّبیؐ کے ہیں
خود آگہی کے ہیں نہ خدا آگہی کے ہیں

صورت گرفتہ جلوے جو بے صورتی کے ہیں
کون و مکاں میں سارے نظارے انہی کے ہیں

آقا کے نقشِ پا وہ چراغ آگہی کے ہیں
پروانے دو جہاں میں سب اس روشنی کے ہیں

کیا عقلِ نارسا کو تمھارا پتہ ملے
رستے تو عرش پر بھی تمھاری گلی کے ہیں

قسمت چمک گئی چمنِ ہست و بود کی
تیئیس[۲۳] سال کہنے کو پیغمبری کے ہیں

منزل گہہِ قدم سے حصارِ حدُوث تک
سائے کہاں نہ آپ کی بے سائیگی کے ہیں

طیبہ کی سرزمین پہ جو دن بسر ہوئے
وہ دن ہی یادگار میری زندگی کے ہیں

حکماً برہنہ پا ہوئے وادی میں بھی کلیمؑ
نعلین عرش پر بھی گوارا نبیؐ کے ہیں

عرشِ خدا پہ پاؤں رکھے بندہ کیا مجال
یہ مرتبے تو صاحبِ قوسین ہی کے ہیں

آئی ہے برقِ طور لباسِ بشر میں شوقؔ
جتنے چراغ ہیں سب اسی نور ہی کے ہیں

☆☆☆

(طرحی مشاعرہ اورنگ آباد)

سرکار سرپرست ہر اک اُمّتی کے ہیں

انوار میں پلے ہوئے بے سائیگی کے ہیں
کانٹے بھی پھول ہیں جو ریاضِ نبی کے ہیں

توحید کی اکائی پہ پردے دوئی کے ہیں
جتنے خدا کے نام ہیں اُتنے نبی کے ہیں

دل میں اگر حرارتِ عشقِ نبی نہیں
داغِ جبیں ہیں جتنے نشاں بندگی کے ہیں

کیا جانے کب تمام ہو عرفان مصطفیٰ
صدیوں سے سلسلے وہی اک تشنگی کے ہیں

نورِ ازل ہے گنبدِ خضریٰ کے رنگ میں
دنیا کے رنگ اس کے مقابل میں پھیکے ہیں

پرسان حال کوئی نہیں ہے تو غم نہیں
سرکار سرپرست ہر اک اُمّتی کے ہیں

قدرت میں جسکو شک ہو قائل ہو خواب کا
"اَسریٰ بِعَبدِہٖ" میں اشارے اسی کے ہیں

علمِ بشر نے کی ہے جہاں تک بھی جستجو
سب زخم خوردہ فکر و نظر کی کمی کے ہیں

وہ جلوہ گاہِ نور۔ دیارِ رسُول ہے
جتنے حجاب بھی ہیں یہاں روشنی کے ہیں

تقدیر کب چمکتی ہے شوق اپنی دیکھنا
برسوں سے انتظار میں ہم اس گھڑی کے ہیں

جہاں آوازِ دو محسوس ہوتا ہے وہاں تم ہو

صفاتِ وذات کا وہ پیکرِ قدرت نشاں تم ہو
جہاں تم ہو وہاں حق ہے جہاں حق ہے وہاں تم ہو

بہ شانِ لامکانی جلوہ بارِ ہر مکاں تم ہو
جہاں آوازِ دو محسوس ہوتا ہے وہاں تم ہو

نمودِ زندگی تم سے شعورِ بندگی تم سے
تمھیں حسن رُخ ہے دیکھو کاروانِ کارواں تم ہو

تمھارا ذکر کلمے میں اذانوں میں نمازوں میں
خدا کے اور بندے کے مُسلسل درمیاں تم ہو

کسی کا بھی تصور تک نہیں ہے درمیاں دو کے
تمھارا رازداں حق اور حق کے رازداں تم ہو

یہ عالم ابتدا کا ہے تو آخر کا پتہ کس کو
زمانہ ہے تمھارے بعد۔ ماقبلِ زماں تم ہو

تمھارے سائے میں جاری ہے صدیوں کا سفر آقا
دو عالم میں خدائی رحمتوں کا سائباں تم ہو

شہود و غیب دو موجیں ہیں جس نورِ مجرّد کی
وہ وجہہِ کُن فکاں تم ہو وہ جانِ کُن فکاں تم ہو

گنہگار اُمتی ہے شوق اس کا ذکر ہی کیا ہے
ملائک انبیا سب غیب ہیں آقا جہاں تم ہو

وہ کشتی کس طرح ڈوبے گی جس کے پاسباں تم ہو

بشر کے روپ میں بھی ماورائے این و آں تم ہو
عیاں ہو کر نہاں تم ہو نہاں ہو کر عیاں تم ہو

دلوں سے منزلِ قوسین تک جلوہ کُناں تم ہو
تجلّی در تجلّی تم جہاں اندر جہاں تم ہو

تمھاری آدمیت خود اک اعجازِ مُسلسل ہے
سراپا نور ہو کر بھی بقیدِ جسم و جاں تم ہو

کئی طوفاں خود مر جائینگے اُٹھ اُٹھ کے دنیا میں
وہ کشتی کسطرح ڈوبے گی جس کے پاسباں تم ہو

نظر والے تمھیں حق سے جدا دیکھا نہیں کرتے
زبانِ پاک سے حق بولتا ہے حق بیاں تم ہو

خدائی میں ازل سے تا ابد ہے کون نور افشاں
شہِ قوسین منزل۔ تاجدارِ مُرسلاں تم ہو

کہاں کیا ہے تمھاری شان و عظمت کون سمجھے گا
محمّد حامد و محمود و احمد بے گماں تم ہو

تمھی کو رحمۃٌ لِلعالمینی زیب دیتی ہے
کہ اپنے دشمنوں پر بھی جواباً مہرباں تم ہو

حقیقت میں کسی قابل نہیں ہو شوقؔ تم لیکن
یہ کیا کم ہے گدائے سرورِ کون و مکاں تم ہو

☆☆☆

کوئی زمانہ بھی نہیں اُن کی نظر سے دُور

سرکار کب ہیں جان و دلِ معتبر سے دور
ہر ایک گھر میں رہتے ہیں ہر ایک گھر سے دور

کونین کیا ہوں آپکے حکم و اثر سے دور
ممکن نہیں کوئی ہو خدائی نظر سے دور

نظروں میں رہ کے بھی وہ نہ ہوں کیوں نظر سے دور
پیراہنِ بشر میں ہیں فکرِ بشر سے دور

حُبِّ نبیؐ کا راستہ یہ دیکھ کر نہ چل
نزدیک کس طرف سے ہے منزل کدھر سے دور

اُتنی ہی ہر زمانے میں ہے خیر کی کمی
جتنا ہے جو زمانہ خیرُ البشر سے دور

تپتی ہے غم کی دھوپ میں آقا زمینِ دل
ابرِ کرم نہ کشتِ تمنّا سے برسے دور

یہ نکتہ آشکار ہے "خیرُ القُرُون" سے
کوئی زمانہ بھی نہیں اُن کی نظر سے دور

شرمِ گناہ پر ترس آتا ہے جب انھیں
رحمت خدا کی رہتی نہیں چشمِ تر سے دور

دور و قریب دونوں بھی یکساں ہیں ان کو شوق
کس کو قریب جانیئے کس کو نظر سے دور

☆☆☆

وہ بھی نہیں ہیں دُور جو ہیں سنگِ در سے دُور

کیوں اُمّتِ رسول ہو خوف و خطر سے دور
یہ بات تو ہے سُنّتِ خیرالبشر سے دور

شکوہ نہیں غلام کو رکھیں جو در سے دور
مولیٰ مگر نہ کیجیۓ اپنی نظر سے دور

عالم عجب تجلّیٔ نورِ قدم کا ہے
آپ اپنی سَیر میں ہے بظاہر سفر سے دور

پیغمبرانہ عُمر کے دن کتنے سخت تھے
اَمن و سکوں سے دور ہر اک کرّ و فر سے دور

ان کا کرم اسیرِ زماں و مکاں کہاں
وہ بھی نہیں ہیں دور جو ہیں سنگِ در سے دور

حکمِ خدا ہے جن کیلیۓ حکمِ شاہ دیں
رہتے ہیں ایسے لوگ اگر اور مگر سے دور

غافل ہیں ہم سمجھتے ہیں اپنے سے دُور انھیں
اک پل بھی کوئی شۓ نہیں جنکی نظر سے دور

کٹ جائے بیخودی میں جو عشقِ رسول کی
وہ وقت ہے تصوّر شام و سحر سے دور

نورِ نبیؐ سے شوق اگر دل ہو آشنا
کیا کیا نہیں روایتِ شمس و قمر سے دور

☆☆☆

ہے کسوٹی دین کی الفت رسولؐ اللہ کی

مرکزی کتنی ہے شخصیت رسولؐ اللہ کی
حق رسولؐ اللہ کا خلقت رسولؐ اللہ کی

مسلکِ اَلْفَقْرُ ہے عظمت رسولؐ اللہ کی
نعمتیں سب حق کی ہیں دولت رسولؐ اللہ کی

سب نبی بھیجے گئے صرف اپنی اُمت کیلیئے
اُمتوں پر ہے سبھی رحمت رسولؐ اللہ کی

ہو اگر عشقِ نبیؐ تو فاصلہ بھی قُرب ہے
ورنہ قربت بھی نہیں قربت رسولؐ اللہ کی

صرف لفظوں میں نہ دیکھو سیرتِ سرکار کو
بولتا قرآن ہے سیرت رسولؐ اللہ کی

سانس لینا بھول جائے محفلِ کون و مکاں
دُور ہو اک پل اگر رحمت رسولؐ اللہ کی

کاملِ ایمانِ عمرؓ دستِ نبوّت سے ہوا
ہے کسوٹی دین کی الفت رسولؐ اللہ کی

آدمی کیا۔ بے زباں پتّھر شجر تک روئے ہیں
شوق ایسا درد ہے فرقت رسولؐ اللہ کی

☆☆☆

(طرحی مشاعرہ ناندیڑ)

حق کا وہ احسان ہے بعثت رسولؐ اللہ کی

رُویتِ حق کیوں نہ ہو رُویت رسولؐ اللہ کی
ذات کا آئینہ ہے صورت رسولؐ اللہ کی

مذہبِ انسانیت کوئی نیا مذہب نہیں
ہے یہی قرآں یہی سیرت رسولؐ اللہ کی

جس سے دنیا کی کتابیں پا رہی ہیں روشنی
ہے وہ شہرِ علم ۔ اُمّیت رسولؐ اللہ کی

عظمتوں کے چاند سورج بن گئے جو کچھ نہ تھے
کیا سے کیا کر دیتی ہے صحبت رسولؐ اللہ کی

شُکر تک جس کا ادا کونین کر سکتے ہیں
حق کا وہ احسان ہے بعثت رسولؐ اللہ کی

سرخروئی نامۂ اعمال سے ممکن نہیں
بخشوائے گی فقط نسبت رسولؐ اللہ کی

جس پہ ہے دارومدار اسلام کی تاریخ کا
ہے وہ بنیادی قدم ہجرت رسولؐ اللہ کی

روشنی سورج کی خانوں میں نہیں بٹتی ہے شوقؔ
عام ہے مخلوق پر رحمت رسولؐ اللہ کی

☆☆☆

خِرد کی کمسنی ہے نور کی جوانی ہے

وہ نورِ کُل نہ زمینی نہ آسمانی ہے ‌ ‌ ‌ مکاں کی قید میں رہ کر بھی لامکانی ہے
اگرچہ تن پہ رِدا مِثلُکُم کی تانی ہے ‌ ‌ ‌ وجودِ نور ہی خود نور کی نشانی ہے
خدائی ساری شہِ دیں کی راجدھانی ہے ‌ ‌ ‌ اُنہی کا حکم مشیّت کی ترجمانی ہے
صفاتِ حق کو فنا ہے نہ ذاتِ حق کو فنا ‌ ‌ ‌ پھر اس کے نور کو کیسے کہیں کہ فانی ہے
جوابِ خواہشِ دیدار لَن ترانی تھا ‌ ‌ ‌ یہاں تو صاف بلا فصل مَن رانی ہے
"بہ قدرِ عقل" ہے لہجہ حدیث کا ورنہ ‌ ‌ ‌ کلامِ حق سبھی سرکار کی زبانی ہے
ملی نہ گرد بھی آقا کے پائے اقدس کی ‌ ‌ ‌ خرد کے ماروں نے دنیا کی خاک چھانی ہے
ظہور ذات کے جلووں کا کب ہوا اب تک ‌ ‌ ‌ فقط یہ میم کے پردے کی ضوفشانی ہے

بشر کو مثلِ بشر کا شعور کیا ہو شوقؔ
خِرد کی کمسنی ہے نور کی جوانی ہے

☆☆☆

وہ زندگانی حقیقت میں زندگانی ہے

نبیؐ کی ذات عجب عرش آشیانی ہے　　بشر کے روپ میں بھی نور ہر جہانی ہے
غرورِ علم نہ دعوائے نکتہ دانی ہے　　میرا بھرم میرے آقا کی مہربانی ہے
ہیں عبدیت میں تو اعلانِ مَن رَانی ہے　　ملے تو فاصلہ مشکل سے ذُو کمانی ہے
خدا میں بندۂ خاکی میں کوئی رشتہ کیا　　فقط حضور کا اک ربط درمیانی ہے
شہِ ہدیٰ سے عقیدت میں کیا بگاڑ آیا　　کمالِ اوج پہ ایماں کی ناتوانی ہے
حضور تو ہیں حضورؐ انکے ہیں غلام ایسے　　نہ روح کو ہے فنا اور نہ جسم فانی ہے
ہیں شہرِ علم الٰہی یہ اُمیّت کیسی　　جو بات اُنکی ہے اک عالمِ معانی ہے
نہ چھوڑ دامنِ آقا خِرد دیوانے　　ہر ایک دَور یہاں دَورِ امتحانی ہے

محبت شہِ دیں میں جو شوقؔ مٹ جائے
وہ زندگانی حقیقت میں زندگانی ہے

☆☆☆

دراصل مَیں وہ نقش قدم ڈھونڈ رہا ہوں

حاضر درِ اقدس پہ جو کچھ دیر رہا ہوں   محسوس ہوا عرش کے سائے میں کھڑا ہوں

سرکار سے دوری میں خود اپنے سے جدا ہوں   جینا نہیں جینے کی سزا کاٹ رہا ہوں

کس طرح بھلا فرض غلامی کا نبِاہوں   اُن پر تو خدائی ہے فدا ایک میں کیا ہوں

طیبہ سے رہوں دُور کہ طیبہ میں رسا ہوں   مَیں پن میرا جب تک بھی ہے میں ہجر زدہ ہوں

کعبے کی طرف ہاتھ ہیں طیبہ کی طرف دل   خود طرزِ دُعا دنگ ہے یوں محوِ دعا ہوں

منزل کی تمنّا تو بہانہ ہے سفر کا   دراصل مَیں وہ نقشِ قدم ڈھونڈ رہا ہوں

پہنچوں گا کبھی تو درِ سلطانِ اُمَم پر   سانسوں کی طرح میں بھی چلا ہوں سُو چلا ہوں

طیبہ کے نظاروں سے کبھی جی نہیں بھرتا   سَو مرتبہ دیکھوں بھی تو پھر دیکھنا چاہوں

میں کچھ بھی سہی شوقؔ ہوں اُمّت میں تو انکی
اس ربطِ غلامی پہ مَیں نازاں بخُدا ہوں

☆☆☆

(طرحی مشاعرہ بسواکلیان بیدر)

الفاظ کہاں ایسے کہ میں ان کو سَراہوں

یادِ شہِ اَبرار میں جب ڈوب گیا ہوں
مشکل سے میں خود اپنے کو محسوس ہوا ہوں

یہ تو نہیں کہتا کہ میں بے جرم و خطا ہوں
صرف ان کا کرم ہے جو اجالوں میں رہا ہوں

نعت نبیؐ لکھتے ہوئے یہ سوچ رہا ہوں
ممدوحِ الٰہی کو میں کس مُنہ سے سَراہوں

پردہ میری نظروں کا اَنا ہے میری ورنہ
مِن نورِ تجلّی سے جدا تھا نہ جدا ہوں

آقا کو سمجھنے کا ابھی ہوش کہاں ہے
خود اپنے کو سمجھا نہیں میں کون ہوں کیا ہوں

سِدرہ سے پرے دخل کہاں علم و خبر کا
جبریلؑ بھی یہ کہہ نہیں سکتے میں رسا ہوں

سرکارؐ کی آنکھوں سے خدا دیکھ رہا ہے
چُھپنے کا نہیں کچھ بھی چُھپانا جو میں چاہوں

قرآں کی زباں کوئی بشر لا نہیں سکتا
الفاظ کہاں ایسے کہ میں ان کو سَراہوں

آنکھوں میں لگالوں جو ملے خاکِ درِ انکی
میں صبح و مسا شوقِ اِسی کوشش میں لگا ہوں

فضل خدا تمھاری عنایت کا نام ہے

جنّت رسولِ پاک کے قدموں کا نام ہے
قدموں میں جو پہنچ گیا جنّت مقام ہے

ہر سُو تجلّیات کا وہ اژدہام ہے
صبحِ ازل مدینے کی ہر ایک شام ہے

تم پر نثار، خلقِ خدا صبح و شام ہے
فضلِ خدا تمھاری عنایت کا نام ہے

قدرت کی نعمتیں ہوں کہ کونین کا شرف
اس رحمتِ تمام پہ سب کچھ تمام ہے

قرآن ہے حضور کا اک زندہ معجزہ
کس کی زبانِ پاک سے کس کا کلام ہے

کیا کر سکے گا کوئی تعیّن مقام کا
ہر اک مقام شاہِ ہدیٰ کا مقام ہے

نورِ خدا کو چھو نہیں سکتی کبھی فنا
انکا ظہور "تھا" نہیں بالالتزام "ہے"

پابند نورِ ذات کسی نام کا نہیں
جس نام سے صدا دو وہی اسکا نام ہے

جب تک غمِ نبی نہ بنے عینِ زندگی
ایسی حیاتِ شوق خود اک اتّہام ہے

☆☆☆

(طرحی مشاعرہ عرس حضرت برہنہ شاہؒ)

اسلام کا نظام مکمّل نظام ہے

دل میں کچھ ایسی شان سے انکا قیام ہے　　ہر سانس لَا اِلٰہ کا مُسلسل پیام ہے
دیوانوں کو بس آپکے جلوؤں سے کام ہے　　یہ کون دیکھتا ہے سحر ہے کہ شام ہے
کلمے میں اور اذاں میں ہی کب انکا نام ہے　　لازم نماز میں بھی درود و سلام ہے
جسکی حیات عشقِ رسولِ انام ہے　　طیبہ کی ہر گلی اُسے دَارُالسَّلَام ہے
یہ سیرتِ حضورؐ کا فیضانِ عام ہے　　اسلام کا نظام۔ مکمّل نظام ہے
عرشِ بریں بھی فرش بنا جنکے واسطے　　نعلین کا تک آپ کے ایسا مقام ہے
اللہ اسمِ ذات۔ صفات اسکی بے شمار　　اسکی ہر اک صفت کا نیا ایک نام ہے
صورت کی قید لازمی ہے نام کے لئے　　بے چہرہ نور کا نہ نشاں ہے نہ نام ہے
سب بندۂ صفات ہیں خلقت میں جو ہیں شوقؔ
واصل جو ذات سے ہے وہ عالی مقام ہے

☆☆☆

دیکھ لیتے تھے جو سرکار کو آتے جاتے

سوئے بطحیٰ یہ سمجھ کر ہیں زمانے جاتے
یہ وہ روضہ ہے جہاں دل نہیں توڑے جاتے

پردۂ میم کے اسرار جو کھولے جاتے
دو جہاں نورِ محمدؐ میں نہائے جاتے

مانعِ حشر ہے آقاؐ کا نہ سمجھا جانا
حشر ہو جاتا اگر واقعی سمجھے جاتے

نور کی حد میں فقط نور ہی جا سکتا ہے
آپؐ اگر ہوتے بشر عرش پہ کیسے جاتے

چشمِ باطن سے مدینے کے نظارے دیکھو
صرف آنکھوں سے یہ منظر نہیں دیکھے جاتے

بھول جاتے تھے صحابہ غم و آلام اپنے
دیکھ لیتے تھے جو سرکارؐ کو آتے جاتے

جسم کے ساتھ اٹھائے گئے جب کہ عیسیٰؑ
نورِ کُل کیوں شبِ اسریٰ نہ بدن سے جاتے

سایۂ گنبدِ خضریٰ جنھیں اپناتا ہے
نورِ حق سے ہیں وہی قلب اجالے جاتے

کی نہ کعبے کی زیارت بھی بغیر آقاؐ کے
درس عثمانؓ عجب دے گئے جاتے جاتے

انکے کردار کا قد ناپ رہی ہے دنیا
جنکے دیوانوں کے قد تک نہیں ناپے جاتے

زندگی دوریٔ سرکار میں خود موت ہے شوقؔ
ہم ہیں ہر سانس میں اپنے سے بکھرتے جاتے

☆☆☆

سب اِسی در سے ہیں اب تک بھی نوازے جاتے

رتبے سرکار کے کیا خلق سے جانے جاتے — سب پہ اَسرارِ الٰہی نہیں کھولے جاتے
ہم جو آقا کے خیالوں میں ہیں کھوئے جاتے — کتنے گوشے ہیں دل و ذہن کے کھُلتے جاتے
سیرتِ پاک سے قرآں جو نہ روشن ہوتا — صرف الفاظ ہی رہ جاتے تھے معنے جاتے
کون سرکار کو سر تا بہ قدم دیکھے گا — پائے اقدس بھی برابر نہیں دیکھے جاتے
"رحمتِ لاتمنا ہی" کا کرم کام آیا — ورنہ اعمال نہ تھے ایسے کہ بخشے جاتے
ہر زمانے کی ولادت ہے نبوّت جن کی — انکے قدموں سے کہاں ہٹ کے زمانے جاتے
یادِ سرور میں کسے رہتا ہے احساس اپنا — سر پہ آجاتا ہے سورج تو ہیں سائے جاتے
قافلے جتنے حق آگاہوں کے آفاق میں ہیں — سب اِسی در سے ہیں اب تک بھی نوازے جاتے
دیکھنا تو ہے بڑی بات شہِ طیبہ کو — دیکھنے والوں کے تیور نہیں دیکھے جاتے
جنکے صدقے میں دو عالم کی فضا روشن ہے — وہی جلوے ہیں دل و جاں میں سمائے جاتے

شوقِ ارمانِ حضوری تو بہت ہے لیکن
یاد فرمائی جو ہوتی تو مدینے جاتے

☆☆☆

گدائے در نہ سمجھے جا سکے آقا تو آقا ہے

ظہورِ نورِ مطلق ہے جمالِ مصطفیٰ کیا ہے
نہیں تو اپنی آنکھوں سے خدا کو کس نے دیکھا ہے

لباسِ عبد میں بھی نورِ حق رازِ سراپا ہے
تعیّن نور کا ہو جائے تو وہ نور ہی کیا ہے

مقامِ تاجدارِ کُن سمجھ میں کس کی آیا ہے
گدائے در نہ سمجھے جا سکے آقا تو آقا ہے

لُٹاتا ہے خدائی کے خزانے یہ وہ داتا ہے
عصا، نعلین، لوٹا، اور مُصلّٰی کُل اثاثہ ہے

تجلّی پر اثر پڑتا کہاں ہے جسم و صورت کا
ہر اک عالم میں نورِ پاک تنہا تھا سو تنہا ہے

سراپائے نبی کا جائزہ کیا لے سکے کوئی
رخِ زیبا ہی کیا پورا بدن چہرہ ہی چہرہ ہے

نظارہ نور کا بے چہرگی میں ہو نہیں سکتا
لطافت کا وجود اپنی جگہ خود ایک پردہ ہے

رہے قبلِ نبوّت بھی وہی کردارِ قرآنی
ملا منصب نبوّت کا تو جب قرآن اُترا ہے

کوئی ایسا سخی تاریخِ عالم میں نہیں ملتا
غریبوں میں جو دولت بانٹ دے اور گھر میں فاقہ ہے

عطا کی زندگی انسانیت کو جن کی سیرت نے
انہی کی ذات سے انسانیت دنیا میں زندہ ہے

تصدّق آلِ اطہر کا کرم ہو شوقِ عاصی پر
ہر اک حالت میں محتاجِ کرم ناچیز بندہ ہے

☆☆☆

زباں سرکار کی ہے کہنے والا حق تعالیٰ ہے

ازل سے نور جن کا تا ابد ہر رُخ سے تنہا ہے
یہ سب کچھ ہے ظہور انکا مگر درجہ بہ درجہ ہے

تصور سے منور جان و دل کا گوشہ گوشہ ہے
نبی کی کالی کملی میں خدائی کا اجالا ہے

خدا جانے قد انکی عظمتوں کا کتنا اونچا ہے
وہ اُتنا غیب ہے جس کو شعور آقا کا جتنا ہے

فقط معراج کب آقا کی وقفِ لیلِ اسریٰ ہے
پیامِ لی مَعَ اللہ عُمر کا ایک ایک لمحہ ہے

بظاہر ہے دوئی در پردہ یکتائی کا جلوہ ہے
زباں سرکار کی ہے کہنے والا حق تعالیٰ ہے

کتابوں میں حیاتِ طیبہ کو ڈھونڈنے والو
رسولُ اللہ کی سیرت کا ہر رُخ اک صحیفہ ہے

وہ جسمِ پاک جو حائل نہیں پٹکہ نکلنے میں
وہاں پتھر بندھے ہیں پیٹ پر یہ کیا معمہ ہے

ضمانت حق رسی کی ہے شہِ دیں تک رسا ہونا
قدم سرکار کے جس کو ملے وہ حق رسیدہ ہے

شہود و غیب سب وابستہ ہیں مازاغ نظروں سے
سمٹ آتا ہے ہر عالم جدھر رخ انکا ہوتا ہے

خداوندا زمینِ دل کو طیبہ کی زمیں کر دے
یہ وہ سورج ہے جس کا عالمِ کُن میں اجالا ہے

نبی کے کیسے کیسے اُمّتی ہیں شوقؔ دنیا میں
عقیدت اپنی اپنی ہے تعلّق اپنا اپنا ہے

ہر معجزہ بہ شکل کرامت ہے آج بھی

روشن چراغِ ختمِ نبوّت ہے آج بھی
ہر معجزہ بہ شکلِ کرامت ہے آج بھی

اظہارِ حق تک ان سے عبارت ہے آج بھی
خلقت تو ہر لحاظ سے خلقت ہے آج بھی

ذکر انکا جان و دل کی حرارت ہے آج بھی
دُوری ہے جتنی اُتنی ہی قُربت ہے آج بھی

پہلے جو تھی وہ انکی حقیقت ہے آج بھی
پردہ یہ مِثلُکُم کی سیاست ہے آج بھی

اس نور کی ازل سے وہ رفعت ہے آج بھی
قوسین ایک پل کی مسافت ہے آج بھی

سمجھا گیا حضور کو جتنا بھی آج تک
اور اُتنا جاننے کی ضرورت ہے آج بھی

کہتے تو ہیں رُسول ہیں اور جانتے ہیں تھے
کس درجہ بے شعوریٔ اُمّت ہے آج بھی

ان کے بغیر کیا ہے تصوّرِ حیات کا
ایک ایک سانس انکی امانت ہے آج بھی

کی ہے شہِ ہدیٰ نے غریبانہ زندگی
اسلام کے مزاج میں غُربت ہے آج بھی

زندہ رکھا ہے شوق کرم کی امید نے
ورنہ یہ زندگی تو قیامت ہے آج بھی

جو کچھ بھی ہے اُنہی کی بَدولت ہے آج بھی

مثلِ بشر کی وہ بشریّت ہے آج بھی　　ساری خدائی زیرِ حراست ہے آج بھی
عرفانِ حق بہ نامِ رسالت ہے آج بھی　　انکی رضا کا نام مشیئت ہے آج بھی
عشقِ اویسؓ اسکی شہادت ہے آج بھی　　دیوانگی خود اپنی شریعت ہے آج بھی
غم انکا زندگی کی ضمانت ہے آج بھی　　لیکن یہ غم بھی انکی ودیعت ہے آج بھی
کچھ بھی نہ تھا وہ جب بھی تجلّی تھے نور کی　　جو کچھ بھی ہے اُنہی کی بَدولت ہے آج بھی
محتاج کائنات ہے انکے وجود کی　　وہ ہیں تو کائنات سلامت ہے آج بھی
اندازہ کیا ہو رحمتِ عالم کی ذات کا　　صرف اک صفت سے سب کی کفالت ہے آج بھی
کس بات کو حضور کی سمجھیں نہ معجزہ　　جو بات انکی ہے بحفاظت ہے آج بھی
پہلی تجلّی ذات کی کب ناتمام تھی　　ہر انکشاف حسبِ ضرورت ہے آج بھی

کس شان سے ہے نورِ نبیؐ شوق جلوہ گر
جتنی بصیرت اتنی ہی رُویت ہے آج بھی

☆☆☆

جس پہ ہے انسانیت نازاں وہ انساں آپؐ ہیں

کُنتُ کَنزاً مخفیاً در شکلِ انساں آپ ہیں
یا نبیؐ نورٌ علیٰ نور اپنا عرفاں آپ ہیں

جان و دل کیا شئے ہیں مقصودِ دل و جاں آپ ہیں
دین کا دین آپ ہیں ایمان کا ایماں آپ ہیں

آپ لفظوں میں کہاں یا رحمۃً للعالمیں
جسکو خود قرآن پڑھتا ہے وہ قرآں آپ ہیں

عقلِ انسانی جہاں عاجز ہو وہ ہے معجزہ
ہر عمل ہے معجزہ جن کا وہ انساں آپ ہیں

دو جہاں میں آپکے جلووں سے ہٹ کر کچھ نہیں
اوّل آخر آپ ہیں پنہاں نمایاں آپ ہیں

آپ کا ادراک ممکن ہی کہاں مخلوق سے
حدِّ امکاں میں ہیں سب برتر زِ امکاں آپ ہیں

منزلِ قوسین ہو یا لِی مَعَ اللہ کا مقام
اُس جگہ کوئی نہیں جس جا خراماں آپ ہیں

کیا ہے ہستی کی حقیقت اک فسانے کے سوا
معتبر ہے جس سے افسانہ وہ عنواں آپ ہیں

صرف سُبحَانَ الَّذِی اَسریٰ پہ کیا موقوف ہے
فرش پر رہتے ہوئے بھی عرش ساماں آپ ہیں

کی ہے وہ تاریخ سازی آپکے کردار نے
جس پہ ہے انسانیت نازاں وہ انساں آپ ہیں

آپ ہی سرکار جانیں شان و عظمت آپ کی
فَقرُ فَخرِی میں اَنا مِن نُور ساماں آپ ہیں

شوقؔ کو بھی دو جہاں میں آسرا ہے آپ کا
شافعِ روزِ جزا شاہِ رسولاں آپ ہیں

☆☆☆

غیب اور شہود ایک ہی صف میں نظر آئے

قوسین کے جلوے جو زمیں پر اتر آئے
خورشید بدن کُفر کو تارے نظر آئے

نورِ ازلی کیوں نہ بہ شانِ بشر آئے
وہ جلوہ جو پیکر نہ رکھے کیا نظر آئے

ہر رخ سے مکمّل کوئی انسان نہ آیا
آئے تو فقط صاحبِ شقُّ القمر آئے

معراج میں وہ رہبرِ سرکار بنے ہیں
جو غارِ حرا کا نہ پتہ پوچھ کر آئے

جس سمت بھی اٹھی ہیں وہ مازاغ نگاہیں
غیب اور شہود ایک ہی صف میں نظر آئے

کتنے ہی حجابوں میں نہاں ذات نہ ہوگی
جب نام میں تک میم کا پردہ نظر آئے

اپنی نظر اپنے کو دکھائی نہیں دیتی
جو نور خدا کا ہے وہ کیونکر نظر آئے

وہ لمحے بھی شوق آئے خیالِ شہِ دیں میں
گم اتنے ہوئے ہوش میں ہم جس قدر آئے

☆☆☆

سورج کا اجالا ہوا ذرّے اُبھر آئے

ایسا تو مجسّم کوئی قدرت اثر آئے   بندے کو اگر دیکھیں تو خود حق نظر آئے

یا رب کوئی شام آئے کہ چاہے سحر آئے   دیدارِ نبیؐ کا کبھی ارمان بر آئے

کس شان سے آقا کے قدم عرش پر آئے   اک لمحہ بھی جسکا کئی صدیوں میں در آئے

چمکا دیا کونین کو انوارِ نبیؐ نے   سورج کا اجالا ہوا ذرّے اُبھر آئے

پہنچا ہی کہاں ان کی حقیقت کو کوئی بھی   جیسی تھی نظر جسکی وہ ویسے نظر آئے

صرف انکے اشارے کی ہے محتاج ہر اک شیٔ   کلمہ پڑھیں کنکر کبھی چل کر شجر آئے

فیضِ شہِ لولاک نے پھیرا جو دلوں کو   افلاک و زمیں سب تہہ و بالا نظر آئے

جب شوقؔ نظر آ نہ سکا حق کا اجالا
باطل کے پرستار ستم پر اُتر آئے

☆☆☆

عرش اور فرش کو یکساں شہِ دیں دیکھتے ہیں

اس حقیقت کو کہاں معجزہ بیں دیکھتے ہیں
مِثلُکُم کہتے ہیں اور مثل نہیں دیکھتے ہیں

آنکھ بھر کر کسے قوسین مکیں دیکھتے ہیں
دیکھتے ہیں مگر ایسا کہ نہیں دیکھتے ہیں

عجب اعجاز نظر ہیں شبِ اسریٰ والے
آنکھ رہتی ہے کہیں اور کہیں دیکھتے ہیں

دائرہ کتنا ہے نظروں کا خدا ہی جانے
عرش اور فرش کو یکساں شہِ دیں دیکھتے ہیں

مظہرِ ذاتِ خدا کی نہیں کس پر نظریں
دیکھیئے کہتے ہیں انکو جو نہیں دیکھتے ہیں

بشریّت کے مقامات ملک کیا جانیں
دیکھتے تھے جہاں صدیوں سے وہیں دیکھتے ہیں

روح کرتی ہے طوافِ درِ اقدس جب بھی
ہم زِ سر تا بہ قدم خود کو جبیں دیکھتے ہیں

اسقدر گنبدِ خضریٰ کی فضا روشن ہے
دیکھنے والے خدا کو بھی یہیں دیکھتے ہیں

شوق موقوف نہیں دیدِ نبی قربت پر
دُور والے بھی انھیں دل کے قریں دیکھتے ہیں

☆☆☆

سامنے آتے ہیں جو بھی وہ زمیں دیکھتے ہیں

فرش پر بھی وہ جلالِ شہِ دیں دیکھتے ہیں
سامنے آتے ہیں جو بھی وہ زمیں دیکھتے ہیں

سیرتِ پاک کا ہر رُخ ہے منوّر اتنا
جگمگاتی ہوئی قرآں کی جبیں دیکھتے ہیں

ہوش گم کیوں نہ کرے خاک نشینی انکی
عالمِ کُن فیکوں زیرِ نگیں دیکھتے ہیں

دیکھنے کے بھی کچھ آداب ہیں نورِ کُل کو
دُور ہوتے ہیں جو خود سے وہ قریں دیکھتے ہیں

عرش اللہ کا۔ نعلین شہِ طیبہ کے
ایسا اعزاز نہ سنتے نہ کہیں دیکھتے ہیں

انکی عظمت کو کہاں فرش نشیں سمجھیں گے
جن کو حیرت سے خود افلاک نشیں دیکھتے ہیں

نورِ سرکار کا لفظوں میں نہیں کیا دیکھیں
دیکھنا وہ ہے جو لفظوں میں نہیں دیکھتے ہیں

شرط نظروں کی تعین نہ جہت کا کوئی
جسطرح چاہیں خدائی کے امیں دیکھتے ہیں

شوقؔ کیا دیکھیں گے ہم کو یہ زمانے والے
سبز گنبد کو بھی ہم عرشِ بریں دیکھتے ہیں

☆☆☆

اللہ کا تعارّف پیغمبری نبی ہے

کیا شانِ مصطفائی صلّو علی النّبی ہے　　مثلِ بشر بھی ہو کر لیس کمثلہٖ ہے
بے صورتی کو صورت سرکار سے ملی ہے　　اللہ کا تعارّف پیغمبری نبی ہے
آقا کی اُمّیت تک کونین سے نئی ہے　　دانش ہے سر بہ زانو حیران آگہی ہے
اقراء کے نام سے جو غارِ حرا سے پھوٹی　　وہ روشنی ابد تک روحوں کی روشنی ہے
ہوش و خرد کے بندے جنّت کے ہیں فدائی　　اہلِ جنوں کی منزل ذاتِ محمّدی ہے
قوسین کی حدوں میں پہنچا نہ عبد کوئی　　اس عبدیت کی شاہد اسریٰ بعبدہٖ ہے
اسلام کے فرائض اپنی جگہ مُسلَّم　　ایمان کی کسوٹی عشقِ رسول ہی ہے
جس زندگی کا مقصد جلوے نہ ہوں نبی کے　　وہ زندگی نہیں ہے توہینِ زندگی ہے

صدقے میں شوق انکے کونین پل رہے ہیں
فیضان بھی بڑا ہے سرکار بھی بڑی ہے

شانِ محمدؐی پھر شانِ محمدؐی ہے

کتنی بلند قامت ذاتِ محمدؐی ہے
صدیوں سے معرفت میں اب تک بھی تشنگی ہے

کاندھے پہ کالی کملی یونہی نہیں پڑی ہے
ہوشِ نظر جو ہو تو ظلمت بھی روشنی ہے

محتاج خلق جسکی کل بھی تھی آج بھی ہے
آئینہ ذاتِ حق کا وہ نورِ سرمدی ہے

انسانیت کو ایسا سرکارؐ نے نوازا
بدلے جو ذہن و دل تو دنیا بدل گئی ہے

"رحمت لقب قدم" کا اعجاز یہ ہے اب تک
قلب و نظر کی جنّت طیبہ کی ہر گلی ہے

ذی شان حق کے بندے ہیں کیسے کیسے لیکن
شانِ محمدؐی پھر شانِ محمدؐی ہے

دونوں جہاں کی نعمت وابستگی نبی سے
معراج بندگی کی آقا کی بندگی ہے

صدیوں سے دینِ حق کی تکمیل ہو نہ پائی
تیئیسؐ سال میں ہی اَتممت نِعمتی ہے

نعلینِ عرش رس کا سایہ ہے شوقؔ سر پر
فضلِ خدا سے ہم کو کس چیز کی کمی ہے

☆☆☆

وہ ہر پردے پہ ہیں اور پھر بھی ہیں پردہ نشیں دیکھو

شعورِ دید ہو تو عظمتِ سلطانِ دیں دیکھو
نہیں ہے دیکھنا ممکن تو قرآنِ مُبیں دیکھو

اَنَا مِن نور جلوؤں کا یہ اعجازِ حسیں دیکھو
وہ ہر پردے پہ ہیں اور پھر بھی ہیں پردہ نشیں دیکھو

جمالِ حق بہ شانِ رحمۃً للعالمیں دیکھو
مکیں اندر مکاں دیکھو مکاں اندر مکیں دیکھو

دلوں کی دھڑکنوں میں پاؤ جانوں کے قریں دیکھو
جہاں سرکار کو دیکھو خدا کو بھی وہیں دیکھو

وہ بے دیکھے بھی سب کچھ دیکھتے سب کچھ سمجھتے ہیں
کریں کیا عرض ان سے تاجدارِ مُرسلیں دیکھو

نبی کو دیکھنا کیا ہے سراپا دید ہونا ہے
خود اپنا ہوش کب رہتا ہے وقتِ واپسیں دیکھو

مزاجِ وقت، اندازِ نظر کا نام ہے انکے
نظر جیسی رہے ویسے نظارے بالیقیں دیکھو

مقامِ لَن ترانی اور تھا یہ مَن رَانی ہے
وہاں مشکل تھا جسکو دیکھنا اسکو یہیں دیکھو

اجالا انکے قدموں کا دکھائی ہر جگہ دیگا
زمیں طیبہ کی دیکھو یا سرِ عرشِ بریں دیکھو

جمالِ مصطفائی کے نہ جانے روپ کتنے ہیں
ھُوَ الظّاہر ھُوَ الباطِن وہی وہ ہیں کہیں دیکھو

یہی ہے وہ زمیں افلاک جس پر رشک کرتے ہیں
اگر اللہ دکھائے شوقِ طیبہ کی زمیں دیکھو

☆☆☆

کیوں مِثلُکُم کا لفظ نہیں ہر بشر کے ساتھ

جلوہ نما ہے نورِ قدم کس ہُنر کے ساتھ
کونین چل رہے ہیں مزاجِ نظر کے ساتھ

حیرت نہیں جو خلق ہے وابستہ در کے ساتھ
خلّاق کائنات ہے خیر البشر کے ساتھ

رکھا شہ ہدیٰ نے جنھیں دُور کر کے ساتھ
وہ خود ہیں اپنے ساتھ نہ شام و سحر کے ساتھ

آتا ہے جب خیالِ نبی چشمِ تر کے ساتھ
ہم خود بھی کھوئے جاتے ہیں اپنی نظر کے ساتھ

ممکن نہیں کہ دل تو ہو نورِ نبی نہ ہو
مالک بھی گھر کا لازمی رہتا ہے گھر کے ساتھ

عینِ خدا نہ عینِ بشر ہے وہ نورِ کُل
پیراہنِ بشر سے ہے نسبت بشر کے ساتھ

جذبہ فدائیت کا صحابہ پہ ختم ہے
کیا زندگی کا ذکر کہ چھوڑا نہ مر کے ساتھ

انکو بھی ہم جو اپنی طرح اک بشر کہیں
کیوں مِثلُکُم کا لفظ نہیں ہر بشر کے ساتھ

آقا جو خوش نصیب ہیں قدموں کے ساتھ ہیں
رہنے دو شوق کو بھی پڑا سنگ در کے ساتھ

اس راہ میں قیام نہیں ہے سفر کے ساتھ

عشقِ نبیؐ میں چلیئے دلِ باخبر کے ساتھ
اس راہ میں قیام نہیں ہے سفر کے ساتھ

کیا کچھ نہیں ہے ذاتِ شہِ بحروبر کے ساتھ
ہر آن ہیں وہ ایک جہانِ دگر کے ساتھ

وابستہ سب ہیں صاحبِ شَقُّ الْقَمَر کے ساتھ
دامن کے ساتھ کچھ ہیں تو کچھ سنگِ در کے ساتھ

بے وجہ کب حرا سے ہے اقرأ کی ابتدا
غاروں کا کچھ نہ کچھ ہے تعلّق بشر کے ساتھ

ایماں والی آنکھوں میں آقا کچھ اور ہیں
دیکھا تو کافروں نے بھی تھا چشمِ سر کے ساتھ

قوسین کا مقام تو نورِ ازل کا ہے
جبریلؑ کیسے جاتے وہاں بال و پر کے ساتھ

جتنے لوازمات ہیں اَلْفَقْرُ فَخْرِی کے
وارث نبیؐ کے رکھتے ہیں سارے وہ تر کے ساتھ

سیرت کے معجزات کوئی دیکھتا نہیں
سب ذہن ہیں لگے ہوئے شمس و قمر کے ساتھ

ادراک کیا ہو ذات و صفاتِ نبیؐ کا شوق
ہر نام تک ہے اک نئے جذب و اثر کے ساتھ

جان کر بھی جاننا پہچاننا ممکن نہیں

آدمی سے نورِ حق کا جائزہ ممکن نہیں
جان کر بھی جاننا پہچاننا ممکن نہیں

آپ کی شانِ کرم پر ہے غلاموں کی نظر
ہمکو کیا معلوم کیا ممکن ہے کیا ممکن نہیں

روح پر جب تک نہ ہو اِقرا باِسم کا نزول
جگمگائے نور سے دل کا حِرا ممکن نہیں

مخزنِ انوار کو کیا دیکھ پائے گی نظر
سورج اک ذرّہ ہے اسکو دیکھنا ممکن نہیں

ہے الانسانُ مرکب شناخت انسان کی
صرف آپ ایسے ہیں اسکا شائبہ ممکن نہیں

مَن رَانی کس قدر مخلوق پر احسان ہے
طُور شاہد ہے کہ دیدارِ خدا ممکن نہیں

جو تعارّف پر ہو مبنی وہ بجا تعریف ہے
جسکا عرفاں ہی نہ ہو اسکی ثنا ممکن نہیں

شوق اس سے بڑھ کے کیا ہو کائناتی معجزہ
شکلِ انساں میں بھی انساں بولنا ممکن نہیں

سامنا ہو جائے تو پھر دیکھنا ممکن نہیں

میرے مولیٰ آپ اگر چاہیں تو کیا ممکن نہیں ذکر کیا ممکن کا، ناممکن بھی ناممکن نہیں
پائے اقدس سے نہ ہو جس وقت تک وابستگی کوئی بھی حق آشنا ہو اک ذرا ممکن نہیں
کیا سمجھ پائے کوئی اس ذاتِ پُر انوار کو عقلِ انسانی میں آئے معجزہ ممکن نہیں
دیکھ لو نورِ نبیؐ کو سامنا جب تک نہ ہو سامنا ہو جائے تو پھر دیکھنا ممکن نہیں
مِثلُکُم سے جو سمجھ لے اپنے جیسا آپکو مُنکشف ہوں اس پہ اَسرارِ اَنا ممکن نہیں

قطعہ بند

بیکسوں کے آپ ہی حامی اگر آقا نہ ہوں دونوں عالم میں کہیں بھی آسرا ممکن نہیں
ہم غلامانِ اَزل اس در سے جائینگے کہاں جب گذارا آپ کے در کے سوا ممکن نہیں
وقت نازک ہے کرم کا اک اشارہ چاہیئے اے سراپا رحمتِ حق تم سے کیا ممکن نہیں

شوقِ در کی حاضری بھی ہے کرم پر منحصر
ہر کوئی ہو انکے قدموں تک رسا ممکن نہیں

ایماں کی فضا جاگی قرآں کا بدن چمکا

کردارِ شہٗ دیں ہے وہ معجزہ ہر دم کا — ایماں کی فضا جاگی قرآں کا بدن چمکا

مَحرم کوئی کیا ہوگا اس نورِ مجسّم کا — جلوہ ہر ادا میں ہے عالم پسِ عالم کا

رحمت لقب آقا کو آواز نہ دی جب تک — سَو مرتبہ دم ٹوٹا ہر عزمِ مصمّم کا

طیبہ کے تصوّر میں دونوں بھی قیامت ہیں — وہ دل کا تلاطم ہو یا دیدۂ پرنم کا

پٹکنہ بھی ہے پتّھر بھی قوسین رسائی بھی — یہ حالِ تعیّن ہے اس جسمِ مکرّم کا

یارب غمِ دوری کی، کر عمر دراز اتنی — خود زندگی بن جائے غم سرورِ عالم کا

انوارِ مدینہ سے اشکوں کا وہ عالم ہے — سورج کی شعاعوں سے جو حال ہو شبنم کا

شوقؔ اہلِ حقیقت ہی اس حال سے واقف ہیں
سارا یہ نظارہ ہے سرکار کے اک دم کا

☆☆☆

روشن ہوا ہر گوشہ ظلمت گہہِ عالم کا

اس حسنِ لطافت سے خورشیدِ حرا چمکا
روشن ہوا ہر گوشہ ظلمت گہہِ عالم کا

رُتبہ ہے عجب رُتبہ اس روضۂ اکرم کا
مرکز ہے خلائق کا محور ہے عوالم کا

تشکیل نہ پایا تھا پیکر بھی جب آدم کا
قبضہ تھا نبوّت پر اس ذات کے محرم کا

دل کو غمِ سرور سے پہلے تو ذرا چمکا
جلوہ نظر آئے گا فخرِ بنی آدم کا

آقا کی عنایت ہو کم بھی تو نہ کم سمجھو
کونین پہ حاوی ہے مفہوم بھی اس کم کا

ہے زندگیٔ دل بھی ہستی کا اجالا بھی
ہر غم سے جداگانہ معیار ہے اس غم کا

طیبہ کی ہواؤں سے ٹھنڈک جسے ملتی ہے
وہ زخم نہیں ہوتا طالب کسی مرہم کا

کیا ذکر ہے جسموں کا شوق ان پہ فدا دل ہیں
عالم ہی کچھ ایسا ہے اس نورِ مجسّم کا

یادِ بے ساختہ طائف کا سفر آیا ہے

پیش جب سے رہِ ہستی کا سفر آیا ہے
یہی درِ محورِ کونین نظر آیا ہے

نورِ کُل کس قدر اعجاز اثر آیا ہے
بندہ اللہ کی پہچان نظر آیا ہے

یا نبیؐ آپ کے در میں وہ اثر آیا ہے
جو کوئی آیا ہے با دیدۂ تر آیا ہے

لامکاں ہو کہ مکاں دونوں بھی گھر ہیں انکے
آئے باہر سے تو بولیں گے کہ گھر آیا ہے

حق پرستوں پہ جہاں وقت کا پتھراؤ ہوا
یادِ بے ساختہ طائف کا سفر آیا ہے

خاک اڑاتے رہے ہر دور میں دنیا والے
حرف کب آپ کی سیرت پہ مگر آیا ہے

اپنے سرکار سے کہہ لیتے ہیں دکھ درد اپنا
ہم کو آیا تو یہی ایک ہُنر آیا ہے

چشمِ مازاغ کے اسرار کھلیں گے کس پر
لے کے کون آپ کا معیارِ نظر آیا ہے

تھک کے آخر کو اسی در پہ اماں پائی ہے
کشتیٔ دیں کو ڈبونے جو بھنور آیا ہے

نور سے انکے تو بنیاد پڑی ہے دل کی
دل سے نوران کا گیا کب جو اتر آیا ہے

جاں نثارانِ نبیؐ شوق صدا دیتے ہیں
مر مٹے اُن پہ تو جینے کا ہُنر آیا ہے

☆☆☆

دل ہی کیا روح میں تک اس کا اثر آیا ہے

دینِ حق کر کے جو ہر معرکہ سر آیا ہے — صرف تیئیس ۲۳ برس کا یہ ثمر آیا ہے

اُنکی دوری کا جب احساس اُبھر آیا ہے — بار ہا دل غمِ سرکار سے بھر آیا ہے

مقصدِ خلق عجب شان سے بر آیا ہے — آئینہ ساز ہی آئینے میں در آیا ہے

آدمی جینے کی تہذیب سے واقف کب تھا — انکے آنے سے تو جینے کا ہُنر آیا ہے

شانِ مِن نور کا لفظوں سے تصوّر کیا ہو — لفظِ شکّر میں کہیں لُطفِ شکر آیا ہے

کیا ہے منشائے خدا۔ فہمِ بشر کیا جانے — حُسن قرآں کا۔ حدیثوں سے نکھر آیا ہے

جس نے آقا کے قدم خواب میں بھی دیکھے ہیں — دل ہی کیا روح میں تک اسکا اثر آیا ہے

ان کی اک اُمّتی خاتون کا رُتبہ یہ ہے — خیرَ مقدم کو خود اللہ کا گھر آیا ہے

قیدِ اظہار میں انوار نہ آئے انکے — اپنا احساس ہی الفاظ میں در آیا ہے

عمر بھر وہ نہ گیا شوقؔ کسی کے در پر
جو کوئی مانگنے سرکار کے گھر آیا ہے

☆☆☆

جیتے بھی بھرم سے ہیں وہ مرتے بھی بھرم سے

دل جنکے منور ہیں شہِ عرش قدم سے
جیتے بھی بھرم سے ہیں وہ مرتے بھی بھرم سے

اسطرح سے رودوری سرکار کے غم سے
جھلکے نہ کبھی دل کی نمی، دیدۂ نم سے

ہستی ہے عبارت شہِ طیبہ کے کرم سے
ورنہ کوئی موجود ہی ہوتا نہ عدم سے

عشقِ شہِ لولاک میں کیا اہمیت اپنی
اس راہ میں ہیں خاک بہ سر کتنے ہی ہم سے

فصلیں نہیں کاٹیں کبھی لوگوں کے سروں کی
دل جیتے ہیں سرکار نے الطاف و کرم سے

چلتی رہے تعریفِ شہِ دیں کسی صورت
نظمیں ہوں قصیدے ہوں مسدس ہوں کہ خمسے

کعبہ بھی حرم اور مدینہ بھی حرم ہے
اک ذات کے جلوے ہیں عیاں دونوں حرم سے

شوقؔ اسکے سوا کیا ہے غلاموں کا سہارا
وابستہ حیات اپنی ہے سرکار کے غم سے

☆☆☆

یہ بات ذرا پوچھیئے خود لوح و قلم سے

نکلے نہیں جو کشمکشِ دیر و حرم سے
واقف ہوں وہ کیا جلوۂ انوارِ قدم سے

سُلگا نہ جو کبھی دل غمِ سلطانِ اُمم سے
طیبہ کی مہک آئی ہے سانسوں کے قدم سے

نیّت نہیں بھرتی کبھی آقا کے کرم سے
تعبیر زیادہ کو بھی ہم کرتے ہیں کم سے

ہوں بیچ میں جب تک نہ شہِ برزخِ کبریٰ
حادث کا کوئی رابطہ ہی کیا ہے قدم سے

کس نور سے تخلیق ہوئی لوح و قلم کی
یہ بات ذرا پوچھیئے خود لوح و قلم سے

میدان کہیں ہو کا نہ بن جائیں یہ پل میں
کونین کے ہے دم میں دم الگ آپکے دم سے

کیوں آپکے قدموں پہ دو عالم نہ ہوں صدقے
کیا کیا نہ بنے راستے ہر نقشِ قدم سے

اندازہ بھی ممکن نہیں شوقؔ انکے کرم کا
کونین ہیں لپٹے ہوئے دامانِ کرم سے

ذات کا عرفاں نہیں ہوتا کبھی پوشاک سے

جو نہیں امداد کے طالب رسولِ پاک سے
حق اُتر کر آئیگا انکے لیئے افلاک سے

عظمتوں کو ہے شرف ایسا شہِ لولاک سے
ہے زباں قاصر بیاں سے عقل و ہوش ادراک سے

شاہِ دیں گذرے ہیں کس کس دورِ وحشت ناک سے
پھر بھی کب بدلا سُلوک اپنا کسی سفّاک سے

بولتا ہے حق۔ زبانِ صاحبِ لولاک سے
ہے وہی تقدیر جو نکلا زبانِ پاک سے

خود کو کرنا تھا عیاں مِن نورِ ذاتِ پاک سے
لے لیا گنجِ خفی نے کام مُشتِ خاک سے

جنکے سینے ہیں منوّر جلوۂ لولاک سے
چاک دل کا ڈھانپتے ہیں دامنِ بے چاک سے

آسمانوں سے جو گذرا نورِ کُل تو کیا عجب
جب فرشتے آتے جاتے رہتے ہیں افلاک سے

زیب کیا دیتا لباسِ آب و گِلِ سرکارؐ کو
جسمِ نُوری کی ہے زینت نور کی پوشاک سے

جانتے اتنا ہیں ہم جانے نہیں جاتے حضورؐ
عجز بھی ادراک کا کچھ کم نہیں ادراک سے

جامۂ انسانیت میں کیا حقیقت کھل سکے
ذات کا عرفاں نہیں ہوتا کبھی پوشاک سے

ذاتِ آقا شوقؔ لفظوں میں کتابوں میں نہیں
روشنی سیرت کی ملتی ہے کلامِ پاک سے

☆☆☆

یہ سمندر طے نہیں ہوتا کسی پیراک سے

کیا تقابل خاک کا ہو صاحبِ لولاک سے
خاک سے آدم ہیں۔ وہ نورِ خدائے پاک سے

ہے شرف انساں کا نورِ عبدیت پوشاک سے
ورنہ رُتبے میں کہاں بڑھتی تھی خاک افلاک سے

آج تک عاجز ہیں سب عرفانِ ذاتِ پاک سے
یہ سمندر طے نہیں ہوتا کسی پیراک سے

نورِ حق ہے ہر جہت میں ماورئ ادراک سے
عقل دھوکے میں ہے اب تک ظاہری پوشاک سے

جب ہوائے طیبہ آتی ہے دلِ صد چاک سے
سینہ ہو جاتا ہے روشن دیدۂ نمناک سے

دینِ حق کی روشنی کیا دشمنوں سے بجھ سکے
سَیلِ دریا رُک نہیں سکتا خس و خاشاک سے

مدح گوئی سے نبی کا مرتبہ بڑھتا نہیں
اپنی عزّت ہم بڑھا لیتے ہیں ذکرِ پاک سے

اس سے کچھ اندازہ شہرِ علم کا ہو جائیگا
قد بشر کے علم کا ناپو وَمَا اَدرَاکَ سے

اَیُّکم مِثلی کا ملتا ہے ثبوت انسان کو
سیرتِ مُعجز نما سے خواب سے خوراک سے

زہر ہی کیا مر گئے کتنے ہی زہریلے دماغ
رحمۃ للعالمینی فیض کے تریاک سے

درمیانی واسطہ ہے صرف ذاتِ مصطفیٰ
نور کا رشتہ ہی کیا ہے شوق ورنہ خاک سے

☆☆☆

ایسے سرکارؐ کی انتہا کیا ملے

ان کے در کا نہ جب تک اجالا ملے غیر ممکن ہے خالق کا رستہ ملے
نور پیکر ملے نور چہرہ ملے آپ نورٌ علیٰ نور کیا کیا ملے
کس طرح راز قُل اِنَّمَا کا ملے مادّیت اگر ہو تو سایہ ملے
شانِ ورفعت کا ان کی پتہ کیا ملے جن کو بُلوا کے خود حق تعالیٰ ملے
بے جہت نور کی آنکھ ہوتی نہیں جس طرف سے بھی دیکھو وہ بینا ملے
ان کا ملنا بہت دور کی بات ہے پہلے ہم کو پتہ آپ اپنا ملے
آج تک حق تعالیٰ کسے مل سکا جس کسی کو ملے شاہِ طیبہ ملے
وقت کی ظلمتیں بڑھ گئیں یا نبیؐ سبز گنبد کا بے نام اجالا ملے
ہو نے پایا نہ عرفانِ ذات آج تک خاک بر سر زمانے کے دانا ملے
ابتدا جن کی اب تک نہ پائی گئی ایسے سرکارؐ کی انتہا کیا ملے

شوقؔ بر خاکِ پائیش فدا جان و دل
از کرم ناقصے را گُند کا ملے

☆☆☆

ایک قطرہ جو مانگو تو دریا ملے

کس کو اندازہ ان کے کرم کا ملے　　ایک قطرہ جو مانگو تو دریا ملے
کُنتُ کنزاً کا آئینہ خانہ ملے　　حق ملا آپ کیا جلوہ فرما ملے
جذبۂ عشق اتنا توانا ملے　　مجھ کو اپنا نشاں تک نہ شاہا ملے
جن کو سرکارِ قوسین رُتبہ ملے　　حق رسیدہ وہی حق شناسا ملے
سب مدینے سے ہیں لو لگائے ہوئے　　دیکھنا یہ ہے کہ کس کس کو کیا کیا ملے
جان و اولاد کی جن کو پروا نہ تھی　　جاں نثار ان کو ایسے صحابہؓ ملے
ایک گوشہ بھی سیرت کا ایسا نہیں　　جس میں لِلّٰہیت کا نہ جلوہ ملے
ان کی سیرت کا قد کس سے ناپا گیا　　تبصرے کرتے اہلِ زمانہ ملے
ختم سرکار پر کیا نبوّت ہوئی　　اپنے مرکز سے سب راستے آملے
قُربِ آقا کا احساس جب بھی ہوا　　حوصلے زندگی کے توانا ملے

شوقؔ۔ ہوش آئے جب تک نہ سرکار کا
آدمی کو شعورِ خدا کیا ملے

چکّر لگا لگا کے بھنور دیکھتے رہے

کیا در ہے نورِ عرش کا در دیکھتے رہے
یہ سجدہ گاہ دل ہے کہ سر دیکھتے رہے

شانِ خدا بہ نامِ بشر دیکھتے رہے
ہم دیکھتے تو کیا تھے مگر دیکھتے رہے

کس کس نظر سے آپ کو دیکھا نہیں گیا
جتنا شعور اُتنی نظر دیکھتے رہے

بیڑہ کہیں نہ رحمتِ عالم کا رُک سکا
چکّر لگا لگا کے بھنور دیکھتے رہے

ایران و روم سامنے ضربین چٹان پر
نظریں کدھر تھیں اور کدھر دیکھتے رہے

قوسین کی حدوں سے دلوں کے حصار تک
کس جا نہیں ہے انکا گذر دیکھتے رہے

سدرہ پہ جبرئیلؑ تو اقصیٰ میں انبیاء
سب اپنی اپنی حدِّ سفر دیکھتے رہے

کہتے ہیں دیکھنا جسے سب کو کہاں نصیب
آقا نے دی ہے جن کو نظر دیکھتے رہے

ایمان رکھ کے بھی رہے محرومِ دید ہم
کافر بھلے تھے شام و سحر دیکھتے رہے

آوازِ لا الٰہ جو فاران سے اٹھی
دنیا کے فتنے آپکا گھر دیکھتے رہے

صدیاں ترس رہی ہیں جھلک دیکھنے کو شوق
تریسٹھ ۶۳ برس تک اہلِ نظر دیکھتے رہے

☆☆☆

اک انقلاب شام وسحر دیکھتے رہے

طیبہ کو نورِ حق کا نگر دیکھتے رہے
کیا کیا نہ صاحبانِ نظر دیکھتے رہے

سرکار کو جو کُن کی سحر دیکھتے رہے
نقصانِ جاں نہ دل کا ضرر دیکھتے رہے

جلوؤں کا انکے جذب واثر دیکھتے رہے
روحوں کو دل۔ دلوں کو نظر دیکھتے رہے

سیرت کا ایک رخ بھی نہ پورا نظر پڑا
صدیوں سے لوگ زندگی بھر دیکھتے رہے

دیکھا نہ جا رہا تھا غمِ دوریِ نبیؐ
دل کو بنا کے دیدۂ تر دیکھتے رہے

کس کی نگاہ مقصدِ معراج پر رہی
سب لوگ واقعاتِ سفر دیکھتے رہے

رُو بھی سکے نہ کھل کے ادب آشنا کبھی
سرکار حالِ قلب ونظر دیکھتے رہے

دیکھیں گے کس کو صاحبِ مازاغ آنکھ بھر
اپنا جمال اپنی نظر دیکھتے رہے

اس در پہ حاضری کی تھی کیا کیا نہ آرزو
حاضر ہوئے تو خود ہیں کدھر دیکھتے رہے

قوسین رس قدم کی حدیں دیکھتے تو کیا
اپنی حدوں کو علم ونظر دیکھتے رہے

فیضِ نبیؐ سے شوق جب انسان جاگ اٹھا
اک انقلاب شام وسحر دیکھتے رہے

***

ذاتِ حق پردے میں ہے جلوہ نما ہیں مصطفیٰ

جلوۂ بے صورتی صلِّ علیٰ ہیں مصطفیٰ
روپ ہے انسان کا نورِ خدا ہیں مصطفیٰ

سلسلہ کُنتُ نَبِیًّا کا نہ جانے کب سے ہے
صرف کہنے کو بُرا ہیں دعا ہیں مصطفیٰ

گھومتی ہے بس اسی محور پہ ساری کائنات
ذاتِ حق پردے میں ہے جلوہ نما ہیں مصطفیٰ

کتنے عالم رکھتے ہیں سرکار کے جلوے مگر
کون جانے آپ کس عالم میں کیا ہیں مصطفیٰ

جگمگاتے ہیں شہود و غیب جنکے نور سے
وہ جمالِ ذات و خورشیدِ حرا ہیں مصطفیٰ

کیا نہیں ہیں مصطفیٰ یہ اہلِ دل سے پوچھیۓ
عقلِ ظاہر بیں کو کیا معلوم کیا ہیں مصطفیٰ

شان و عظمت انکی ہے اللہ کی بخشی ہوئی
لاکھ کوئی کچھ بھی کہہ لے مصطفیٰ ہیں مصطفیٰ

ظلمتوں میں گھر گئی ہے زندگی تو کیا ہوا
شوقؔ گھبراتا ہے کیوں بَدرُ الدُّجیٰ ہیں مصطفیٰ

☆☆☆

ظاہر و باطن سے سب کے آشنا ہیں مصطفیٰ

عقل و ادراکِ بشر سے ماورا ہیں مصطفیٰ
حق نہیں ہیں حق سے لیکن کب جدا ہیں مصطفیٰ

کس کے بس کی بات ہے عرفانِ ختم المرسلین
سر سے پا تک شرحِ مَا عَلَّمتَنَا ہیں مصطفیٰ

شرعِ دینِ مصطفیٰ میں ہر شریعت ضم ہوئی
انبیا ہیں مقتدی اور مقتدا ہیں مصطفیٰ

چلنے والا کچھ نہیں ہے سامنے سرکار کے
ظاہر و باطن سے سب کے آشنا ہیں مصطفیٰ

ہے اسی اک ذات پر دار و مدارِ کُن فکاں
جلوہ گر از ابتدا تا انتہا ہیں مصطفیٰ

تشنۂ تکمیل ہیں صدیوں سے علم و آگہی
ہر جہت میں سلسلہ در سلسلہ ہیں مصطفیٰ

ذاتِ ختم المرسلیں پابند سمتوں کی نہیں
بے جہت نورِ ازل کا آئینہ ہیں مصطفیٰ

شوق ہم پر کس قدر اللہ کا احسان ہے
دونوں عالم میں ہمارا آسرا ہیں مصطفیٰ

☆☆☆

کردیا خاکِ درِ احمدِ مختار مجھے

آپ کے سامنے کیا ہمّتِ گفتار مجھے
حکمِ لَا تَرفَعُو اَصوَات ہے دیوار مجھے

کاش اس طرح ہو سرکار کا دیدار مجھے
پا سکے پھر نہ میری چشمِ گنہگار مجھے

دُوریٔ شاہِ ہدیٰ کیوں نہ ہو آزار مجھے
کاٹتی جاتی ہے سانسوں کی یہ تلوار مجھے

حق نما کیوں نہ ہو وہ ذاتِ حق آثار مجھے
ملی بے صورتی صورت میں نمودار مجھے

جنکی صورت سے ملی صورتِ اظہار مجھے
انکار اقرار ہے اللہ کا اقرار مجھے

مانگنے کو تو بہت کچھ ہے مگر کیا مانگوں
آپ مل جائیں تو کیا چاہیئے سرکار مجھے

نورِ آقا کی نمود آئینہ روح میں ہے
ورنہ کیا ہے تنِ خاکی سے سروکار مجھے

میری بے مائیگی اللہ سے دیکھی نہ گئی
کردیا خاکِ درِ احمدِ مختار مجھے

دین کے پردے میں یہ سب جلوہ گری جسکی ہے
اُسی اک ذات کو کہنا ہے سزاوار مجھے

جا چکے اہلِ جنوں مثل سے بے مثلی تک
عقل لفظوں میں نظر آئی گرفتار مجھے

زندگی کے ہر اندھیرے میں اجالا کرنے
شکلِ قرآں میں ملے آپکے کردار مجھے

شوقؔ حالات کی رفتار کا کیا غم مجھ کو
حوصلہ دیتا ہے فیضِ شہِ ابرار مجھے

☆☆☆

جہاں میں اس سے بڑا انقلاب کیا ہوگا

نہ جانے نورِ رسالتؐ مآب کیا ہوگا
مثال جب نہیں کوئی جواب کیا ہوگا

کسی کتاب میں بھی یہ نصاب کیا ہوگا
اسیرِ عشقِ محمدؐ خراب کیا ہوگا

حضورؐ لائے ہیں جو انقلاب ذہنوں میں
جہاں میں اِس سے بڑا انقلاب کیا ہوگا

خدا کریم ہے سرکارؐ شافعِ محشر
حساب صاف ہے روزِ حساب کیا ہوگا

فروغِ نورِ ازل خود حجاب ہے اپنا
حقیقتاً کوئی اس کا حجاب کیا ہوگا

تمام عُمر کی بیداریاں نثار اس پر
نبی کی دید ہو جس میں وہ خواب کیا ہوگا

مقامِ علم کی سرحد ہے آخری سدرہ
پھر اس کے بعد کوئی ہمرکاب کیا ہوگا

جب انکے نور سے یہ حال آفتاب کا ہے
تو ان کا نور پسِ آفتاب کیا ہوگا

فضائے کُن کو جو مہکا گئے اپنی خوشبو سے
کوئی چمن کوئی ایسا گلاب کیا ہوگا

خطاب اس لئے اُمّی لقب ہوا انکا
خدائی علم۔ رہینِ کتاب کیا ہوگا

رسولِ پاک سے دُوری کا نام دوزخ ہے
اس اک عذاب سے بڑھکر عذاب کیا ہوگا

لپٹ کے قدموں سے جی بھر کے شوق رو لیں گے
بیانِ درد۔ بہ چشمِ پُر آب کیا ہوگا

جینا بھی یہیں ہے ہمیں مرنا بھی یہیں ہے

سرکار کے قدموں سے مشرّف جو زمیں ہے
ہر دور میں وہ کعبۂ اربابِ یقیں ہے

ادراک سے جو دور ہے شہ رگ سے قریں ہے
وہ نورِ ازل معنیٔ قرآں شہِ دیں ہے

تابندہ اِسی خاک سے عالم کی جبیں ہے
طیبہ کی زمیں آئینہ عرشِ بریں ہے

جانا ہی کہاں ہے درِ سرکار سے ہٹ کر
جینا بھی یہیں ہے ہمیں مرنا بھی یہیں ہے

جو شانِ نبیؐ ہے وہ سمجھ میں نہیں آتی
اور ہم جو سمجھتے ہیں حقیقت وہ نہیں ہے

سِدرہ سے تجاوز سرِ مُو ہو نہیں سکتا
ہر علم کی حد۔ سرحدِ جبریلِ امیں ہے

جنت کے طلبگاروں کو جنت ہو مبارک
سرکار جہاں ہیں میری جنت بھی وہیں ہے

ہر اسم کا در پردہ مسمّٰی ہیں محمدؐ
آسودہ اِسی نام سے ہر جانِ حزیں ہے

ہیں پانو میں نعلین سرِ عرشِ بریں بھی
ایسی بشریت تو کسی میں بھی نہیں ہے

اللہ کا گھر ہے شہِ کونین کا مسکن
دل کس کا مکاں اور یہاں کون مکیں ہے

سرکار کی ہر بات میں اک بات ہے ایسی
جو صرف سمجھنے کی ہے کہنے کی نہیں ہے

ایسا نظر آتا ہے کبھی شوق جنوں میں
پردے سے جو باہر ہے وہی پردہ نشیں ہے

☆☆☆

روشنی ہے مہر و مہ میں رنگ و بو گلزار میں

اک نیا اعجاز ہے ہر جلوۂ سرکار میں
روشنی ہے مہر و مہ میں رنگ و بو گلزار میں

جلوہ بے صورت رہے یا صورتِ اظہار میں
فرق کیا پڑتا ہے کوئی نور کے معیار میں

کون سے اوصافِ قرآنی نہیں کردار میں
حق کا تک اقرار ہے سرکار کے اقرار میں

پردۂ ظاہر پہ ہو یا پردۂ اسرار میں
کیا نہیں سرکار کی چشمِ مشیت کار میں

شدتِ انوار ایسی ہے شہِ ابرار میں
ہر نظر گم ہے خود اپنی حسرتِ دیدار میں

طے کیا آقا نے قوسین سفر کس شان سے
وقت کی رفتار ضم تھی نور کی رفتار میں

روشنی اقرا کی پہنچی من رانی تک مگر
فکرِ انسانی ابھی گم ہے حرا کے غار میں

راز تو معراج کی شب آ کے سدرہ پر کھلا
عمر بھر جبریل اگر آئے تو کیا دربار میں

کیا تصور کر سکے آقا کا علم و آگہی
کتنے جلوے ہونگے جو آئے نہیں اظہار میں

استفادہ دھوپ سے کرتی ہے دنیا آج بھی
مہر پنہاں ہے خود اپنی شدتِ انوار میں

شوق معیارات الگ ہیں ہر نگاہ و فکر کے
شاہِ دیں کچھ اور ہی ہیں دیدۂ بیدار میں

دکھایا اُنگلیوں سے شہؐ نے پانی کا اُبل جانا

تمھاری عظمتوں کو کس نے اے نورازل جانا
تعیّن میں بھی رہنا اور تعیّن سے نکل جانا

جگر کے داغ کو جس نے محبت کا کنول جانا
اسی نے مسلکِ عشقِ رسول بے بدل جانا

اثر مَا یَنطِقُ کا حق پرستوں نے اٹل جانا
نبیؐ کے حکم کو حکمِ خدائے لم یزل جانا

غریبی میں نبیؐ کی چاہ کے ارمان پلتے ہیں
نہیں آتا کڑی دھوپوں سے ان پودوں کو جل جانا

اگر پتھر سے چشمے پھوٹ جائیں تو تعجّب کیا
دکھایا اُنگلیوں سے شہؐ نے پانی کا اُبل جانا

زمانے کو بدل دیتے ہیں دیوانے محمدؐ کے
بدل سکتا نہیں انکو زمانے کا بدل جانا

وہاں انسانیت کا آپ نے سکّہ چلایا ہے
جہاں معمول تھا ہر بات پر تلوار چل جانا

ہوئی بارش کرم کی جس طرف سے شاہِ دیںؐ گذرے
نہ جانا ابرِ رحمت نے بلا بَرسے نکل جانا

بجز اعجازِ ختمُ المُرسلینی غیر ممکن تھا
فقط تیئیس ۲۳ برسوں میں عرب کے دل پگھل جانا

نگاہِ لطف بر حالِ گدایاں رحمتِ عالمؐ
صلواۃٌ وَّ سَلامٌ دائماً ماویٰ و ملجانا

نہیں ہے شوق چلنا دھار پر تلوار کی آساں
سخن گویوں نے صنفِ نعت کو بھی کیا غزل جانا

☆☆☆

یہ وہ در ہے جہاں گرنے کو کہتے ہیں سنبھل جانا

نظر والوں نے اسکو عشق شہ کا ماحصل جانا
خموشی سلگ اٹھنا خموشی سے پگھل جانا

کلامِ حق جسے دنیا نے دستور العمل جانا
وہ کیا ہے سیرت سرکار کا لفظوں میں ڈھل جانا

شہادت دے رہا ہے رات اور دن کا بدل جانا
خدا کے نور کو آتا ہے ہر صورت میں ڈھل جانا

درِ سرکار پر گر کر بنا لے زندگی اپنی
یہ وہ در ہے جہاں گرنے کو کہتے ہیں سنبھل جانا

پہاڑوں کا جگہ سے اپنی ٹل جانا تو ممکن ہے
مگر ممکن نہیں سرکار کا ارشاد ٹل جانا

بتایا شاہ طیبہ نے وہ جوہر لا الٰہ میں ہے
زمین و آسماں کی جس سے بنیادیں دہل جانا

نبی کے فیضِ صحبت نے وہ پھونکی روح ایمانی
صحابہؓ نے اجل کو زیست کا نعم البدل جانا

بشر کے روپ میں جبریل کا آنا بتاتا ہے
فرشتوں کو بھی تک آساں ہے کسی پیکر میں ڈھل جانا

وہ تہذیب آپ نے انسانیت کو دی کہ دنیا نے
اسے سرچشمۂ تہذیبِ اقوام و ملل جانا

فقط فیضان ہے سرکار کی جلوہ نمائی کا
خدا کی ذات کو انسان نے پہلے پہل جانا

ہوئی ہیں شوق اس سے اپنی کیا کیا مشکلیں آساں
صدائے یا رسول اللہ کو ہر مشکل کا حل جانا

☆☆☆

تجلّی گہہِ بے مثالِ محمدؐ

فدایت شَوَم اے خیالِ محمدؐ دلم گشت محوِ جمالِ محمدؐ
وجودش زمان و مکاں را وجودے زہے عزّ و جاہ و جلالِ محمدؐ
بسر کرد عمرے بہ اَلفقرُ فخری ببیں دولتِ لازوالِ محمدؐ
ہمیں آرزو حاصلِ زیست دارم کہ جانم رَوَد در خیالِ محمدؐ
دل و دیدۂ عاشقانِ الٰہی تجلّیِ گہہِ بے مثالِ محمدؐ
کجا وصفِ ما ناقصانِ زمانہ کجا ہستیٔ باکمالِ محمدؐ
چہ نارِ جہنم چہ گلزارِ جنّت فراقِ محمدؐ ۔ وصالِ محمدؐ
دگر ہیچ تفصیلِ قرآں نہ دانم بجز شاہدِ خوش خصالِ محمدؐ
چساں شانِ حق آشکارا نہ گردد کہ آئینہ دارِ است حالِ محمدؐ
الٰہی مرا آں بصیرت عطا کن کہ بے پردہ بینم جمالِ محمدؐ

بہ فیضانِ جامیؒ شدہ شوقِ عاصی
غلامِ غلامانِ آلِ محمدؐ

☆☆☆

نوٹ: سالانہ جلسہ تقسیم اسناد کے موقعہ پر بڑا شاندار مشاعرہ ۱۹۴۷ء میں زیرِ صدارت حضرت علی اختر مرحوم (بمقام مغلپورہ ادارہ فخریہ) منعقد ہوا تھا۔ اس مشاعرہ کے لیے بہ تعمیل ارشاد استاذی حضرت سید فخر الدین صاحب قبلہ اس نعت کی جسارت کی تھی جو بطور یادگار شریک مجموعہ ہے۔

رسالت بے قدم تھی جادۂ صدیقِ اکبرؓ میں

نظر کیا کام دے گی اسوۂ صدیقِ اکبرؓ میں
جمالِ مصطفیٰ ہے پردۂ صدیقِ اکبرؓ میں

رفاقت کو ہو غارِ ثور یا عقبیٰ کی منزل ہو
کمی آنے نہ پائی جذبۂ صدیقِ اکبرؓ میں

رسولِ پاک کے اصحاب میں ایسے بہت کم ہیں
وہ اعزاز و شرف ہے حصّۂ صدیقِ اکبرؓ میں

مقامِ بندگیٔ عشق دنیا کو دکھانا تھا
نبیؐ کے نقش پا ہیں سجدۂ صدیقِ اکبرؓ میں

شبِ ہجرت نے وہ اعزازِ صدیقی بھی دیکھا ہے
رسالت بے قدم تھی جادۂ صدیقِ اکبرؓ میں

زبانِ وحی نے تصدیق فرمائی ہے خود جسکی
صداقت ہے کچھ ایسی شیوۂ صدیقِ اکبرؓ میں

تقرّب، جاں نثاری، دولتِ ایماں، ادا دانی
عجب انوار ہیں آئینۂ صدیقِ اکبرؓ میں

بہارِ جسمِ بے سایہ نے کیا سے کیا بنا ڈالا
ہے خوشبوئے نبوّت سائۂ صدیقِ اکبرؓ میں

ہر اک صدّیقیت کی عظمتوں کو شوق کیا جانے
کئی اک آیتیں ہیں رتبۂ صدیقِ اکبرؓ میں

٭٭٭

اثر اسلام پر ہے مِنّت فاروقِ اعظمؓ کا

نہ جذبہ جو دل میں الفتِ فاروقِ اعظمؓ کا
تصوّر بھی ہے مشکل عظمتِ فاروقِ اعظمؓ کا

سنبھل کر جائزہ لو سیرتِ فاروقِ اعظمؓ کا
اثر اسلام پر ہے مِنّتِ فاروقِ اعظمؓ کا

جس آئینِ جہاںبانی پہ نازاں ہیں جہاں والے
بنا کردہ ہے کس کا؟ حضرتِ فاروقِ اعظمؓ کا

جو قربت جیتے جی حاصل تھی سرکارِ نبوّت سے
وہی عالم ہے اب بھی قربتِ فاروقِ اعظمؓ کا

خلافِ شرع کوئی لب کُشائی کر نہ سکتا تھا
وہ رعب وداب تھا شخصیّتِ فاروقِ اعظمؓ کا

نبی نے بہرِ اسلام اک عمر کو حق سے مانگا تھا
کرو اندازہ اس سے قوّتِ فاروقِ اعظمؓ کا

پھر ایسے دور سے اسلام کی تاریخ خالی ہے
درخشاں دور تھا جو نصرتِ فاروقِ اعظمؓ کا

ہو مدحِ آل واصحابِ پیمبر شوق کیا ہم سے
یہ ہے فیضان سارا نسبتِ فاروقِ اعظمؓ کا

☆☆☆

جامِعُ القرآن لیکن جامِعُ القرآن ہیں

جنکے احسانات دینی زندگی کی جان ہیں
حضرت عثمانؓ ذِی النُّورَین وَالبُرہان ہیں

سارے اصحابِ نبیؐ ذی مرتبہ ذی شان ہیں
جامعُ القرآن لیکن جامعُ القرآن ہیں

بیعتِ رضواں کا باعث بن گیا جنکا سفر
کون ہیں وہ حضرتِ عثمانؓ بن عفّان ہیں

منزلت ایسی، کلام اللہ شاہد ہے آج بھی
اور اوصاف ایسے جن پر اہلِ دل قربان ہیں

کیسے کیسے وقت کام آئی ہے دولت آپکی
آپ کے ایثار پر دونوں جہاں حیران ہیں

جن کو جنت کی بشارت جیتے جی آقا نے دی
آپ بھی ان خوش نصیبوں میں علی الاعلان ہیں

وہ صحابی بھی ہیں اور داماد بھی سرکار کے
انکے جتنے بھی فضائل ہیں عظیم الشان ہیں

عہدِ فاروقی سے کچھ کم عہدِ عثمانی نہیں
زندۂ جاوید سارے مُستقل احسان ہیں

شوقؔ ان کی عظمتوں کا ہم کو اندازہ ہو کیا
جنکے بارے میں رسولؐ اللہ کے فرمان ہیں

☆☆☆

ملا رسولؐ کا بستر کسے سوائے علیؑ

عقیدتًا ہیں سبھی منقبت سرائے علیؑ
وگرنہ حق یہ ہے کس کی سمجھ میں آئے علیؑ

کروں میں لقمۂ تر کھا کے کیا ثنائے علیؑ
میری ہنسی نہ اڑائے کہیں غذائے علیؑ

ہوں جان و دل سے نہ کیوں اہلِ دل فدائے علیؑ
چراغِ دینِ خدا ہیں نشانِ پائے علیؑ

زمانہ انکی بصیرت کا قد نہ ناپ سکا
چلے لگا کے جو آنکھوں میں خاکِ پائے علیؑ

علیؑ کا مرتبہ لفظوں میں ڈھونڈنے والے
یہ پہلے دیکھ کہ لفظوں میں کب سمائے علیؑ

گواہ ہے شبِ ہجرت کی جلوہ سامانی
ملا رسولؐ کا بستر کسے سوائے علیؑ

جدا نہیں کسی گھر سے بھی گھر کا دروازہ
علیؑ برائے نبیؐ ہیں نبیؐ برائے علیؑ

علیؑ کے گھر سے چلے سلسلے ولایت کے
خدائی راستے سارے ہیں زیرِ پائے علیؑ

وہ بوترابؑ ہیں میری سرشت خاکی ہے
میرے خمیر میں ہے فطرتًا ولائے علیؑ

زخاک منزلت و شانِ بوترابؑ مپرس
نہادہ ایم سرِ بندگی بہ پائے علیؑ

جہاں تک اپنے پہ میں شوقؔ غور کرتا ہوں
سبب حیات کا ہے یادِ جانفزائے علیؑ

☆☆☆

علیؑ پہ ختم ہیں اندازِ لافتائے علیؑ

عطا ہوا ہے جنھیں عشقِ حق رسائے علیؑ
'بقدرِ حوصلہ' وہ بھی ہیں آشنائے علیؑ

نفس نفس سے نہ آئے اگر صدائے علیؑ
سمجھ نہ اپنے کو بھولے سے آشنائے علیؑ

خدا رسی کو توسط علیؑ کا لازم ہے
یہ باب کھل نہیں سکتا بجز عطائے علیؑ

نبی نبوّتِ باطن' ولایتِ مُطلق
جمالِ نورِ مجسّم ہیں جلوہ ہائے علیؑ

علیؑ کی ذات وہ منزل ہے جادۂ حق کی
جہاں مفر ہی نہیں ہے بجز اقتدائے علیؑ

وہ گھر ہو بزم ہو یا رزم گاہ ہو کوئی
علیؑ پہ ختم ہیں اندازِ لافتائے علیؑ

حیات کا کوئی گوشہ نظر سے بچ نہ سکا
بسیط کتنا ہے ہوشِ خدا نمائے علیؑ

ہزار کیجیۓ دعوے علیؑ شناسی کے
بشر کی فکر سے بالا ہے گردِ پائے علیؑ

جہاں میں بولتا شہکارِ قدرتِ حق ہے
ہر ایک معرکۂ زور آزمائے علیؑ

گدائی بابِ نجف کی وہ عرش پایہ ہے
خدائی کرتے ہیں ہر دور میں گدائے علیؑ

شعور چاہیۓ شانِ علیؑ سمجھنے شوقؔ
مزاجِ دارِ نبوّت ہے ہر ادائے علیؑ

تطہیر کی مسند نشیں یا سیّدہ خیر النساء

یا نورِ ختم المرسلین یا سیّدہ خیر النساء
تم کُلِّ ایماں کُلِّ دیں یا سیّدہ خیر النساء

درآپکا ایماں کا در گھر آپکا قرآں کا گھر
تطہیر کی مسند نشیں یا سیّدہ خیر النساء

جاری ہے فیضانِ نبی جن سے بہ شکلِ اولیا
ہیں آپ ہی وہ بالیقیں یا سیّدہ خیر النساء

اُم الاِمامت بھی تمھیں اُم السیادت بھی تمھیں
اُم الولایت بھی تمھیں یا سیّدہ خیر النساء

تم زوجۂ مشکل کشا تم جدّہ غوث الوریٰ
تاجِ نبوّت کے نگیں یا سیّدہ خیر النساء

صاحب دلوں کے سلسلے قدموں میں ہیں سب آپکے
خم ہے طریقت کی جبیں یا سیّدہ خیر النساء

دامانِ اقدس آپکا سرچشمہ ہے ہر خیر کا
خیر المتاعِ عالمیں یا سیّدہ خیر النساء

لختِ دلِ شاہِ اُمم جو عظمتیں ہیں آپکی
ایسی کسی کی بھی نہیں یا سیّدہ خیر النساء

صلّو علیٰ عینِ الحیا بنتِ النبیِ المصطفیٰ
ہے حکمِ زین العابدیں یا سیّدہ خیر النساء

جب اولیا و اصفیا در پر فدا ہیں آپ کے
کیا شوق کی جانِ حزیں یا سیّدہ خیر النساء

☆☆☆

نصفِ جسمِ تاجدارِ مُرسلاں پیدا ہوئے

فاطمہ کے لعل، امامِ دوجہاں پیدا ہوئے
آل کے پہلے امیرِ کارواں پیدا ہوئے

گھر میں قرآں کے کھِلا ہے پھول اِلّا اللہ کا
باغِ بنتِ مصطفیٰ کے باغباں پیدا ہوئے

خاندانِ مصطفیٰ میں ہے بہار آئی ہوئی
اوّلیں چشم و چراغِ خانداں پیدا ہوئے

جن کی پیدائش حیاتِ عالمِ اسلام ہے
وہ سراپا نور۔ سردارِ جناں پیدا ہوئے

پارۂ قرآنِ ناطق۔ راکبِ دوشِ نبیؐ
وارثِ سرمایۂ پیغمبراں پیدا ہوئے

نور پیکر، دین پرور، حق نگر، روشن گہر
نصفِ جسمِ تاجدارِ مُرسلاں پیدا ہوئے

صلح نے مفہوم پایا جنکی ذاتِ پاک سے
لا فتیٰ کی شان کے وہ ترجماں پیدا ہوئے

شوقؔ اس جشنِ ولادت کی نہیں کس کو خوشی
مرکزِ ایماں۔ پناہِ بیکساں پیدا ہوئے

☆☆☆

کتنی صدیوں سے زمانہ ہے نثارِ کربلا

خونِ شبیری ہے جب تک زندہ دارِ کربلا
اعتبارِ دینِ حق ہے اعتبارِ کربلا

کسطرح چلتی چھُری حلقِ ذبیح اللہ پر
تھا مشیت کو بھی شاید انتظارِ کربلا

راکبِ دوشِ نبیؐ بننے میں کیا یہ راز تھا
ایک دن بننا پڑے گا شہسوارِ کربلا

کربلا بھی ایک رُخ ہے مصطفائی شان کا
ورنہ ممکن کیسے تھی تکمیلِ کارِ کربلا

ذمہ داری تھی بقائے دینِ حق کی شاہ پر
ورنہ کیا رُکتے شہِ با اختیارِ کربلا

اہلِ حق پر انقلابِ وقت اثر کرتا نہیں
کتنی صدیوں سے زمانہ ہے نثارِ کربلا

کربلا کی یاد کیا اسلام کے دل سے مٹے
عالمِ اسلام خود ہے یادگارِ کربلا

روحِ باطل بجھ گئی خونِ حسینؑ سے مگر
تا ابد سینوں سے اٹھے گا غبارِ کربلا

خاکِ مقتل کیا اٹھاتی بوجھ خونِ شاہ کا
وہ تو زورِ بوترابیؑ تھا قرارِ کربلا

دو ہی رستے سامنے ہیں عالمِ اسلام کے
ایک رستہ شام کا اک رہگزارِ کربلا

ایک لفظِ کربلا صد عالمِ معنیٰ ہے شوقؔ
کتنے دامن دار ہیں زخمِ دیارِ کربلا

سر جس کا زیرِ تیغ ہے میدان اُسی کا ہے

کرب و بلا مقام وہ حق آگہی کا ہے
مرنا بھی ایک نام جہاں زندگی کا ہے

مُختارِ کل پہ وقت عجب بے بسی کا ہے
حق پر نظر ہے مرحلہ دینِ نبی کا ہے

کردار رَن میں بھی وہ شہِ ہاشمی کا ہے
پردے میں مَنِ حُسینؑ کے جلوہ نبی کا ہے

غافل تھے کیا حسینؑ کی عظمت سے اشقیا
مارا اسی لئے کہ نواسہ نبی کا ہے

دنیا کی جنگ سے ہے الگ جنگِ کربلا
سر جس کا زیرِ تیغ ہے میدان اُسی کا ہے

خیبر ہو کربلا ہو کہ دربارِ شام ہو
اندازہ کس کو جوہرِ خونِ علیؑ کا ہے

مقتل کا نام سُن کے ٹھہرتا نہیں کوئی
یہ حوصلہ تو وارثِ پیغمبری کا ہے

اسلام رُوشناس جو شاہی سے ہو گیا
پہلا قدم یہ راہ سے بیگانگی کا ہے

قاتل تھے کب سے ابنِ علیؑ کی تلاش میں
کرب و بلا ثبوت کُھلی دشمنی کا ہے

بیعت تو اک بہانہ ہے قتلِ امام کا
دل میں جو اصل خطرہ ہے تختِ شہی کا ہے

اعدا کو اپنا خون جگر تک پلا دیا
تشنہ لبی میں حال یہ دریا دلی کا ہے

ظاہر پہ بھی نگاہ ہے باطن پہ بھی نظر　　وہ طمطراق راکبِ دوشِ نبی کا ہے

ہے اتنی آندھیوں میں بھی جو دین سرخرو　　فیضان اسی چراغِ ابد روشنی کا ہے

کی اک نماز امامتِ شبیرؑ میں ادا　　توفیق حُر کو فیض اسی پیروی کا ہے

تقدیر ایک پل میں کدھر سے کدھر ہوئی　　اظہار رن میں بھی "سبقت رحمتی" کا ہے

قطعہ بند

اولاد کٹ گئی بھی تو آیا نہیں جلال　　کتنا بلند قد یہ 'خدا دوستی' کا ہے

برہم مزاجِ شاہ ہوا بعد عصر کے　　ڈالا خلل نماز میں غصّہ اسی کا ہے

تلوار ایک بہ یک جورُ کی عصرِ تنگ میں　　شاید کہ سامنا کسی نازک گھڑی کا ہے

تھے پشت پر حسینؑ وہ سجدہ نبیؐ کا تھا　　خنجر کے نیچے سجدہ یہ سبطِ نبیؐ کا ہے

وہ عظمتیں وہ شان ہے آلِ عبا کی شوقؔ
کتّا بھی محترم ہے جو اُن کی گلی کا ہے

☆☆☆

آغاز اُسی دن سے ہوا کرب و بلا کا

تیار شدہ سلطنتِ شام کا خاکا
میدان بنا معرکۂ کرب و بلا کا

اسلام میں وہ سانحہ ہے کرب و بلا کا
اس نام سے ہوتا ہے دماغوں میں دھماکا

وہ دین جو باعث ہوا کعبے کی بِنا کا
ضامن ہے یہی کرب و بلا اُس کی بقا کا

مٹنے سے جو محفوظ رہا دین خدا کا
صدقہ ہے یہ شبّیر کی خاکِ کفِ پا کا

نیزے پہ نہیں سر پسرِ شیرِ خدا کا
اک بولتا قرآن ہے تسلیم و رضا کا

دیتی تھی کہاں ساتھ شہ صدق و صفا کا
کوفے کی وفا رُخ ہے زمانے کی ہوا کا

ممکن نہیں الفاظ میں کھینچے کوئی خاکا
معصوم تبسّم نے کیا ہے وہ دھماکا

اسلام میں شاہی کا تصوّر ہی کہاں ہے
جمہور سے ہے فیصلہ چاروں خُلفا کا

جس روز سے داخل ہوئی مذہب میں سیاست
آغاز اُسی دن سے ہوا کرب و بلا کا

وہ ذہن بھی چہروں کی طرح سامنے آئے
جو ڈال رہے تھے بڑی ترکیب سے ڈاکا

اے کاش شہیدوں کے بدن دیکھنے والے
مقصد بھی ذرا دیکھتے شاہِ شُہدا کا

ٹکرا کے مرا صبر کی دیوار سے باطل　　جُنبش میں بھی آیا نہ قدم شاہِ ہدیٰ کا
شبّیرؑ نے سر دے کے وہ میدان لیا ہے　　قابو نہ چلا جس پہ رسولانِ خدا کا
کردارِ حسینیؑ کے بہتّر ہیں وہ پہلو　　دیتے ہیں جنھیں نام بہتّر شہدا کا
مفہومِ وفا ختم ہے عباسؑ پہ لیکن　　انصار کا جذبہ تو عجوبہ ہے وفا کا
فطرت متبسّم ہوئی معصوم لبوں سے　　بچے کو کہاں ہوش تبسّم کی ادا کا
شمشیر و سناں خنجر و زندان و سلاسل　　زیور ہیں رہِ حق میں یہ مردانِ خدا کا

قطعہ بند

ایمان ہے کیا چیز بغیر آلِ نبیؐ کے　　ایمان کی رگ رگ میں ہے خون آلِ عباؑ کا
کہتے ہیں نبوّت کی نیابت کو امامت　　کرنا تھا ادا فرض شہِ صلِّ علیٰ کا
سرکار تو نوری ہیں شہادت نہ تھی ممکن　　دو نصفِ بدن پا گئے منصب شہدا کا
ناپی نہ گئی اُن کے محاسن کی بلندی　　جن جن کو ملا دوشِ رسولؐ دوسرا کا

اسرارِ شہادت کا پتہ جن کو نہیں شوق
کیا سمجھیں گے وہ مرتبہ شاہِ شہدا کا

☆☆☆

کتنے رستوں کا ہے حامل کربلا کا راستہ

کربلا ہے اس شہِ حق آشنا کا راستہ　　قتل سے جسکے کھُلا دینی بقا کا راستہ

صبر کا ایثار کا حق کی رضا کا راستہ　　کتنے رستوں کا ہے حامل کربلا کا راستہ

سہل ہے کیا خامسِ آلِ عباؑ کا راستہ　　دیدہ و دانستہ چلنا ہے قضا کا راستہ

چُپ نہیں رہنے کا خونِ لافتیٰ کا راستہ　　حشر تک کرتا رہے گا اک دھما کا راستہ

ساری دنیا سے الگ ہے کربلا کا راستہ　　سر کٹانا ہے حصولِ مدّعا کا راستہ

جس میں ہے پیغمبری ہر ابتِلا کا راستہ　　ہے وہ رستہ وارثِ خیرُ الوریٰ کا راستہ

دوست دشمن سب کے چہرے روشنی میں آگئے　　ابتدا ہی سے رہا یہ انتہا کا راستہ

کربلائی راستہ آغاز ہوتا ہے وہیں　　بند ہوتا ہے جہاں حق کی صدا کا راستہ

راستے کیا کیا نہ تھے شاہِ ہدیٰ کے سامنے　　شانِ رحمت سے چلے صبر و رضا کا راستہ

سخت جاں آفتوں سے تھے بڑھ کے انصارِ حسینؑ　　طے جبھی تو ہو سکا خونیں فضا کا راستہ

خیر گذری زورِ اعدا صرف پانی پر چلا
بس جو چلتا بند کر دیتے ہوا کا راستہ

کچھ نہ کچھ سب نے نشاں چھوڑے ہیں مقتل میں مگر
بے نشاں ہے اک تبسّم کی ادا کا راستہ

مانگنا قطعاً خلافِ شانِ اہلِ بیت ہے
انکے قدموں سے تو کھلتا ہے عطا کا راستہ

کربلا تاریخِ عالم کا وہ خونیں باب ہے
آکے ملتا ہے جہاں ہر اک بلا کا راستہ

راکبِ دوشِ نبیؐ سر دے کے یہ سمجھا گئے
سر سے چلتے ہیں حریمِ کبریا کا راستہ

شوق جب تک ہے تصادم خیر و شر کا دہر میں
روشنی دیتا رہے گا کربلا کا راستہ

☆☆☆

مُنتشر جب سے شیرازۂ ملّت اتب

کم نہیں گرچہ روایات کی شدّت اتب
پھر بھی پردے میں ہیں اَسرارِ شہادت اتب

جنگ کا نام دیا جاتا ہے قربانی کو
کتنی بے نور ہے دنیا کی فراست اتب

جنکی نظروں میں ہے تلوار کی طاقت سب کچھ
وہی اندھے اِسے کہتے ہیں بغاوت اتب

پہلے یہ کہیئے کہ اسلام میں شاہی کیسی
معرضِ بحث میں ہے خود وہ حکومت اتب

وہ امامت کے فرائض کو کہاں سمجھیں گے
جو نہیں جانتے تعریفِ امامت اتب

آفتیں راہِ خدا میں نہیں دیکھی جاتیں
دے رہی ہے یہ صدا رُوحِ صداقت اتب

بے تکلف جو لُٹا کرب و بلا میں آ کر
خلق پاتی ہے اُسی گھر سے بصیرت اتب

گھر کی پروانہ کی تکمیلِ فرائض کیلیئے
غمِ شبّیر ہے ایماں کی حرارت اتب

کیوں سہے آپ نے دانستہ مصائب اِتنے
پیش آئی نہ سمجھنے کی ضرورت اتب

کوئی بھی عہد نہیں ظلم و ستم سے خالی
خونِ انساں پہ ہے تعمیرِ سیاست اتب

راستہ حق کا ہے سب مصلحتوں سے بالا غور کرنے کی مگر کس کو ہے فرصت اب تک
کربلا میں نہ اگر حق کی حفاظت ہوتی رہنے پاتی نہ تھی اسلام کی صورت اب تک
مقصدِ شاہِ شہیداں تو بھلا بیٹھے ہیں یاد کی جاتی ہے صرف انکی مصیبت اب تک
تفرقے سازشی ذہنوں نے کچھ ایسے ڈالے منتشر جب سے ہے شیرازۂ ملت اب تک

لوگ ہیں شوقِ روایات پہ زندہ لیکن
اک معمّہ ہی معمّہ ہے حقیقت اب تک

☆☆☆

کسی کو حق کا اُجالا نظر نہیں آیا

خدا کا دین جو بچتا نظر نہیں آیا
سکوں سے وارثِ کعبہ نظر نہیں آیا

بُجھا چراغ تو کیا کیا نظر نہیں آیا
کسی بھی چہرے پہ پردہ نظر نہیں آیا

ہزار مصلحتیں سدِّ راہ تھیں لیکن
حسینؑ قافلہ رُکتا نظر نہیں آیا

جگہ جگہ ملے خنجر در آستیں دشمن
کہاں حسینؑ کو خطرہ نظر نہیں آیا

ہوا کے رُخ پہ نظر تھی زمانہ سازوں کی
جب آئے کوفے میں کوفہ نظر نہیں آیا

بڑھا ہوا تھا اندھیرا وہ زورِ شاہی کا
کسی کو حق کا اُجالا نظر نہیں آیا

ہر اک کو دولتِ دنیا فقط نظر آئی
رسولِ حق کا نواسہ نظر نہیں آیا

سرِ حسینؑ بچے یا خدا کا دین بچے
حَل اس کا کوئی نکلتا نظر نہیں آیا

امامؑ آگئے میداں میں سر کٹانے کو
کہ اور تو کوئی رستہ نظر نہیں آیا

اُسی کو پیاس تھی سیراب تھا جو مقتل میں جو تشنہ لب تھا وہ پیاسا نظر نہیں آیا

ستم کا قد ہو کہ وہ سازشوں کا طوفاں ہو حسینؑ صبر سے اونچا نظر نہیں آیا

ہٹائے راکبِ دوشِ نبیؐ کو مقصد سے زمانہ اِتنا توانا نظر نہیں آیا

نظر تو آ گیا میدانِ کربلا سب کو احاطہ اس کا ہے کتنا نظر نہیں آیا

شہید بن گئے بُنیاد لا الہ کی شوق

مَری جو شاہی تو لاشہ نظر نہیں آیا

☆☆☆

حسینؑ سر نہ کٹاتے تو خونِ حق ہوتا

شہید ہونے کا شہ کو اگر قلق ہوتا
وجودِ عالمِ اسلام جاں بحق ہوتا

مقامِ کرب و بلا ورثۂ رسولاں تھا
سوائے آلِ نبیؐ کون مستحق ہوتا

لہو تھا صاحبِ شق القمر کا رگ رگ میں
اشارہ کرتے تو سینہ زمیں کا شق ہوتا

بجھاتے تشنگی اپنی جو کربلا والے
تو حوصلوں کا سمندر عرق عرق ہوتا

فقط لحاظِ مشیّت نے ہاتھ روک دیا
وگرنہ خون کا دریا طبق طبق ہوتا

اجل کو تول لیا بڑھ کے حق پرستوں نے
مجال کیا تھی کہ چہرہ کسی کا فق ہوتا

بجز امامؑ کے ہوتا جو دوسرا کوئی
کسی سے طے نہ یہ ہنگامۂ اَدق ہوتا

نظر ذرا بھی جو ہٹتی حصولِ مقصد سے
تو آج اور ہی تاریخ کا ورق ہوتا

حسینؑ ہاتھ بڑھاتے تو ختم تھا سب کچھ
حسینؑ سر نہ کٹاتے تو خونِ حق ہوتا

بنے ہوں صاحبِ معراج جسکے مرکب شوق
وہ کیوں نہ فخرِ رسولانِ ماسبق ہوتا

☆☆☆

روشن ہے کائنات اُسی گھر کے نام سے

چمکا خدا کا دین پیمبرؐ کے نام سے
ہر دائرہ بنا اِسی محور کے نام سے

باطل کے پاس کیا نہ تھا لشکر کے نام سے
حق کامراں ہوا تنِ بے سر کے نام سے

اَسرارِ کربلا کو کہاں دیکھتے ہیں لوگ
تہہ داریاں ہیں صرف سمندر کے نام سے

منظر سے ہٹ کے دیکھنے والوں سے پوچھیئے
کیا کیا رموز ہیں پسِ منظر کے نام سے

سلطانِ کائنات ہیں خود رَن میں جلوہ گر
نورِ نگاہِ فاتحِ خیبر کے نام سے

سب بدل گئے موت و حیات کے فلسفے
ایثارِ اہلِ بیتِ مطہر کے نام سے

تاریخِ نو بنائی ہے سبطِ رسولؐ نے
میدانِ کربلا میں بہترؑ کے نام سے

پیغمبرانِ وقت سے جو امتحاں ہوئے
وہ سب کے سب تھے وارثِ حیدر کے نام سے

ایسے بھی دشمنانِ رسولِ انام تھے
واقف نہیں زمانہ بھی اکثر کے نام سے

کوفہ بھرا پڑا تھا پرستاروں سے مگر کام آئے کتنے وقت پہ سرور کے نام سے

مقتل سجا تو سامنے سب کھل کے آ گیا جو کچھ بھی تھا دلوں میں پیمبر کے نام سے

مسلا ہے کس گلِ چمنِ لا الٰہ کو دل حرملہ کا دیکھیئے پتھر کے نام سے

نسبت بڑی نہ ہوتی تو کرتا تھا یاد کون شہرت ہے قاتلوں کی بھی سرور کے نام سے

جس گھر میں تیل تھا نہ میسّر چراغ کو روشن ہے کائنات اُسی گھر کے نام سے

نامِ حسینؑ دین کی ایسی شناخت ہے مشکل ہے جاننا بھی الگ کر کے نام سے

شوقؔ اس زمینِ سخت میں بھی شعر ہو گئے
فیضِ نگاہِ ساقیٔ کوثر کے نام سے

☆☆☆

دکھائی دینے لگا دن بھی رات کا چہرہ

غمِ حسینؑ میں دل ہے فُرات کا چہرہ　لہو میں ڈوب کے نکھرا حیات کا چہرہ

نہیں ہے معرکہَ کربلا فقط اُتنا　نظر میں جتنا بھی ہے واقعات کا چہرہ

یہ راہِ حق ہے کوئی فرشِ گُل نہیں ہے یہاں　قدم قدم ہے نئے حادثات کا چہرہ

سمجھ میں آئیگی اِس سانحہ کی تہہ داری　نگاہ ہو تو پڑھو مُضمرات کا چہرہ

فسادِ نیّتِ باطل تھا کتنے پردوں میں　بتا رہا ہے یہ ایک ایک بات کا چہرہ

پیمبرانہ بصیرت پہ تھا عیاں سب کچھ　چُھپائے چُھپ نہ سکا واردات کا چہرہ

حسینؑ آ گئے کیا کربلا کے میداں میں　اُداس اُداس ہے کیوں کائنات کا چہرہ

بغرضِ شرحِ 'اَنَا مِن حُسینؑ' آیا ہے　رسولؐ پاک کی ذات و صفات کا چہرہ

مصیبتوں کا بھی دل، شاہؑ نے نہیں توڑا　کہ بجھ نہ جائے کہیں مشکلات کا چہرہ

زمیں کا نور جو بجھنے لگا اُجالے میں　　دکھائی دینے لگا دن بھی رات کا چہرہ

مزاج میں ہے مشیّت کی کارفرمائی　　نظر کے سامنے ہے شش جہات کا چہرہ

مکمّل آپ نے بُنیادِ لا اِلٰہ کردی　　بدل کے زندگیٔ بے ثبات کا چہرہ

ہزار کر چکی تاویل آج تک دُنیا　　کچھ اور ہی ہے رموز و نکات کا چہرہ

کہاں کہاں سے نہ گذرے نبیؐ کے گھر والے　　دِکھا کے دین کو راہِ نجات کا چہرہ

جبینِ صبر پہ کوئی شکن تو کیا آتی　　اُتر سکا نہ دُرود و صلوات کا چہرہ

شہادت آلِ نبیؐ کی وہ معجزہ ہے شوقؔ
حیات دیکھ رہی ہے حیات کا چہرہ

☆☆☆

منظر کو ہی دیکھا پسِ منظر نہیں دیکھا

قرآں کا دل، ایمان کا محور نہیں دیکھا
اس گھر سے بڑا اور کوئی گھر نہیں دیکھا

حاصل تھی بصیرت کسے شاہِ شُہداء کی
منظر کو ہی دیکھا پسِ منظر نہیں دیکھا

کیا چیز ہے یہ دولتِ دنیا کا نشہ بھی
اولادِ نبیؐ کو بھی سراسر نہیں دیکھا

پیغمبری کردار نے دی اپنی بلندی
جب دین کا قد اپنے برابر نہیں دیکھا

تلوار کے جَوہر تو ہر ایک دَور نے دیکھے
خونِ اسدُ اللہ کا جَوہر نہیں دیکھا

شہؑ نے جو دکھایا وہ نہیں دیکھتی دنیا
وہ دیکھتی ہے شہؑ نے جو یکسر نہیں دیکھا

شبّیر کے پردے میں نبوّت کے ہیں جلوے
ظاہر کے پرستاروں نے اندر نہیں دیکھا

کیا کیا نہ مناظر نگہِ وقت نے دیکھے
ایسا کوئی ہنگامۂ محشر نہیں دیکھا

دیکھا اُسے سبطِ شہِ لَولاکَ لَمانے
نبیوں نے بھی جس ذات کا پیکر نہیں دیکھا

جائے گی نظر شوقؔ، حقائق کی طرف کیا
تاریخ نے حالات سے ہٹ کر نہیں دیکھا

☆☆☆

زمینِ کربلا پر خون کی تحریر ہو بیٹھے

تقاضے دینِ فطرت کے جو دامن گیر ہو بیٹھے
مشیّت کے ارادے مرضئ شبّیر ہو بیٹھے

بُجھانا شمع کا، در پردہ مقصد کا اشارہ تھا
فدا کاروں کے چہرے اور پُرتنویر ہو بیٹھے

بڑی معصومیت سے حسنِ فطرت مسکراتا ہے
بلا سے قوّتِ باطل، قضا کا تیر ہو بیٹھے

نبی زادوں نے بنیادِ یزیدیّت ہلا ڈالی
زمینِ کربلا پر خون کی تحریر ہو بیٹھے

کوئی آسان تھا رَن سے جواں لاشہ اٹھالانا
مقابل آپ اپنے دستِ خیبر گیر ہو بیٹھے

ذرا تیور پہ بل آتا تو نقشہ ہی بدل جاتا
مگر کیا شان ہے مولیٰ تہہِ شمشیر ہو بیٹھے

دلیلِ کامرانی اہلِ حق کی اور کیا ہوگی
مصائب آخری حد پر بھی بے تاثیر ہو بیٹھے

سر اترا ذمہ داری دین کی سر سے نہیں اُتری
کہاں جاتے فرائض، پانو کی زنجیر ہو بیٹھے

بقا اسلام کی وابستہ ہے شوق انکے قدموں سے
جو فرمانِ نبوّت کی کھُلی تفسیر ہو بیٹھے

☆☆☆

ہر کس و ناکس سیاست داں نظر آنے لگا

نوکِ خنجر پر جہاں ایماں نظر آنے لگا
شہ کو اپنے قتل کا ساماں نظر آنے لگا

دینِ حق جب خون کا خواہاں نظر آنے لگا
'معنیٔ ذبحِ عظیم' انساں نظر آنے لگا

وقت کی نبضوں پہ تھیں نظریں امامِ وقت کی
دُور سے حالات کا طوفاں نظر آنے لگا

بات آ کر رُک گئی تھی بیعتِ شبّیرؑ پر
قصرِ شاہی سازشی ایواں نظر آنے لگا

راہ کا کانٹا نظر آئے حسینؑ ابنِ علیؑ
ہر یزیدی ذہن سرگرداں نظر آنے لگا

ایک جانِ خامسِ آلِ عبا کے واسطے
ہر کس و ناکس سیاست داں نظر آنے لگا

شامیوں کی مصلحت چلنے نہ دی سرکار نے
ہر شقی میدان میں عریاں نظر آنے لگا

آئی جب شبّیرؑ پر قرباں ہونے کی گھڑی
رَن میں ہر چھوٹا بڑا یکساں نظر آنے لگا

اہلِ بیتِ پاک کا خون اُسقدر مہنگا پڑا
جسقدر باطل کو قتل آساں نظر آنے لگا

شام کی کایا پلٹ دی آپکے ایثار نے
تختِ شاہی خون میں غلطاں نظر آنے لگا

بابِ خیبر ایک رُخ ہے لاشِ اکبر ایک رُخ ہر جگہ زورِ شہِ مرداں نظر آنے لگا

جتنی شدت سے مصائب کی فراوانی ہوئی اُتنا اونچا عزمِ جانبازاں نظر آنے لگا

صبر کا وہ آخری معیار ہیں سبطِ رسول انبیاء کا صبر بھی حیراں نظر آنے لگا

کر گئی بیدار ذہنوں کو شہادت آپ کی خون کا ہر قطرہ اک طوفاں نظر آنے لگا

مقتل و زنداں میں وہ گذری نبی کی آل پر گھر کو لوٹے جب تو گھر ویراں نظر آنے لگا

مٹ گئیں تیغ و سناں کی کیسی کیسی طاقتیں صبرِ سرورِ فاتحِ دوراں نظر آنے لگا

اُنکو کیا معلوم قرآں پیکروں کی عظمتیں جن کو صرف الفاظ میں قرآں نظر آنے لگا

کوئی کیا عنوان دے قربانیٔ شبیر کو یہ لہو اسلام کا عنوان نظر آنے لگا

روشنی ایمان کی جتنی فزوں ہوتی گئی کربلا اُتنا قریبِ جاں نظر آنے لگا

شوقؔ یہ پیغمبری کردار کا میدان ہے
شاعری میں کربلا آساں نظر آنے لگا

٭٭٭

خدائی قوّتیں رکھ کر جبینِ بندگی خم ہے

شہادت حق پرستی کا سبق، اک مقصدی غم ہے
سمجھ کر رو اُسے اس کو تو ساری زندگی کم ہے

جہاں یہ سانحہ، انسانیت کا مُستقل غم ہے
وہیں انسان کو جہد و عمل کا درسِ پیہم ہے

ہیں اسلامی مضامیں منفرد تاریخِ عالم میں
مگر اَلعَظمتُ لِلّٰہ محرّم پھر محرّم ہے

حسینی استقامت کا تصوّر بھی نہیں ممکن
خدائی قوّتیں رکھ کر جبینِ بندگی خم ہے

شریعت کو بچانے دے دیا دانستہ سر اپنا
جگر بندِ نبیؐ اسلام کی روحِ مجسّم ہے

نبوّت کے گھرانے کا لہو کیا رائیگاں جاتا
نظامِ کفر و باطل آج تک برہم کا برہم ہے

بقدرِ فہم، سب حالات سے اندازہ کرتے ہیں
کہاں تک تھی نظر شبّیرؑ کی اللہ اعلم ہے

خدا دا خدا کی راہ میں سب کام آئے ہیں
عمارت کیا ہلے گی جب تلک بنیاد محکم ہے

ابھی اسلام کی کھیتی میں ہے جوشِ نمو باقی
بہ فیضِ خونِ اہلِ بیتؑ یہ مٹّی ابھی نم ہے

زمانے کے بدلنے کا اثر ہوتا ہے ہر غم پہ
زمانے کو بدل کر رکھ دیا جس نے یہ وہ غم ہے

سنبھل کر سجدہ گاہِ قدسیاں میں شوق سر رکھنا
زمینِ کربلا صبر و رضا کا عرشِ اعظم ہے

☆☆☆

آپ کی عظمت ہوئی ہے آپ کی، قاتل حسینؑ

الحسینؑ منی، کا ہیں جلوۂ کامل حسینؑ / حق مزاج وحق نظر حق دار وحق منزل حسینؑ

اہلِ دل آواز دیں کس کو بہ ہر مشکل حسینؑ / آپکے قدموں میں ہے ایمان کی منزل حسینؑ

کیوں نہ کرتے کربلا میں گھر کا گھر شامل حسینؑ / دین اِسی گھر سے چلا اور ہوگیا ضم فی الحسینؑ

معرفت کا ہیں سراپا بحرِ بے ساحل حسینؑ / جان حسینؑ ایماں حسینؑ و دیں حسینؑ و دل حسینؑ

شانِ ختم المرسلیں پوری دکھا دی آپ نے / ورنہ یہ میدان تھا نبیوں سے بھی مشکل حسینؑ

ظلم و آفت کی ہوئی دنیا میں فریاد آج تک / آپ کا ایثار ہے فریاد کے قابل حسینؑ

اہلِ بیتِ پاک کے جوہر زمانے پر کھلے / کربلا ہے آپکے کردار کی محفل حسینؑ

لاج رکھ لی رحمۃ للعالمینی خون نے / تاب کیا لاتی تھی یہ دنیائے آب و گل حسینؑ

بات تھی کچھ وقت کی کچھ پاس اپنے فرض کا / یہ نہ سمجھو تھے کسی بھی بات سے غافل حسینؑ

آپ سرتاپا ہیں شانِ نورِ مُتّزمل حسینؑ　　جاننا ہے آپ کو شاہِ ہُدیٰ کو جاننا

آپکی عظمت ہوئی ہے آپ کی قاتل حسینؑ　　آپکے آگے کسی کا جل نہ سکتا تھا چراغ

اب اگر شرمندہ ہے باطل تو کیا حاصل حسینؑ　　جو نہ ہونا تھا وہ سب کچھ کربلا میں ہوچکا

شوق ہمّت کس کی ہے جو لب کُشائی کر سکے
خطِّ فاصل بن گئے بَینِ حق و باطل حسینؑ

☆☆☆

خونِ شبیرؑ نے ہر فکر کا دھارا بدلا

آئی اسلام میں شاہی تو نہ کیا کیا بدلا ذہنیت بدلی رَوِش بدلی ارادہ بدلا
کیا کہا جائے کہ کس کس کا رَوَیّہ بدلا وقت کے ساتھ تھا جس جس کو 'بدلنا' بدلا
زورِ شاہی نے جو حالات کا چہرہ بدلا نظر آنے لگا اسلام ہی بدلا بدلا
ذمہ دار ابنِ علیؑ عالمِ اسلام کے تھے سب کی نظریں تھیں ادھر رُخ جو ہوا کا بدلا
شاہِ بے تخت پہ تھیں تختِ شہی کی نظریں جان کر خطرہ، حکومت کا رَوَیّہ بدلا
بن گئے راہ کی دیوار حسینؑ ابنِ علیؑ زورِ شمشیر نے جب دین کا رستہ بدلا
سازشیں سب تھیں شریعت کو بدلنے کیلئے دے کے سر آپ نے منصوبۂ اعدا بدلا
کوفے والے تو پرستارِ علیؑ تھے لیکن وقت پر ایک نے بھی طرز نہ اپنا بدلا
جنگ سے پہلے حمایت کو نہ آیا کوئی قتل کے بعد ہی خواہوں نے چولا بدلا
حق کے رستے میں کہاں ہوتے ہیں حائل رشتے نکلی تلوار تو ہر باہمی رشتہ بدلا
کیا اثر ان پہ زمانے کے بدل جانے کا سرِ مقتل بھی نہ جن کا نَظَرِیّہ بدلا

سب سمجھ کر ہی امامِ دو جہاں آئے تھے — اک قدم جن کا نہ بے مرضیٔ مولا بدلا

لوگ تلوار چلا بیٹھے نبی زادوں پر — ساٹھ برسوں میں عجب رنگِ زمانہ بدلا

حشر تک سُنّتِ آقا نہیں رُکنے والی — خونِ شبّیر نے ہر فکر کا دھارا بدلا

اس گھرانے کا ہوا قتل حکومت کیلئے — اپنے قاتل سے جو لیتا نہیں اپنا بدلا

استقامت کے پہاڑ اپنی جگہ سے نہ ہلے — حرصِ دنیا جسے جتنی تھی وہ اُتنا بدلا

خون سورج کا ہوا، قتل کیا خوشبو کو — کیسا کیسا نہ اندھیروں نے لبادہ بدلا

مُنتظرِ وقت کے تھے سازشی ذہنوں والے — خاندانِ نبوی سے لیا پُورا بدلا

جنکی نظریں خطِ تقدیر بدل دیتی ہیں — کیا وہ لیں گے کسی کمزور سے اپنا بدلا

قتلِ شبّیر کا مہنگا پڑا باطل کے لئے — ایسے طوفان اٹھے دہر کا نقشہ بدلا

جس نے شامل نہ کیا نَفس کو راہِ حق میں — گھر لُٹا اس کے لہو کا نہ رَوّیہ بدلا

ساری دنیا کا اگر شوقؔ لہو بہہ جائے
خونِ سرکارِ دو عالم کا بھلا کیا بدلا

☆☆☆

صرف ستّرؑ ہی تھے کیا اُس وقت غمخوارِ حسینؑ

کربلائی معرکہ ہے ایسا شہکارِ حسینؑ — لا الٰہ کی بن گئے بُنیاد سرکارِ حسینؑ

ہر کسی پر آشکارا کیا ہوں اسرارِ حسینؑ — جو ہیں کردارِ نبوّت وہ ہیں کردارِ حسینؑ

کیوں نہ ہو پیغمبرانہ صبر و ایثارِ حسینؑ — اَلْحُسَیْنُ مِنّی سے ملتا ہے معیارِ حسینؑ

گھر لُٹا لیکن نہ بدلا مقصدِ کارِ حسینؑ — کس قدر بے نفس تھی ذاتِ حق آثارِ حسینؑ

دیکھنے دو دیکھنے والوں کو معیارِ حسینؑ — ہم گدائے در ازل سے ہیں فداکارِ حسینؑ

سوچتا ہے ذہن، تاریخِ شہادت دیکھ کر — صرف ستّرؑ ہی تھے کیا اُس وقت غمخوارِ حسینؑ

کربلا کے آئینے میں سب کے چہرے دیکھ لو — کون جانبازِ حقیقی، کون اداکارِ حسینؑ

منہ چھپا بیٹھے تھے جتنے وقت و موقعہ دیکھ کر — قتل کے بعد آ گئے بن کر طرفدارِ حسینؑ

شہسوارِ دوشِ پیغمبر ہی چلتے ہیں یہاں　　چل نہیں سکتا کوئی بھی راہِ دشوارِ حسینؑ

رنگِ مقتل، حالِ باطن، شکلِ دینِ مرتضیٰ حق　　کب رہی غافل کسی سے چشمِ بیدارِ حسینؑ

دامنِ صبر ورضا پر تک شکن آئی نہیں　　دُوسرا کیا لا سکے عزمِ جگر دارِ حسینؑ

کثرتِ فوجِ عدو پر کیا نگاہیں ڈالتے　　موت کو تک لائے خاطر میں نہ انصارِ حسینؑ

آ چلی تھی آندھیوں کی زد میں کھیتی دین کی　　بن گئی خونِ امامت سے چمن زارِ حسینؑ

جب حکومت کے لئے تھا قتلِ شاہِ کربلا　　اب عقیدت سے ہے جاری قتلِ کردارِ حسینؑ

کربلا سے دینِ حق نے زندگی پائی ہے شوقؔ
کیا بھلائے گا یہ دین احسانِ سرکارِ حسینؑ

☆☆☆

شہیدوں کے لہو نے انقلابی رہبری کی ہے

لُٹا کر گھر نئی تاریخ کی صورت گری کی ہے
امامت نے بہ الفاظِ دِگر پیغمبری کی ہے

مقامِ کربلا وہ منزلِ ایماں پروری کی ہے
جہاں سر دینے والوں نے مکمّل سروری کی ہے

شکست و فتح سے اس معرکہ کا کیا تعلّق ہے
نتیجہ دیکھ کر بھی شہ نے مقصد پروری کی ہے

حیات و موت کے سارے تصوّر ہی بدل ڈالے
شہیدوں کے لہو نے انقلابی رہبری کی ہے

کوئی سیلابِ باطل دینِ حق کو کیا مٹائے گا
نبی زادوں نے اپنے خون سے کھیتی ہری کی ہے

شجاعت بابِ خیبر پر نہیں موقوف مولیٰ کی
علیؑ کے خون نے بھی کربلا میں حیدری کی ہے

سمجھ میں آئے گا احسان کیا شاہِ شہیداں کا
بصیرت رکھ کے سر دینا یہ ہمّت کس جری کی ہے

بڑے مقصد کی خاطر ہیں بڑی قربانیاں ورنہ
نہیں تو آج تک بھی کس میں طاقت ہمسری کی ہے

حقائق کی ہیں وہ تہہ داریاں ایک ایک گوشے میں
جدھر سے دیکھیے منزل "تو چیزے دیگری" کی ہے

بچا کون اہلِ حق میں شوقِ رن کا شاہدِ عینی
بقدرِ فہم دنیا نے عقیدت گستری کی ہے

☆☆☆

میدانِ مصلحت نہیں میدانِ کربلا

سب سے بڑا یہی تو ہے عرفانِ کربلا
میدانِ مصلحت نہیں میدانِ کربلا

نادار ذہن سمجھیں گے کیا شانِ کربلا
محفوظ دینِ حق ہے بہ فیضانِ کربلا

اکسٹھویں سالِ ہجری کا اسلام دیکھ کر
تھی دم بخود فضائے پریشانِ کربلا

آپس میں رشتہ دار بھی تھے کلمہ گو بھی تھے
کیا کیا نہ تھے ضمیر فروشانِ کربلا

دین اپنا بیچ دیتے ہیں دنیا کے واسطے
ہر دور میں ملیں گے مسلمانِ کربلا

یہ کربلا نہیں ہے کسوٹی ہے دین کی
پرکھا گیا ہر اک کو بہ دورانِ کربلا

جو بھی دلوں میں تھا وہ سب آیا ہے سامنے
صلحِ حسنؑ سے تا سرِ میدانِ کربلا

سارے درآمدات ہیں اقلیمِ شام کے
اسباب تھے جو سلسلہ جنبانِ کربلا

آواز دے رہے تھے فرائضِ امام کو
چپ رہتے کیسے صاحبِ فرمانِ کربلا

مقتل میں بال بچّوں کو لانا دلیل ہے
کرنا ہے سب کو کارِ نمایانِ کربلا

اسلام ڈوب جاتا اندھیروں میں وقت کے
جلتی اگر نہ شمعِ شبستانِ کربلا

کس فتنۂ عظیم کو روکا ہے شاہؑ نے
تھا کس کے بس کا ورنہ یہ طوفانِ کربلا

ارشاد سے عیاں ہے اَنَا مِن حُسینؑ کے — ہَٹ کر حسینؑ سے نہیں امکانِ کربلا

ہم پر حقیقتوں کی بلندی نہ ہنس پڑے — کیا جُراَتِ سخن ہو بہ عنوانِ کربلا

عنصر جب ایک چار عناصر سے کٹ گیا — تعمیر خون سے ہوا ایوانِ کربلا

رُوکا گیا ہے ذہنیتِ انتقام سے — کیا مانتے تھے ورنہ شجُاعانِ کربلا

ناناؐ کی فرض ادائی تھی ذمے امامؑ کے — جاتے کہاں تھے بچ کے یزیدانِ کربلا

نازاں ہے جن کے طوقِ غلامی پہ کائنات — بننا پڑا ہے اُن کو اسیرانِ کربلا

صدیوں کے انقلاب کا سامان بن گئے — لمحاتِ بے قرار و گریزانِ کربلا

سب نے "بہ قدرِ فہم" فسانے بنا لیئے — ہے کربلا کے بعد بھی طوفانِ کربلا

جس میں دکھائی دیتی ہے مِن نُور روشنی — کیا گُل ہو وہ چراغِ فروزانِ کربلا

فکرِ بشر ہے منزلِ لَا تَشعُرُونُ میں — وہ ہے مقامِ شاہؑ شہیدانِ کربلا

آئی جو صبحِ عالمِ اسلام بن کے شوق
گزری کہاں وہ شامِ غریبانِ کربلا

☆☆☆

شبیرؑ کی آواز پیامِ ابدی ہے

مقتل میں ہیں اور آنکھ مشیت پہ لگی ہے / یہ شان فقط شانِ حسینؑ ابنِ علیؑ ہے
یہ کرب و بلا خلوتِ نازِ ابدی ہے / نبیوں کی وراثت نبی زادوں کو ملی ہے
حق کے لئے قربانئ اولادِ علیؑ ہے / دنیا کی ہر اک جنگ سے یہ جنگ نئی ہے
اللہُ غنی، منزلتِ صبرِ حسینی / مقصد بھی بڑا اور مصیبت بھی بڑی ہے
مولیٰ کی نظر لائیگی تاریخ کہاں سے / دامانِ روایات میں جو تھی سو کمی ہے
لُٹ کر بھی دیا جس نے زمانے کو اجالا / دنیا کو بصیرت اسی اک گھر سے ملی ہے
اسلام کی بنیاد کے پتھر تو کئی ہیں / تکمیل مگر خونِ نبوّت سے ہوئی ہے
مقصد کی طرح ذہن بھی سب سامنے آئے / اس شمع نے گُل ہو کے عجب روشنی دی ہے
شبیرؑ کو اک وقت کی آواز نہ سمجھو / شبیرؑ کی آواز پیامِ ابدی ہے
صدیاں ہوئیں اس حادثۂ کرب و بلا کو / کونین کی آنکھوں میں مگر اب بھی نمی ہے
کردار نبی زادوں کا مجروح ہو جس سے / وہ نظم ہو یا نثر ہو، کردار کُشی ہے

مدحت میں بھی آداب کو ملحوظ رکھو شوقؔ
آواز بھی اونچی ہو تو سُوءِ ادبی ہے

☆☆☆

ورنہ سورج کی کرن کٹتی نہیں تلوار سے

کربلا کو دیکھیے جس رخ جس معیار سے
ہٹ نہیں سکتی نظر پیغمبری کردار سے

پیش کیا باطل کی چلتی شاہِ حق آثار سے
دین پرور کا تقابل کیا ہے دنیادار سے

شاہؑ تھے مجبور اپنے عرش قد کردار سے
بزدلوں کو مارتے کیا حیدری تلوار سے

کون لے سکتا تھا میدان اُس سخی سردار سے
جس نے اپنا گھر لٹایا آخری معیار سے

آنکھ پر پٹی جہاں باندھی خلیلؑ اللہ نے
شاہؑ نے طے کی وہ منزل دیدۂ بیدار سے

مسخ کرنا چاہتے تھے چہرۂ دینِ خدا
بڑھ کے روکا آپ نے قربانی و ایثار سے

بیعت فاسق کے معنے موت تھی اسلام کی
بات یہ دشوار تھی ہر منزلِ دشوار سے

خون کے پیاسوں سے آخر تک روا رکھا کرم
ہر بلندی پست ہے شبیرؑ کے کردار سے

شانِ اہلِ بیت کرنی تھی زمانے پر عیاں
پائے اقدس کم نہ تھے خود تختہ الانہار سے

قسمتِ باطل پہ ضربِ لافنائی پڑ گئی　　جب تبسّم مل گیا کمسن لہو کی دھار سے

مَقتل و زنداں ہیں دونوں کربلائی سُنّتیں　　راہِ حق مانوس ہے زنجیر کی جھنکار سے

موت کا احساں بھی شہ نے نہ فرمایا قبول　　زندگی دی اختیارِ احمدِ مختار سے

ہے شہادت اک مُکمّل اعتبارِ عبدیت　　ورنہ سورج کی کرن کٹتی نہیں تلوار سے

کربلا کے بھی حقائق شوقؔ افسانہ بنے

ہر روایت چل رہی ہے وقت کی رفتار سے

☆☆☆

دین زندہ ہے حسینؑ ابنِ علیؑ کے نام سے

دین جب خطرے میں تھا نازک گھڑی کے نام سے
دے دیا شبیرؑ نے سر زندگی کے نام سے

خودکشی باطل نے کرلی حق کُشی کے نام سے
دین زندہ ہے حسینؑ ابنِ علیؑ کے نام سے

اس سے بڑھ کر کیا ملے گی روشنی اسلام کو
گھر نبوّت کا لُٹا ہے روشنی کے نام سے

ایک ایسا نام بھی فہرستِ جانبازاں میں ہے
واقفیّت تک نہ تھی جس کو کسی کے نام سے

کٹ گئے شانے وفا کے دیکھیے عزمِ جری
مشک دانتوں میں ہے آنکھوں کی نمی کے نام سے

دی ہیں وہ قربانیاں آلِ رسولؐ اللہ نے
موت خود بھی کانپ اُٹھی ہے زندگی کے نام سے

بابِ خیبر بھی اٹھا ہے لاشِ اکبرؑ بھی اٹھی
ایک ختمیؐ مرتبت کی بندگی کے نام سے

کون جانے دیکھتی کیا تھی نظر شبیرؑ کی
بند تھے زخموں کے لب تک خامشی کے نام سے

کر رہی تھیں ڈوبتی کرنیں سلامِ آخری
رُک گئے شہؑ کے قدم منزل رسی کے نام سے

اتنی آسانی سے کٹ جاتے تھے کیا سبطِ نبیؐ
کار فرما تھی مشیّت آدمی کے نام سے

دینِ پیغمبر کو حاجت خونِ پیغمبر کی تھی
فرض امامت نے کیا پورا نبیؐ کے نام سے

یہ فقط آلِ عُبا کی خاکِ پا کا فیض ہے
کون واقف تھا دلوں کی روشنی کے نام سے

مقصدِ کرب و بلا ہے شوقِ لافانی مگر
یاد آجاتا ہے سب کچھ تشنگی کے نام سے

☆☆☆

جلا بھی تو اجالا ہے، بجھا بھی تو اجالا ہے

حسینؑ صبر کا قد، فکرِ انسانی سے اونچا ہے
سمندر ہے خدائی رحمتوں کا اور پیاسا ہے

چراغِ اہلِ بیتِ پاک 'انا من نور' والا ہے
جلا بھی تو اجالا ہے بجھا بھی تو اجالا ہے

دیارِ کربلا اک کائناتِ چشمِ بینا ہے
بصارت ہوش گم کردہ، بصیرت سر بہ سجدہ ہے

شہیدِ کربلا کا خون کیا کیا رنگ لایا ہے
نگاہِ وقت میں بے پردہ ہر قاتل کا چہرہ ہے

امامِ وقت سے تختِ ملوکیّت کو خطرہ تھا
یہ ہنگامہ منظّم سازشوں کا اک نتیجہ ہے

خدا کی راہ ہے معمورِ آلام و مصائب سے
یہاں شکوہ تو شکوہ آہ بھی توہینِ منشا ہے

کھلی آنکھوں سے سب کچھ دیکھنے کا جس میں دم خم ہو
اُسی کا خون پیکانِ قضا پر مسکراتا ہے

ضرورت ہے بنائے لا الٰہ کی خونِ شبیرؑ،
تعلق دینِ حق سے کربلا کا کتنا گہرا ہے

شریعت اپنی مرضی کے مطابق ڈھل نہیں سکتی
اِسی اک بات پر تو شہؑ نے اپنا گھر لٹایا ہے

شجاعت کو نئے معنے دیئے شاہِ شہیداںؑ نے
سر اپنا دے کے ذہنِ عالمِ اسلام بدلا ہے

غمِ سرور کو ایماں سے ہٹا کر دیکھنے والو
ہر اک مومن کا دل شبیرؑ کا نقشِ کفِ پا ہے

شہادت دے رہا ہے شوقِ کردارِ ابنِ حیدرؑ کا
امامت ذمّہ دارِ منصبِ شاہِ مدینہ ہے

☆☆☆

تاریخِ کائنات میں تنہا ہے کربلا

لفظوں میں کیا سمائے گا کیا کیا ہے کربلا
قرآں ہیں اہلِ بیت، ادارہ ہے کربلا

غم کا فُرات، خون کا صحرا ہے کربلا
لیکن چراغِ اَشہدُ اَن لا ہے کربلا

تو اُلحسینُ مِنّی کا منشا ہے کربلا
نانا مدینہ ہیں تو نواسہ ہے کربلا

ظاہر میں شاہ کار ہے دینِ خلیلؑ کا
در پردہ ایک عالمِ معنیٰ ہے کربلا

دل تاب ہے جو نورِ اَنا مِن حسینؑ سے
دینِ رسولؐ کا وہ اجالا ہے کربلا

کرب و بلا کو روح کی گہرائیوں میں دیکھ
ورنہ کہیں کتابوں میں ملتا ہے کربلا

آئی ہیں انبیا پہ بھی یوں تو مصیبتیں
لیکن فقط حسینؑ کا حصّہ ہے کربلا

مشکل نہیں ہے کعبے کے سائے میں ٹھہرنا
مَقتل کا نام سُن کے ٹھہرنا ہے کربلا

اَولاد کٹ رہی ہے نگاہوں کے سامنے
ماتھے پہ اک شکن بھی لانا ہے کربلا

ہر اختیارِ کون و مکاں رکھ کے ہاتھ میں
سر مرضیٔ خدا پہ کٹانا ہے کربلا

یہ شان کس کی ہے بجز آلِ رسولِ پاک
سب کچھ لُٹا کے حق کو بچانا ہے کربلا

محدود شام تک ہی نہیں اِسکی وسعتیں
دانستہ ہر بلا سے گذرنا ہے کربلا

پردے کے باہر آ گئے سب سازشی دماغ
مظلومیت کا بولتا چہرہ ہے کربلا

ضربت کی صبحِ تار سے زندانِ شام تک　　کن کن عداوتوں کا نتیجہ ہے کربلا
ایسا عظیم مقصد و پیغام اِس کا ہے　　اُتنے تو دو جہاں نہیں، جتنا ہے کربلا
مقتول کامراں ہوئے قاتل شکست یاب　　تاریخِ کائنات میں تنہا کربلا
کھینچ دی ہے خونِ رسالتؐ مآب نے　　حد ناموسِ دینِ حق کا احاطہ ہے کربلا
کیا آئے کربلا کی بلندی خیال میں　　ہر قامتِ خیال سے اونچا ہے کربلا
جو جی میں آئے تبصرے کرنے لگے ہیں لوگ　　اندھوں کے ہاتھ آئینہ جیسا ہے کربلا
رُکنے کا کب ہے یہ حق و باطل کا معرکہ　　جب تک حسینؑ زندہ ہیں زندہ ہے کربلا
کیا کیا ہوئی نہ صدیوں سے تاویل آج تک　　جو حل نہ ہو سکا وہ مُعَمّہ ہے کربلا
شامی دماغ لوگ اسے کیا سمجھ سکیں　　پیغمبری شعور کا سانچہ ہے کربلا
چھوٹوں کے غم کو کرتے ہیں ہلکا بڑوں کے غم　　ٹوٹے ہوئے دلوں کا دِلاسا ہے کربلا
سارا شرف ہے قدموں سے آلِ رسول کے　　ورنہ تو پہلے کیا تھا اور اب کیا ہے کربلا

آسانیوں کا اس میں تصور ہی کیا ہے شوق
تکمیلِ کارِ صاحبِ اسریٰ ہے کربلا

☆☆☆

حسینی صبر، فولادی چنے ہیں

خدائی راستے کتنے کڑے ہیں مسافر کے قدم تک تولتے ہیں
قیامت کربلائی مرحلے ہیں جو سر دیتے ہیں بازی جیتتے ہیں
یزیدی فکر کے جو زاویئے ہیں دلوں کے بُغض اُن سے جھانکتے ہیں
جہاں تک خیر و شر کے معرکے ہیں وہاں تک کربلائی سلسلے ہیں
دلوں کے کھوٹ اُن سے کب چھُپے ہیں جو چہرہ کیا، نظر پہچانتے ہیں
حسینی نقش پا سے جو بنے ہیں "وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ" کے راستے ہیں
یہ ہے اسلام میں پہلی وہ شاہی صداقت سے قدم جس کے ہٹے ہیں
چلے خنجر شریعت کے گلے پر نبیؐ زادے کہاں یہ دیکھتے ہیں
بِنائے لا الٰہ ہلنے لگی تھی بہتّر کُشتے پُشتہ بن گئے ہیں
فقط اک تختِ شاہی کو بچانے سرِ اہلِ بیت کے کاٹے گئے ہیں
خدا کو دیکھ یا رنج و بلا کو یہی کرب و بلا کے فیصلے ہیں
زمینِ کربلا وہ آئینہ ہے حق و باطل کے چہرے سامنے ہیں

فُرات اُن کی نظر میں کیا جَچے گی
سمندر تشنگی کا پی گئے ہیں

حسینی صبر کا قد گھٹ نہ جائے
نہ کہہ بھُولے سے بھی صدمے بڑے ہیں

جو دل کے زخم ہیں اللہ جانے
بدن کے زخم دُنیا نے گنے ہیں

چَبائے جائیں گے کیا ہر کسی سے
حسینی صبر، فولادی چَنے ہیں

طبق اُلٹا نہیں شہؑ نے زمیں کا
خیالوں کے ورق اُلٹا دیئے ہیں

قلمدانوں میں رہنے دو قلم سب
یہ رستے فکر کی حد سے پرے ہیں

خدا جانے حقیقت کربلا کی
سب اندازے سے اپنے چل رہے ہیں

کھُلے ہیں شہ پہ اسرارِ مشیّت
مگر خود شاہِ دیں کس پر کھُلے ہیں

فسانے شوق کتنے ہی بنالو
حقیقت پر مگر پردے پڑے ہیں

☆☆☆

بات بیعت کی ہے رستے سے ہٹانا دل میں ہے

کربلائی معرکہ ہنگامہ آرا دل میں ہے
وہ کتابوں میں کہاں ہے جو نوشتہ دل میں ہے

روزِ عاشورہ کی خوں ریزی کا نقشہ دل میں ہے
ایک محشر کربلا میں ایک برپا دل میں ہے

قتل گہہ میں کھل گیا سب کچھ کہ کیا کیا دل میں ہے
بات بیعت کی ہے رستے سے ہٹانا دل میں ہے

دین پر کتنا بڑا احسان ہے شبّیر کا
آج تک روشن چراغِ لا الٰہ دل میں ہے

بہہ رہا ہے عالمِ اسلام کا اب تک لہو
حلقِ شہ پر جو چلا خنجر وہ اُترا دل میں ہے

کیسے نازک وقت قدموں میں جگہ حُر کو ملی
شانِ رحمت جلوہ گر کتنی شہِ عادل میں ہے

مشک بھر لی انگلیاں تک اپنی تر ہونے نہ دیں
حوصلہ کتنا علمبردارِ دریا دل میں ہے

کیا سمجھ میں آئیگی بے نفسیٔ آلِ نبی
ذہن روشن ہے نہ حق کا وہ اجالا دل میں ہے

لا تقولوا ہے ضمانت منزلِ شبّیر کی
آج بھی جلوہ حسینؑ ابنِ علیؑ کا دل میں ہے

وقت کی تلوار، شمشیرِ یزیدی بن گئی تن کے زخموں سے زیادہ زخم گہرا دل میں ہے

دین کب باہر ہوا اُس حلقۂ زنجیر سے پائے عابدؑ میں جو تھا اب تک وہ حلقہ دل میں ہے

شاہ کے غم میں لہو رونے کو بھی دل چاہیئے پہلے یہ تو دیکھ لیجئے خون کتنا دل میں ہے

ہیں حقائق اک طرف، قصے روایات اک طرف ایک دنیا دل کے باہر ایک دنیا دل میں ہے

کسقدر زندہ ہے تاثیر اہلِ حق کے خون کی اب بھی ہر منصوبۂ باطل اُدھورا دل میں ہے

شوقؔ کیا پہنچے حقیقت تک زمانے کی نظر

ہر کوئی اُتنا سمجھ لیتا ہے جتنا دل میں ہے

☆☆☆

اَسرارِ کائنات کا دفتر حسینؑ ہیں

ہنگامِ عصر ہے تہہِ خنجر حسینؑ ہیں
اسلام سر بلند ہے بے سر حسینؑ ہیں

ختمُ الرُّسل نشان، علی فر حسینؑ ہیں
مُشتق ہیں اولیا سبھی، مصدر حسینؑ ہیں

روشن ہے چشمِ دل تو نظارہ کرے کوئی
منظر سے بھی سوا پسِ منظر حسینؑ ہیں

شبّیر صرف نام نہیں ایک فرد کا
اَسرارِ کائنات کا دفتر حسینؑ ہیں

اسلام کو جگا دیا جس انقلاب نے
اُس انقلابِ وقت کا محور حسینؑ ہیں

جب سے کہ آئی دین میں شاہی کی ذہنیت
اُس کی شکستگی پہ مُقرّر حسینؑ ہیں

تعمیر دینِ حق کی ہے جس پر کھڑی ہوئی
بنیادِ لا الٰہ کا وہ پتّھر حسینؑ ہیں

تصدیق ہو رہی ہے اَنَا مِن حُسینؑ سے
دینِ خدا کی روح کے اندر حسینؑ ہیں

کمزور کے شعار کو کہتے ہیں مصلحت
ہر مصلحت سے وقت کی برتر حسینؑ ہیں

باغی قرار دیتے ہیں 'شامی دماغ لوگ'
ایمان بولتا ہے کہ حق پر حسینؑ ہیں

خیمے کا جب چراغ بجھا تب کہیں کھُلا　　کیا ہے ارادہ اور کہاں پر حسینؑ ہیں

اپنوں سے جب یہ حال ہے اخفائے راز کا　　کس کی سمجھ میں آئینگے سرورِ حسینؑ ہیں

وہ اختیار ہے کہ اُلٹ دیں زمین کو　　اور حوصلہ یہ ہے تہہِ خنجر حسینؑ ہیں

کیا آنکھ اٹھا کے دیکھتے نہرِ فُرات کو　　صحرا کو جو بنا دیں سمندر، حسینؑ ہیں

پروا کسی کی بھی نہ کی مقصد کی راہ میں　　کتنے عظیم کتنے قد آور حسینؑ ہیں

اسلام کی رگوں میں ہے خون اہلِ بیت کا　　یہ دین وہ ہے جس کا مقدّر حسینؑ ہیں

جو نقش لوح کا وہ سماں قتل گاہ کا　　ایسے قضا و قدر کے پیکر حسینؑ ہیں

قائم ہے دو ستونوں پہ ایوانِ کربلا　　خیمے میں شاہزادی ہیں باہر حسینؑ ہیں

دل میں حُسینیت کی اگر روشنی نہیں

کیا فائدہ جو شوق زباں پر حسینؑ ہیں

☆☆☆

تعارف آلِ نبی کا ہے کربلا کیا ہے

بقائے دیں کی ضمانت ہے کربلا کیا ہے
مقام دیکھ 'انا من حسینؑ' کا کیا ہے

رسولؐ زادوں کو مقتل کا سامنا کیا ہے
معمّہ ازلی ہے یہ معرکہ کیا ہے

تباہیوں کے سوا حق کا راستہ کیا ہے
کرم ہے نام اگر اسکا تو پھر سزا کیا ہے

نظر ہے سب کی فقط شدّتِ مصائب پر
یہ کون دیکھے گا پیغام کربلا کیا ہے

قیاس اپنے سے کرتے ہیں آلؑ اطہر کا
زمانے والوں کو کیا جانے ہو گیا کیا ہے

کُھلے نہیں مقاماتِ ظاہری اب تک
کسے خبر ہے کہ اندر کا راز کیا کیا ہے

دلوں کا نور ہے تاریخ اِس گھرانے کی
یہاں چراغ بُجھانا کوئی نیا کیا ہے

کیا ہے فرض ادا سب نے اپنے حصّے کا
تعارف آلِ نبیؐ کا ہے کربلا کیا ہے

کہیں ہے سر کہیں بکھرے بدن، کہیں بازو
بتا رہا ہے عمل معنئ وفا کیا ہے

پہاڑ ہوتے تو اپنی جگہ سے ٹل جاتے خدائی صبر ہے صبرِ شہ ہدیٰ کیا ہے

امامِ وقت، مشیّت مزاج ہیں کتنے خدا نے یہ بھی نہ پوچھا تیری رضا کیا ہے

لہو نے شاہ کے کایا پلٹ دی دنیا کی یزیدیوں نے کیا کیا تھا ہو گیا کیا ہے

یہ حادثہ وہ کسوٹی ہے دین و دانش کی سمجھ میں آتا ہے لوگوں کا ذہن کیا کیا ہے

نبی کے ساتھ ہی چپ ہیں جرس کی آوازیں بتائے کون کہ زنجیر کی صدا کیا ہے

ہوئیں رسولوں سے بھی آزمائشیں لیکن مقامِ ختمِ رسولاں ہے کربلا کیا ہے

درِ حسینؑ ہے شوقِ آستانِ منِ نوری

جہاں ہیں کون و مکاں گم وہاں میرا کیا ہے

☆☆☆

حقیقتوں پہ ہے پردہ پڑا ہُوا اب بھی

شہادت آلِ نبیؐ کی ہے معجزہ اب بھی
حسینؑ جب بھی تھے سلطانِ اولیا اب بھی

دکھا رہا ہے اثر خونِ لافتیٰ اب بھی
جہاں میں جاری و ساری ہے کربلا اب بھی

مُحرّم آتے ہی بُجھ جاتی ہے فضا اب بھی
دکھائی دیتا ہے یہ غم نیا نیا اب بھی

شریعت اہلِ جنوں کی ہے کربلا اب بھی
سر اپنا دے کے یہاں ملتی ہے بقا اب بھی

یہ معرکہ نہیں وقت و مقام کی حد میں
مُکمل اس کا ہوا کب ہے جائزہ اب بھی

وہ واقعات بھی ہیں دامنِ شہادت میں
نہیں ہے جنکا زمانے کو شائبہ اب بھی

جما لیئے ہیں روایات نے قدم اپنے
حقیقتوں پہ ہے پردہ پڑا ہوا اب بھی

شعورِ عام تو خیر اس کو کیا سمجھ پائے
شعورِ خاص سے اونچا ہے کربلا اب بھی

ہوئے ہیں یوں تو کئی حادثات دنیا میں
مگر یہ منزلِ غم سب سے ہے جدا اب بھی

بلائیں آتی ہیں ایماں کی آزمائش کو
مصیبتوں سے ہے پُر حق کا راستہ اب بھی

حیات دینِ مبیں کی جہاں ہو خطرے میں
وہاں ہیں مصلحت اندیشیاں خطا اب بھی

ستمگروں نے کیا قتل بھی تو کِن کا کیا ۔۔۔ ہیں جنکے قدموں پہ دونوں جہاں فدا اب بھی

جوابِ تیر تو اک بے زبان کیا دیتا ۔۔۔ کوئی زبانِ تبسّم نہ پڑھ سکا اب بھی

شرافتیں ہوئی سب قتل، روزِ عاشورہ ۔۔۔ وفا کو روتی ہے دنیائے بے وفا اب بھی

سلوک آلِ نبی سے زمانے والوں کا ۔۔۔ دکھا رہا ہے زمانے کو آئینہ اب بھی

(قطعہ بند)

نہیں ہیں خنجر و شمشیر، حل مسائل کا ۔۔۔ یہی سوال تو ہے زیرِ تصفیہ اب بھی

رہے نہ ظالم و مظلوم دونوں دنیا میں ۔۔۔ مگر جہاں کا وہیں ہے یہ مسئلہ اب بھی

یزیدیت بھی ہے زندہ حسینیت کی طرح ۔۔۔ رُکا کہاں حق و باطل کا معرکہ اب بھی

لہو ہے جذبِ انا مِن حُسین کا اس میں ۔۔۔ پڑا ہے سرد کہاں دشتِ نینوا اب بھی

غمِ حسین فقط آنسوؤں کی بات نہیں ۔۔۔ ہے اس سے دل کی ضیا رُوح کی جِلا اب بھی

ہے کربلا میں حرارت وہ دین و ایماں کی ۔۔۔ یہاں سے ملتا ہے جینے کا حوصلہ اب بھی

مٹے گا شوقؔ نہ اسلام اپنے مٹنے سے
اِسی فریب میں ہے ذہنِ اشقیا اب بھی

☆☆☆

نبیؑ غوث الوریٰ کے حق تعالیٰ غوثِ اعظم کا

نہ ہو کیوں ہر ولی دامن گرفتہ غوثِ اعظمؓ کا
شرف ہے مصطفائی نور والا غوثِ اعظمؓ کا

مقامِ غوثیت اعلیٰ ہے کتنا غوثِ اعظمؓ کا
نبیؑ غوث الوریٰ کے حق تعالیٰ غوثِ اعظمؓ کا

یہیں ملتے ہیں آکر حق رسی کے جتنے رستے ہیں
سلوک و جذب دونوں پر ہے قبضہ غوثِ اعظمؓ کا

ولایت کے مدارج ہوں کہ عرفاں کی منازل ہوں
جسے ہے ربط جیسا فیض ویسا غوثِ اعظمؓ کا

کھنچی ہر مرتبہ تصویر اپنی کم نگاہی کی
سراپا کھینچنا جب میں نے چاہا غوثِ اعظمؓ کا

فَحُکمِی نَافِذٌ فِی کُلِّ حَالٍ سے نمایاں ہے
فضائے کُن میں لہراتا ہے جھنڈا غوثِ اعظمؓ کا

کسی اقرار یا انکار سے کیا ہونے والا ہے
نہ ہوگا مرتبہ کم یا زیادہ غوثِ اعظمؓ کا

غبارِ وقت میں دھندلا گیا تھا دین کا چہرہ
حیاتِ اسلام کی احسان ہے کتنا غوثِ اعظمؓ کا

نبی سے راست کسبِ نور ہر اک کر نہیں سکتا
سجا ہے اسلئے آئینہ خانہ غوثِ اعظمؓ کا

گذرتے جا رہے ہیں شوق ہم کتنے مراحل سے
زباں ہے دھڑکنوں کی وِرد ہے یا غوثِ اعظمؓ کا

☆☆☆

چراغِ نور ہے ایک ایک خطبہ غوثِ اعظمؒ کا

احاطہ کر سکے گا کوئی بھی کیا غوثِ اعظمؒ کا
نبوّت کا ہے آئینہ سراپا غوثِ اعظمؒ کا

زمانہ کیا سمجھ پائے گا رتبہ غوثِ اعظمؒ کا
نہیں ولیوں کو بھی عرفان پورا غوثِ اعظمؒ کا

ہجومِ غم میں ہمت کے قدم جب ڈگمگاتے ہیں
خیال آتا ہے دل میں بے ارادہ غوثِ اعظمؒ کا

نہیں کونین میں کس کو ضرورت دستگیری کی
بلادِ اللہ میں چلتا ہے سکّہ غوثِ اعظمؒ کا

درِ غوث الوریٰ مرکزِ نظمِ دو عالم ہے
مشیّت سے ہے مربوط ایسا رشتہ غوثِ اعظمؒ کا

نگاہ و فکر کے ظلمت کدوں میں روشنی کرنے
چراغِ نور ہے ایک ایک خطبہ غوثِ اعظمؒ کا

یہی ہے دولتِ دارین لے دے کر غلاموں کی
رہے ہر دم سلامت سر پہ سایہ غوثِ اعظمؒ کا

سفر میں زندگی کے لاکھ اندھیرے ہوں تو کیا غم ہے
چلے ہیں دل میں لے کر ہم اُجالا غوثِ اعظمؒ کا

حدودِ جلوہ گاہِ غوثیت، عالم بہ عالم ہیں
اثر کس جا نہیں ہے کار فرما غوثِ اعظمؒ کا

خدا نے عبدِ قادر کو وہ قدرت شوقؔ بخشی ہے
بگڑنے ہی نہیں پاتا سنوارا غوثِ اعظمؒ کا

☆☆☆

دربارِ شہِؒ جیلاں تقدیر کا دفتر ہے

کس شان سے غوثیّت، خلقت میں اُجاگر ہے
ادراک میں رہ کر بھی ادراک سے باہر ہے

بغداد کی سلطانی، رفعت کا سمندر ہے
تنویرِ امامت ہے تصویرِ پیمبر ہے

ہر جادۂ حق جسکی کرنوں سے منوّر ہے
دنیائے ولایت کا سورج یہی اک در ہے

سیرت شہِؒ جیلاں کی کس درجہ قد آور ہے
جس رخ پہ نظر ڈالو قرآن سراسر ہے

دنیا کی نظر انکے قدموں سے ہٹے گی کیا
کوئی بھی قدم جنکا سنّت سے نہ ہٹ کر ہے

اندازہ بھی کیا ہوگا آقا کی فضیلت کا
اَسرار کا مخزن ہے انوار کا محور ہے

دم سادھے ہوئے در پر آتے ہیں نظر والے
دربارِ شہِؒ جیلاں تقدیر کا دفتر ہے

جلووں کے تسلسل کا کیا جائزہ لے کوئی
عالم پسِ عالم ہے، منظر پسِ منظر ہے

کتنا ہے شعور اپنا کتنی ہے بساط اپنی
جینا بھی کرم پر ہے مرنا بھی کرم پر ہے

لفظوں کی قبا اُن پر ٹھیک اُترے تو کیا اُترے
تعریف تک آقا کی امکان سے باہر ہے

دیدار کی حسرت تو ہے شوق ہر اک دل میں
دیدار اُسے ہوتا ہے جو قلب منوّر ہے

ہر زمانے کے لئے غوث الوریٰ معیار ہیں

نورِ ختم المرسلیں کا بولتا شہکار ہیں
ہر نظر کے واسطے غوث اک نیا معیار ہیں

لاوجودِ عبدِ قادر کے عجب اسرار ہیں
پردے میں سرکار سرکاروں کے سرکار ہیں

سر سے پا تک شاہِ جیلاں عالمِ انوار ہیں
حق نما حق آشنا حق بین حق آثار ہیں

سنتِ سرور کا ایسا مستقل اظہار ہیں
دیدۂ بیدار ہی کیا ہیں دلِ بیدار ہیں

اب نبوت ہے نہ دنیا میں امامت کا ظہور
ہر زمانے کیلئے غوث الوریٰ معیار ہیں

آپکی چشمِ کرم ہر حال میں درکار ہے
ضعفِ ایمانی سے ہم گرتی ہوئی دیوار ہیں

ذہن و دل کی کھیتیاں کب سے ہیں منہ کھولے ہوئے
دستگیرِ بیکساں آپ ابرِ رحمت بار ہیں

نامۂ اعمال میں کیا ہے اندھیروں کے سوا
خوش اسی میں ہیں کہ آقا نور کا مینار ہیں

شوق نسبت ہی کوئی کیا ہم میں اور سرکار میں
ہم خس و خاشاک وہ توحید کا گلزار ہیں

خدا ہیں نہ غیرِ خدا غوث اعظمؓ

دل و جاں فدا تم پہ یا غوث اعظمؓ
مگر یہ دل و جاں بھی کیا غوث اعظمؓ

خدائی کا ہیں آئینہ غوث اعظمؓ
خدا ہیں نہ غیرِ خدا غوث اعظمؓ

عجب آپ کی ہے عطا غوث اعظمؓ
بنا دیتے ہیں کیا سے کیا غوث اعظمؓ

نبوّت نے پہنا لباسِ ولایت
تو نام اس کا رکھا گیا غوث اعظمؓ

تعیّن ہو کیا رتبۂ غوثیت کا
تعیُّن سے ہیں ماورا غوث اعظمؓ

رسالت کے ہیں کتنے رخ جلوہ فرما
زِ دروازۂ علم تا غوث اعظمؓ

تمھیں ہر زمانہ صدا دے رہا ہے
ہو کتنوں کا تم آسرا غوث اعظمؓ

اندھیروں کی دنیا ہے دنیا ہماری
اجالوں کا تم سلسلہ غوث اعظمؓ

اُنہی کو ہے کچھ ہوش حق آگہی کا
جو ہیں آپ سے آشنا غوث اعظمؓ

دکھاتے ہیں وہ شانِ مُشکل کُشائی
جھلکتے ہیں مشکل کُشا غوث اعظمؓ

تمھاری نظر جس کو جو چاہے کردے
تمھارا ہے وہ مرتبہ غوث اعظمؓ

جنھیں آپ کی دستگیری ہے حاصل
وہی آپ تک ہیں رسا غوث اعظمؓ

ولایت تو ملتی ہے شوقؔ اُنکے در سے
ہیں ایسے شہِ اولیا غوث اعظمؓ

☆☆☆

رسائی درحقیقت اعترافِ نارسائی ہے

تعیّن کی حدوں میں کب جمالِ مصطفائی ہے
وہی جلوہ یہاں بھی ہے مگر غوثُ الورائی ہے

تمھارے نقش پا تک جن نگاہوں کی رسائی ہے
اُنہی نظروں کا حصّہ جلوہ مشکل کُشائی ہے

کرامت آپ نے سب سے بڑی اپنی دکھائی ہے
سراپا سنّتِ خیرُ البشر کی رونمائی ہے

سلیقہ عرضِ حاجت کا نہیں مجھ کو تو جانے دو
تمھارا آستاں تو ضامنِ حاجت روائی ہے

نظر کیا کام دیگی جلوہ گاہِ غوثِ اعظمؓ میں
رسائی درحقیقت اعترافِ نارسائی ہے

ثبوت اسکا عیاں ہے لاوجُودِ عبدِ قادر سے
بظاہر غوثیت ہے اور بہ باطن مصطفائی ہے

فغانِ بے صدا ہے زندگی ہم خستہ حالوں کی
کرم کا وقت ہے روشن ضمیری کی دُہائی ہے

صدائے لاتخف میں خود ہے پہلو دستگیری کا
یہی آواز ہر مشکل میں میرے کام آئی ہے

مصیبت یہ نہیں، ہم دور ہیں سرکار کے در سے
مصیبت یہ ہے دنیا کی ہوا سر میں سمائی ہے

مقامِ غوثیتؓ ادراک میں اب تک نہیں آیا
نبوّت تو نبوّت ہے خدائی تو خدائی ہے

جہاں کا ساز و ساماں شوق سرمایہ نہیں میرا
جو اُنکے در کا صدقہ ہے وہی میری کمائی ہے

دوسرا نام مشیّت کا ہے منشا تیرا

ہم سے کیا وصف ہو غوثُ الثّقلینا تیرا
اہلِ دل کو بھی تعارّف نہیں پورا تیرا

کسطرح ڈوبے گا سورج کبھی شاہا تیرا
جلوہ 'مِن نُورِ تجلّیٰ' سے ہے پیدا تیرا

کیا رُکے حادثۂ وقت سے دریا تیرا
حکم طوفاں پہ چلاتا ہے سفینہ تیرا

رابطہ حق سے ہے کس درجہ توانا تیرا
دوسرا نام مشیّت کا ہے منشا تیرا

فیضِ وابستگی کتنا ہے نرالا تیرا
گرنے پاتا ہی نہیں دست گرفتہ تیرا

تنِ بے سایہ کا دشوار ہے سایہ ملنا
ہم غریبوں پہ کم از کم رہے سایہ تیرا

تیرے کوچے میں وہ انوارِ خدا بینی ہیں
قبلہ گاہِ دلِ بیدار ہے کوچہ تیرا

مجھ سے ہونے کے نہیں یہ من و تو کے جھگڑے
میں ہی تیرا ہوں تو جو کچھ بھی ہے میرا تیرا

قدسیاں بر درِ اُو ناصیہ فرسائی کنند
حق چناں کرد علو مرتبت آں ذاتے را

شوقِ ناکارہ بہ اُمّیدِ قبولِ سلطاں
عرض کرداست بہ درگاہ مُناجاتے را

ہوش نظروں کے اُڑا دیتا ہے جلوہ تیرا

ہوش نظروں کے اُڑا دیتا ہے جلوہ تیرا
رہ سکے اپنے میں کیا دیکھنے والا تیرا

غوثیت کہتے ہیں جسکو وہ ہے عُہدہ تیرا
لا وجود اصل ہے نورِ آلِ حُسیناً تیرا

قد ہے کم علم کا، معیار ہے اعلیٰ تیرا
دید سے بڑھ کے ہے دشوار سمجھنا تیرا

سبز گنبد کا اجالا ہے اجالا تیرا
دین و ایماں کی فضائیں ہیں مُنوّر تجھ سے

آج ہر چیز سُناتی ہے ترانہ تیرا
تو نے حق کیلئے ہر چیز سے مُنھ موڑا تھا

دیکھتی کب سے ہے بیچارگی رستہ تیرا
کیا خبر کب تیرے قدموں سے ہوں روشن آنکھیں

گنجِ اسرار نہیں کون سا خطبہ تیرا
روشنی پاتی ہے ہر دَور میں دنیا تجھ سے

کتنے سینوں میں نہ جانے ہے اجالا تیرا
کتنی آنکھوں میں نہ جانے تیری بینائی ہے

کس زمانے کو کہا جائے زمانہ تیرا
نبضِ کَونین پہ ہے ہاتھ ترا صدیوں سے

زندگی شوق کی ہے نام کرم کا تیرے
دو جہاں میں نہیں کس کس کو سہارا تیرا

☆☆☆

تونے یارب کس تجلّی کو بنایا غوثِ پاک

ہے فَحُکْمِیْ نَافِذٌ واضح اشارہ غوثِ پاک
عبدیت میں تم ہو سرِّ حق تعالیٰ غوثِ پاک

دے رہے ہیں دل صدائیں یہ صدا یا غوثِ پاک
رحم فرمانا غلاموں پر خدارا غوثِ پاک

آگہی بھی آ کے بنتی ہے جہاں درماندگی
علم و عرفاں کا ہو تم وہ سلسلہ یا غوثِ پاک

جس کی گردن پر قدم رکھ دیں وہ بن جائے ولی
نورِ ختمُ الْمُرسلیں کا ہیں سراپا غوثِ پاک

تنگ ہو جاتی ہیں جب راہیں شعور و فکر کی
ڈھونڈتے ہیں تب ترے دامن کا سایا غوثِ پاک

اپنی ہر اُفتاد کو سمجھوں نہ کیوں شانِ عطا
حادثوں نے آسرا اِس در کا بخشا غوثِ پاک

پھُوٹتی محسوس ہوتی ہے یہیں سے ہر کرن
تونے یارب کس تجلّی کو بنایا غوثِ پاک

شوق کی کیا اہمیت ہے آستاں پر آ چکے
اولیاء اللہ تک ہیں سر نہادہ غوثِ پاک

☆☆☆

آپ کے دم سے ہوا اسلام زندہ غوثِ پاک

آپ ہیں دینِ مبیں کے وہ مسیحا غوثِ پاک　　آپکے دم سے ہوا اسلام زندہ غوثِ پاک

کیا احاطہ ہو تمھاری عظمتوں کا غوثِ پاک　　تم سے سیکھا سب نے جینے کا سلیقہ غوثِ پاک

قلب جب سے ہے گذرگاہ خیالِ غوثیت　　بوئے وحدت سے مہکتا ہے یہ رستہ غوثِ پاک

ہے تمھاری دستگیری ہر زمانے کا بھرم　　کون جانے تم ہو کتنوں کا سہارا غوثِ پاک

چور بھی قدموں میں پہنچے تو خدارس ہو گئے　　کیا کرم ہے کیا تصرّف ہے تمھارا غوثِ پاک

گامزن راہِ طریقت میں ہیں جتنے قافلے　　سب کا مرکز ہے تمھارا آستانہ غوثِ پاک

ہونگے آقا تک رسا تو کیا سے کیا بن جائینگے　　ہم اندھیرے ہیں اجالا ہی اجالا غوثِ پاک

پارہی ہے فیض کتنی صدیوں سے خلقِ خدا

شوق ہیں نورِ نبوّت کا وہ دریا غوثِ پاک

☆☆☆

اِدراک تمھارا ہے صدیوں کا سفرِ آقا

تم سے متعارّف ہو کیا فکرِ بشر آقا ادراک تمھارا ہے صدیوں کا سفر آقا

پہنچے نہ حقیقت کو خود اہلِ نظر آقا اب آپ ہی فرمانا ہیں آپ کدھر آقا

آیا نہ سوا اِس کے کچھ ہم کو ہنر آقا دیتے ہیں صدا تم کو با دیدۂ تر آقا

ہے قدر رتا اِس در کا وہ فیض واثر آقا بے بال و پر انساں کو لگ جاتے ہیں پر آقا

سب ایک نظر کے ہیں محتاج دو عالم میں کیا عقل و جنوں آقا کیا علم و خبر آقا

چھوڑے وہ نشاں تم نے توحید کے جادوں میں خوشبو سے مہکتی ہے ہر راہگذر آقا

کونین کی وسعت کا ہوتا ہے کچھ اندازہ پڑتی ہے جب اس در پر رہ رہ کے نظر آقا

جز ربطِ غلامی کے کیا رابطہ شوقؔ ان سے

ہم خاک بہ سر بندے وہ تاج بہ سر آقا

گھر شاہِ ولایت کا ہے آپ کا گھر آقا

من نور تجلّی کی ہیں شانِ دگر آقا
آقا کو جو دیکھو تو آتے ہیں نظر آقا

کھو دینگے وجود اپنا ڈالیں جو نظر آقا
ہم شب کا اندھیرا ہیں اور نورِ سحر آقا

جمنے ہی نہیں پاتی قدموں پہ نظر آقا
دیکھی نہ سُنی اب تک یہ شانِ بشر آقا

مرکز سے ولایت کے ہے کس کو مفر آقا
بندے کی ہیں صورت میں قدرت کا اثر آقا

ایمان کو جس در سے ملتی ہے توانائی
اس در کو خدا رکھے یہ در ہے وہ در آقا

جدِ آپکے مولیٰ ہیں اور فاطمہ جدّہ ہیں
گھر شاہِ ولایت کا ہے آپ کا گھر آقا

رکتی ہیں جہاں سانسیں دنیا کے اندھیروں کی
ہیں آپ اجالوں کی وہ راہگذر آقا

لاکھ انکی نوازش ہو شوق اپنا یہ ایماں ہے
خادم ہے مگر خادمؔ آقا ہیں مگر آقا

علم وادراک کے چہرے پہ پسینہ آیا

جس کو اک بار نظر غوثؓ کا جلوہ آیا　　زندگی بھر اسے پھر ہوش نہ اپنا آیا

ذکرِ آقا پہ خیال آلِ عبا کا آیا　　ایک چہرے میں نظر کتنوں کا چہرہ آیا

ہر ولی غوثؓ کے بارے میں یہ کہتا آیا　　پیکرِ آثَرَکَ اللّٰہُ عَلَینا آیا

شہِؒ جیلاں کے مراتب پہ نظر ڈالی تھی　　علم وادراک کے چہرے پہ پسینہ آیا

سب کہاں آپ کے منظورِ نظر ہوتے ہیں　　یہ شرف جس کے مقدر میں بھی آیا آیا

اہلِ دل سے نہ چھُٹے گا کبھی دامن انکا　　یہی ہر دَور میں ہوگا، یہی ہوتا آیا

عقل پر اپنی بڑا ناز تھا ہم کو لیکن　　اُنکو سُوچا ہے تو آنکھوں میں اندھیرا آیا

ہوش جب اُنکا نہ تھا سمجھے تھے کیا کیا خود کو　　خود نہ سمجھے گئے جب اُنکو سمجھنا آیا

جسکی حد پا نہ سکے شوقِ نظر والے تک

شکلِ انساں میں وہ اک عالمِ معنیٰ آیا

کس زباں سے کہیں ہم اُن کو سمجھنا آیا

شانِ قادر جو دکھاتا ہوا بندہ آیا دین زندہ ہوا، روحوں میں اجالا آیا

جس لبادے میں بھی نورِ شہِ بطحیٰ آیا اپنا اعجاز بہ ہر رنگ دکھاتا آیا

در پہ آنے کیلئے ہر کوئی شیدا آیا کیا خبر کس کو شعور آپ کا کتنا آیا

دستگیری سے زمانے کا بھرم رکھا ہے ہاتھ پھیلائے ہوئے جب بھی زمانہ آیا

اسطرح ساتھ رہا نورِ ولایت اُنکے جسطرح سانس کے چلنے میں نہ وقفہ آیا

وہ نبوّت ہو امامت ہو کہ غوثیت ہو حق کا جلوہ ہر اک انداز میں یکتا آیا

آج تک شانِ کرم بھی نہ سمجھ میں آئی کس زباں سے کہیں ہم اُنکو سمجھنا آیا

اُنکے قابل تو نہیں پاس ہمارے کچھ شوق

کام آیا تو غلامی کا ہی رشتہ آیا

☆☆☆

اتنے مزاجِ دارِ مشیّت تُمہی تو ہو

نورِ نبیؐ بہ شانِ ولایت تُمہی تو ہو
انسان کے لباس میں قدرت تُمہی تو ہو

آلِ عبا کا خون تمھاری رگوں میں ہے
معیارِ ہر شرافت و عظمت تُمہی تو ہو

ہر آن بابِ علم سے وہ ربط ہے تمھیں
دل کو گماں ہے شاہِ ولایت تُمہی تو ہو

سمجھے گا کیا زمانہ تمھارے مقام کو
خود اولیا کو جن پہ ہے حیرت تُمہی تو ہو

اِجمال کا پتہ ہے نہ تفصیل کی خبر
ہر رُخ سے اک جہانِ بصیرت تُمہی تو ہو

چلتی ہے کائنات تمھارے مزاج پر
اِتنے مزاج دارِ مشیّت تُمہی تو ہو

ہے منقبت کے واسطے لفظوں کی جستجو
لفظوں میں جو نہیں وہ حقیقت تُمہی تو ہو

اُفتادگی میں کوئی نہیں شوق کا تو کیا
یا غوثؓ لاتخف کی بشارت تُمہی تو ہو

سینوں میں روشنی کی ضمانت تمہی تو ہو

خورشیدِ خاندانِ نبوّت تمہی تو ہو — کونین پر ہے جسکی حکومت تمہی تو ہو

اہلِ طلب کو در سے تمھارے مفر کہاں — ہر جادۂ طلب کی ضرورت تمہی تو ہو

دینِ نبی کو تم سے نئی زندگی ملی — پیغمبرانہ صورت و سیرت تمہی تو ہو

کیا عرضِ غم کریں تمھیں معلوم کیا نہیں — ہم بیکسوں کی جو بھی ہے دولت تمہی تو ہو

غوثُ الورائی جنکی ہے ہر دور کیلئے — وہ پرتوِ جمالِ نبوّت تمہی تو ہو

روشن ہے سب حضور پہ میں کیا ہوں کیا نہیں — میری حیات ہمّت و طاقت تمہی تو ہو

آنکھیں دکھائیں لاکھ زمانے کی ظلمتیں — سینوں میں روشنی کی ضمانت تمہی تو ہو

کیا ذکرِ شوق جس پہ فدا دو جہان ہیں

وہ تاجدارِ ملکِ ولایت تمہی تو ہو

شمیمِ جاں فزائے گلشنِ آلِ عبا تم ہو

بنامِ عبدِ قادر، بندۂ قدرت نما تم ہو
ولایت کے لبادے میں رسالت کی ادا تم ہو

دعا تم، درد تم، دردآشنا تم ہو دوا تم ہو
کئی جلوے ہیں کس جلوے کو آخر بولنا تم ہو

تمہارے زیبِ تن ہے خلعتِ محبوبیت ایسا
'بلادِ اللہِ ملکی تَحتَ حُکمی' کی صدا تم ہو

تم آئینہ ہو یا آئینہ خانہ شانِ وحدت کا
تمھیں حسنِ رخ سے دیکھو مظہرِ صلِّ علیٰ تم ہو

تمہارے ذکر سے خوشبوئے اِلا اللہ مہکتی ہے
شمیمِ جاں فزائے گلشنِ آلِ عبا تم ہو

تمہاری ذات پر روشن ضمیری ناز کرتی ہے
کہ ہر عزّ و شرف کا تہہ بہ تہہ خلوت کدہ تم ہو

تمہارے روپ ہیں یا رحمۃ للعٰلمیں کتنے
کہیں مشکل کشا تم ہو کہیں غوث الوریٰ تم ہو

ادب سے شوق سارے اولیا کے سر جہاں خم ہیں
تعجب ہے کہ اس سرکار کے مدحت سرا تم ہو

تمھیں سمجھا گیا جتنا بھی اُس سے ماورا تم ہو

مکاں میں لامکانی شان سے جلوہ نما تم ہو
پتہ جس کا کہیں ملتا نہیں اُسکا پتہ تم ہو

لباسِ غوثیت میں سلسلہ در سلسلہ تم ہو
نبوّت کی اَنا مولیٰ ہیں مولیٰ کی اَنا تم ہو

نگاہ و فکر تک محدود کیا جلوے تمہارے ہوں
تمھیں سمجھا گیا جتنا بھی اُس سے ماورا تم ہو

ٹھہر جاتے ہیں تھک کر کاروانِ دانش و دل تک
کسی سے جو نہ طے ہو وہ مُسلسل فاصلہ تم ہو

اِسی نکتے پہ سب لفظ و بیاں دم توڑ دیتے ہیں
حقیقت ہی نہیں کھلتی کہ تم کے معنے کیا تم ہو

مشیت نے کیا ہے منتخب اپنے لئے جس کو
قضا و قدر کا وہ کائناتی رابطہ تم ہو

اشارہ مل رہا ہے لاوجودِ عبدِ قادر سے
برائے حق رسی ہر واسطے کا واسطہ تم ہو

سب اچھوں کے ہوں حامی تو بُروں کا کون پرساں ہے
فقط اک شوقؔ کیا سرکار سب کا آسرا تم ہو

***

غوثؒ اعظم کا فیضان ہر دَور میں ہے بقدرِ مراتب سبھی کے لئے

دل کی دنیا ضیا بار جب تک نہ ہو ہر نفَس موت ہے آدمی کے لئے
زندگی میں اگر روشنی چاہیئے اُن کا غم مانگ لے روشنی کے لئے

نسبتِ آستاں، بخششِ عام ہے نسبتِ غم نہیں ہر کسی کے لئے
آنکھ ہو تو متاعِ دوعالم ہے یہ ایک باہوش دیوانگی کے لئے

کیوں لٹائیں نہ اربابِ فکر و نظر، سجدۂ بے جبیں بندگی کے لئے
غوثؒ اعظم کا فیضان ہر دَور میں ہے بقدرِ مُراتب سبھی کے لئے

صبح ہو جاتی ہے ہر شبِ زندگی، پھر بھی بُجھتی نہیں روح کی تشنگی
کتنی تہہ دار ہے شان سرکار کی، عُمر کافی نہیں آگہی کے لئے

نبضِ آفاق ہے جُنبشِ ہر نظر، ہر ادا ہے نفاذِ قضا و قدر
اُن کے قدموں سے ممکن ہے کس کو مفر، اعتبارات منزل رسی کے لئے

قادریت کی عظمت کا ہر سلسلہ اہلِ بیت نبی تک ہے پہنچا ہوا
یا شہِ اولیا اپنی گردن پہ سب اولیا نے قدم آپ ہی کے لیئے

اے مُجسّم تجلّی نورِ قدم' لڑکھڑانے لگے حوصلوں کے قدم
زندگی کا بھرم ہے تمھارا کرم' مانگتے ہیں کرم زندگی کے لیئے

ہر کمی شوق ہوتی چلی مُستقل' اپنے ہونے پہ ہے زندگی مُنفعل
رہ گیا خون صد آرزو ہو کے دل' چشمِ بے مائگی کی نمی کے لیئے

☆☆☆

مقامِ شاہِؒ جیلاں پھر مقامِ شاہِؒ جیلاں ہے

عجب عظمت کی حامل ہستیٔ محبوبِ سُبحاں ہے
جو صورت میں بھی قرآں ہے جو سیرت میں بھی قرآں ہے

شریعت جِس سے زندہ ہے طریقت جِس پہ نازاں ہے
خدائی میں وہ بندہ دست گیرِ درد منداں ہے

درِ غوثُ الوریٰ وہ جلوہ گاہِ علم و عرفاں ہے
خرد کا ذکر ہی کیا آگہی سَر در گریباں ہے

فَحُکمِیْ نافِذٌ فِیْ کُلِّ حَالٍ سے نمایاں ہے
مشیّت کار کتنی بارگاہِ شاہِؒ جیلاں ہے

جہاں میں کیسے کیسے تاجدارانِ ولایت ہیں
مقامِ شاہِؒ جیلاں پھر مقامِ شاہِؒ جیلاں ہے

اُنہی کی دست گیری سے بھرم ہے ہر جگہ میرا
وگرنہ میں وہ ہوں، ہونا نہ ہونا جس کا یکساں ہے

بہ فیضِ غوثِؒ اعظم مُطمئن ہے شوقؔ دل اپنا
یہی ایسی عطا ہے جو متاعِ دین و ایماں ہے

خزاں کو جو بہاروں سے بدل دے وہ گلستاں ہے

وہ شاہِ اولیا زندہ ضمیری جس پہ قرباں ہے
کروڑوں دل کی دھڑکن ہے ہزاروں کی رگ جاں ہے

مقامِ غوثِ اعظمؒ ماورائے فکرِ انساں ہے
بنامِ غوثیت نورِ نبوّت جلوہ ساماں ہے

زمانے والے کیا جانیں شہِ جیلاں کے روضے کو
خزاں کو جو بہاروں سے بدل دے وہ گلستاں ہے

نظر کی وسعتیں تنگ اہلِ دل پر ہوتی ہیں
کچھ اتنی تہہ بہ تہہ ذاتِ شہِ اقلیمِ عرفاں ہے

میں اپنی حیثیت کو دیکھتا ہوں دیکھ کر انکو
کہ اک ناچیز ذرّہ مہر کے پرتو سے تاباں ہے

مقدّر ساز نظروں کی کرن درکار ہے آقا
میری فردِ عمل کیا ہے فقط شامِ غریباں ہے

کرم اُن کا نہ ہو تو شوق جینے کا تصوّر کیا
جہاں ہم ہیں وہاں ہر گام پر اک تازہ طوفاں ہے

☆☆☆

تمہی ہو خواجہ کُل خواجگاں اجمیر کے خواجہؒ

کہوں کیا تم پہ سب کچھ ہے عیاں اجمیر کے خواجہؒ
زبانِ حال ہیں اشکِ رواں اجمیر کے خواجہؒ

کرم ہو لئے چراغِ چشتیاں اجمیر کے خواجہؒ
مَیں ذرّہ، تم جہاں اندر جہاں اجمیر کے خواجہؒ

ہمارا سَر تو اِن قدموں کے قابل ہو نہیں سکتا
دکھا دو کم سے کم اِنکے نشاں اجمیر کے خواجہؒ

نبی کی شان ہے مشکل کشائی آن ہے تم میں
تمہی ہو خواجہ کُل خواجگاں اجمیر کے خواجہؒ

طفیلِ خواجہ عثماںؒ مانگتا ہے سوئے ماگا ہے
عطائے سرورِ کون و مکاں اجمیر کے خواجہؒ

بنا دو اپنے قدموں کے اجالوں کو نظر میری
کہاں تک یہ حجابِ درمیاں اجمیر کے خواجہؒ

میرا دل بھی کبھی موجِ شمیمِ لطف سے مہکے
بہارِ گلشنِ رُوحانیاں اجمیر کے خواجہؒ

ہماری حیثیت کیا شوق ہم کیا درپہ خواجہ کے
وہاں خلقت کے سر خم ہیں جہاں اجمیر کے خواجہؒ

گدائے در ہوں جاؤنگا کہاں اجمیر کے خواجہؒ

تمھاری عظمتیں کیا ہوں بیاں اجمیر کے خواجہؒ
نظر ہے قسمتِ ہندوستاں اجمیر کے خواجہؒ

کرم کی آس جب تک سانس ہے تب تک نہ جائیگی
گدائے در ہوں جاؤنگا کہاں اجمیر کے خواجہؒ

تمھارا سایۂ دامن سلامت ہے تو کیا غم ہے
زمانہ لاکھ ہو دامن کشاں اجمیر کے خواجہؒ

ادائے شُکر کے آنسو ہیں یہ رُونا نہیں غم کا
غریبوں پر ہیں کتنے مہرباں اجمیر کے خواجہؒ

درِ اقدس پہ آنے تک مجھے ہوش اپنا رہتا ہے
نہ جانے پھر میں رہتا ہوں کہاں اجمیر کے خواجہؒ

ہجومِ بیکسی میں ساتھ دیں تاب و تواں کب تک
کرم اے چارہ سازِ بیکساں اجمیر کے خواجہؒ

جبینِ پاک پر 'ھٰذَا حَبِیْبُ اللہُ' روشن ہے
بڑی رحمت کا ہے یہ آستاں اجمیر کے خواجہؒ

حکومت شوق اِسکا نام ہے خلقت فدائی ہے
ہیں صدیوں سے دلوں پر حُکمراں اجمیر کے خواجہؒ

عالم کے بھی خواجہ ہو تم اے ہند کے خواجہؒ

قدرت کا نظارہ ہو تم اے ہند کے خواجہؒ — روحوں کا اجالا ہو تم اے ہند کے خواجہؒ

صدیوں سے دل و جاں پہ حکومت ہے تمھاری — صدیوں کا سہارا ہو تم اے ہند کے خواجہؒ

بندے ہو مگر دیتے ہو بندوں کو خدائی — کھلتے ہی نہیں کیا ہو تم اے ہند کے خواجہؒ

امیدِ کرم کیوں نہ رکھے تم سے زمانہ — اک فیض کا دریا ہو تم اے ہند کے خواجہؒ

ہوتی ہے جلا آئینہ قلب کی جس سے — وہ نورِ سراپا ہو تم اے ہند کے خواجہؒ

ہر دل کے تڑپنے کا اک انداز نیا ہے — کتنوں کی تمنا ہو تم اے ہند کے خواجہؒ

محتاجِ کرم چاہتے کیا کچھ نہیں لیکن — ہوگا وہی جو چاہو تم اے ہند کے خواجہؒ

تم کو نہ پکارے تو پکارے کسے دنیا — عالم کے بھی خواجہؒ ہو تم اے ہند کے خواجہؒ

ہے شوق بھی اس در کے غلاموں میں ازل سے
آقاؤں کے آقا ہو تم اے ہند کے خواجہؒ

نظر میں رہتے ہیں شام و سحر غریب نوازؒ

پکارے دل سے نہ کیوں ہر بشر غریب نوازؒ
اُدھر ہے ساری خدائی جدھر غریب نوازؒ

خدا کا فضل ہے کس درجہ خستہ حالوں پر
جہاں غریب وہاں جلوہ گر غریب نوازؒ

میری نظر میں غریبی خدا کی رحمت ہے
نظر میں رہتے ہیں شام و سحر غریب نوازؒ

کروں نہ کس لئے نازِ نیاز مندانہ
کہ میں غریب میرے تاجور غریب نوازؒ

تمھاری شانِ کریمی کا پوچھنا کیا ہے
رسولِ پاک کے نورِ نظر غریب نوازؒ

سوا تمھارے ہے کون آسرا غریبوں کا
تمھارے در پہ ہیں صدیوں کے سر غریب نوازؒ

اُمید اُمید میں گذری ہے زندگی ساری
نہ جانے کب ہو کرم کی نظر غریب نوازؒ

زمانہ کیوں نہ ہو قربان آستانے پر
جمالِ حق ہیں بہ شانِ بشر غریب نوازؒ

مآلِ حسرتِ دیدار کاش یہ دیکھوں
نظر اُٹھے تو ہوں پیشِ نظر غریب نوازؒ

عطا بہ قدرِ طلب ہو تو وہ عطا کیا ہے
تم اپنی شان پہ رکھو نظر غریب نوازؒ

غریبِ شوق بھی محتاجِ فیض ہے خواجہؒ
اِدھر بھی ہو نظرِ فیض اثر غریب نوازؒ

☆☆☆

تری نظر نے بنائے ہیں کتنے ہی خواجہؒ

دلوں کا کعبہ نہ ہو کیوں تری گلی خواجہؒ　　تری گلی میں ہے طیبہ کی روشنی خواجہؒ
غمِ جہاں نہ غمِ دامنِ تہی خواجہؒ　　تمہارے ہوتے ہوئے ہم کو کیا کمی خواجہؒ
خدائی تم پہ ہے قربان آج بھی خواجہؒ　　ملی ہے تم کو عجب شانِ خواجگی خواجہؒ
کرم کا تم سے نہیں کون ملتجی خواجہؒ　　تمہارے سامنے ہے سب کی زندگی خواجہؒ
اندھیرے گردشِ دوراں کے جب بھی بڑھتے ہیں　　تمہاری یاد دکھاتی ہے روشنی خواجہؒ
نہ جانے شان تیری خواجہ جہاں کیا ہے　　تری نظر نے بنائے ہیں کتنے ہی خواجہؒ
اس آستاں سے زمانوں نے جھولیاں بھر لیں　　تیری عطا میں نہ آئی کوئی کمی خواجہؒ
قدم دریغ نہ رکھو دلوں کی محفل سے　　کہ یہ چراغ ہیں صدیوں کی روشنی خواجہؒ
دیارِ ہند میں کتنے ہی اولیا ہیں مگر　　تمہاری بات کسی میں نہ آسکی خواجہؒ
تری غریب نوازی سمجھ میں کیا آئے　　ترا کرم ہے کروڑوں کی زندگی خواجہؒ
شعاعِ نورِ ازل ہے تری نظر کیا ہے　　کہ جس پہ پڑ گئی سب کچھ بنا گئی خواجہؒ
نگاہِ شوق کو برسوں ہوئے قدم دیکھے　　حیات بن گئی دیدار تشنگی خواجہؒ

☆☆☆

تو ولیوں کا ولی سلطانوں کا سلطان ہے خواجہؒ

(مخمّس)

نظر تیری مشیّت کی کھلی پہچان ہے خواجہؒ　　نبی کا نور تو شیرِ خدا کی جان ہے خواجہؒ
کروڑوں بندگانِ حق کا تو ارمان ہے خواجہؒ　　ہمارا جو بھی ہے سب کچھ ترا فیضان ہے خواجہؒ
تیرے قدموں پہ دل کیا زندگی قربان ہے خواجہؒ

جہانبانی ہے اک شعبہ ترے در کی گدائی کا　　مقدّر کی رسائی نام ہے تجھ تک رسائی کا
ظہور ایسا مسلسل ہے جمالِ مصطفائی کا　　نظر آتا ہے اس دربار میں جلوہ خدائی کا
تری ہر شان سرتاپا خدا کی شان ہے خواجہؒ

پناہِ بیکساں ہے تیرا سنگِ آستاں کب سے　　جبینِ بندگی سجدے لٹاتی ہے یہاں کب سے
بچھاتے ہیں تری راہوں میں آنکھیں قدسیاں کب سے　　ترا روضہ ہے خواجہؒ، کعبۂ صاحبدلاں کب سے
تو ولیوں کا ولی سلطانوں کا سلطان ہے خواجہؒ

لگائے وقت نے جو زخم دل پہ ہنس کے کھائے ہیں
کہاں فریاد جائیں زندگانی کے ستائے ہیں

کرم کی آس کے مارے تمہارے در پہ آئے ہیں
حوادث رفتہ رفتہ ہم کو اس منزل پہ لائے ہیں

سنبھال اپنی ہمیں مشکل، تمھیں آسان ہے خواجہؒ

نگاہِ لطف سے ہر دور میں ہیں بہرہ ور کتنے
دکھائی دیتے ہیں ہر دم درِ اقدس پہ سر کتنے

صدائیں دیتے ہیں رہ رہ کے محتاجِ نظر کتنے
فدا ہونے کو آتے ہیں یہاں شام و سحر کتنے

ترا جلوہ حیاتِ شوق کا عنوان ہے خواجہؒ

☆☆☆

شوقؔ عبادت کی ہے یہ ایک عبادت خواجہؒ

دور ہوتا ہے ہر احساسِ مصیبت خواجہؒ
ایک بھرپور سکوں ہے تری قربت خواجہؒ

کتنی قسمت کی دھنی ہے میری غربت خواجہؒ
میرا جینا، میری دولت، میری ہمت خواجہؒ

قسمتِ ہند کھلی تیری بدولت خواجہؒ
ہے تری خواجگی ایماں کی حرارت خواجہؒ

غم نہیں ہے، جو نہیں دولت و عزت خواجہؒ
تم سلامت ہو تو سب کچھ ہے سلامت خواجہؒ

رکھ کے چوکھٹ پہ سر اخلاص سے کچھ رو لینا
شوقؔ عبادت کی ہے یہ ایک عبادت خواجہؒ

تیرے منکر بھی کرم سے ترے محروم نہیں
ہے ترے دامنِ رحمت میں وہ وسعت خواجہؒ

تا تو از لطفِ نبی خواجۂ عالم شدہ ای
گِرد آیند ہمہ زیرِ لوایت خواجہؒ

مانگنے والوں کی قسمت ہے جو چاہیں مانگیں
آپ کے پاس نہیں کونسی دولت خواجہؒ

ہر زمانے میں کروڑوں ہیں تصدق تجھ پر
تو سلامت تیرا فیضان سلامت خواجہؒ

شوقؔ پوچھو نہ حقیقت میرے افسانے کی
وہ فسانہ ہوں میں جس کی ہیں حقیقت خواجہؒ

☆☆☆

آپ کا فیض ہے فیضانِ نبوّت خواجہؒ

چند آنسو ہیں پۓ نذرِ عقیدت خواجہؒ
لے کے آئی ہے غریبی یہی دولت خواجہؒ

سبھی دیتے ہیں صدا وقتِ مصیبت خواجہؒ
کیا خبر آپ ہیں کتنوں کی ضرورت خواجہؒ

سر پہ جب تک ہے ترا دامنِ رحمت خواجہؒ
کون سمجھے گا مصیبت کو مصیبت خواجہؒ

تم ہو وہ آئینۂ نورِ نبوّت خواجہؒ
تم پہ قربان ہے اللہ کی خلقت خواجہؒ

خلق یا بد زِ درِ تو ہمہ نعمت خواجہؒ
جان قربان یہ نقشِ کفِ پائے خواجہؒ

زندگی جب غمِ دوراں کی تھکن بنتی ہے
دل کو ملتی ہے ترے ذکر سے قوت خواجہؒ

آپ منظورِ نبیؐ، نورِ نبیؐ، آلِ نبیؐ
آپ کا فیض ہے فیضانِ نبوّت خواجہؒ

کب سے امیدِ کرم دل میں لیۓ پھرتا ہوں
تم کو معلوم ہے سب حال حقیقت خواجہؒ

سامنا کتنے اندھیروں کا ہے ہم کو لیکن
تیری یادیں ہیں اجالوں کی ضمانت خواجہؒ

تاجداروں کی حکومت ہے فقط جسموں تک
آپ فرماتے ہیں روحوں پہ حکومت خواجہؒ

شوق کیا ہے فقط اک ذرّۂ خاکِ در ہے
یہی نسبت ہے بڑے کام کی نسبت خواجہؒ

٭٭٭

جب تک میرے سر پر ہے سایہ میرے خواجہؒ کا

صدیوں سے زمانہ ہے شیدا میرے خواجہؒ کا
اللہ کا جلوہ ہے جلوہ میرے خواجہؒ کا

ہر دم ہے کرم مجھ پر ایسا میرے خواجہؒ کا
بے مانگے بھی ملتا ہے صدقہ میرے خواجہؒ کا

خواجہ کے خزانے میں دولت ہے خدائی کی
چلتا ہے دوعالم میں سکّہ میرے خواجہؒ کا

دربار میں خواجہ کے جلوے ہیں مدینے کے
کس شان کا ہے روضہ میرے خواجہؒ کا

دنیا کے بدلنے سے ہونے کا نہیں کچھ بھی
جب تک میرے سر پر ہے سایہ میرے خواجہؒ کا

اِس در کے فقیروں نے شاہوں کو نوازا ہے
آئیگا سمجھ میں کیا رُتبہ میرے خواجہؒ کا

آئینۂ دل میں ہیں جلوے میرے خواجہؒ کے
آنکھوں میں سمایا ہے مُکھڑا میرے خواجہؒ کا

لاج اپنے غلاموں کی ہر حال میں رکھتے ہیں
احساں ہے غلاموں پر کیا کیا میرے خواجہؒ کا

شوقؔ اپنے لئے سب کچھ خواجہؒ کی غلامی ہے
مقصودِ دل و جاں ہے جلوہ میرے خواجہؒ کا

☆☆☆

دکن میں ہیں چراغِ دہلویؒ کی روشنی خواجہؒ

وہی بندہ نوازی ہے یہ شانِ بندگی خواجہؒ
دکن میں ہیں چراغِ دہلویؒ کی روشنی خواجہؒ

ترستی ہیں نگاہیں کب سے قدموں کے اجالے کو
اگر ہے زندگی حائل تو لے لو زندگی خواجہؒ

میرا کیا ہے گدائے بے نوا ہوں آستانے کا
دکھانی ہے تمہی کو اپنی شانِ خواجگی خواجہؒ

تصرف میں تمہارے دین و دنیا کے خزانے ہیں
جو تم دینے پہ آجاؤ تو کس شئے کی کمی خواجہؒ

طریقے تم کو سب معلوم ہیں بندہ نوازی کے
بڑے دربار کی ہوتی ہے بخشش بھی بڑی خواجہؒ

فدائے آستانت می شود خلقِ خدا ہر دم
خدائی می کنی اندر لباسِ بندگی خواجہؒ

نظر چپ ہے تو کیا سینوں میں دل فریاد کرتے ہیں
صدا دیتی ہے تم کو غمزدوں کی بے بسی خواجہؒ

بگڑتے دیر لگتی ہے نہ بنتے دیر لگتی ہے
بہت ہے اک ذرا سی بھی توجہ آپ کی خواجہؒ

فقط اک نسبتِ وابستگی کا ہے بھرم سارا
وگرنہ کیا ہیں ہم اور ہماری زندگی خواجہؒ

تمہارے آستاں سے ہر زمانہ فیض پاتا ہے
یہاں سے سب نے پائی ہے دلوں کی روشنی خواجہؒ

ملی ہے قطبیت بھی خواجگی بھی ہند کی تم کو
عطا کر دو کبھی تو صدقۂ آلِ نبیؐ خواجہؒ

کرم کی اک نظر کا شوق بھی محتاج ہے کب سے
نہاں تم سے نہیں ہے دامنِ دل کی نمی خواجہؒ

جتنی جسے عقیدت بندہ نوازؒ ہے

شانِ بشر میں قدرتِ بندہ نوازؒ ہے
بے صورتی بہ صورتِ بندہ نوازؒ ہے

دل جلوہ گاہِ حضرتِ بندہ نوازؒ ہے
جینا میرا کرامتِ بندہ نوازؒ ہے

پاتے ہیں جس سے اہلِ نظر اب بھی روشنی
سیرت نبیؐ کی سیرتِ بندہ نوازؒ ہے

فیضانِ خواجگی سے نہیں کون بہرہ ور
ہر بندے پر عنایتِ بندہ نوازؒ ہے

وہ زندگی ہو یا سر و سامانِ زندگی
جو کچھ بھی بدولتِ بندہ نوازؒ ہے

اُتنا ہی اس کو فیض ہے بندہ نوازؒ سے
جتنی جسے عقیدتِ بندہ نوازؒ ہے

اس آستاں سے خلق کو کیا کچھ نہیں ملا
تقدیر ساز، رحمتِ بندہ نوازؒ ہے

راہِ حیات ہو کہ منازل سلوک کے
ہر گام پر ضرورتِ بندہ نوازؒ ہے

شاہوں کے تخت و تاج ہوا بُرد ہو گئے
جاری مگر حکومتِ بندہ نوازؒ ہے

ہے نسل بعدِ نسل ولایت کا سلسلہ
وہ مرتبہ وہ عظمتِ بندہ نوازؒ ہے

دنیا کو کیا خبر میرے حالِ تباہ کی
اس پردے میں سکونتِ بندہ نوازؒ ہے

شوقؔ اپنے پاس دولتِ دنیا تو کچھ نہیں
لے دے کے ایک نسبتِ بندہ نوازؒ ہے

☆☆☆

کس شان کا دربار ہے دربارِ ابوالفیضؒ

اک مرتبہ جو دیکھ لے انوارِ ابوالفیضؒ
ہو جائے ہمیشہ کو فدا کارِ ابوالفیضؒ

کس شان کا دربار ہے دربارِ ابوالفیضؒ
صدیوں سے زمانہ ہے پرستارِ ابوالفیضؒ

عظمت کا وہ مینار ہیں انوارِ ابوالفیضؒ
ہر آنکھ نہیں قابلِ دیدارِ ابوالفیضؒ

چلتی ہے نسیمِ کرمِ بندہ نوازی
ہر آن ہے مہکا ہوا گلزارِ ابوالفیضؒ

دربارِ ابوالفیضؒ سے کیا کچھ نہیں ملتا
دیکھو تو ذرا آکے بہ دربارِ ابوالفیضؒ

مٹ جاتے ہیں ذہنوں سے زمانے کے اندھیرے
روشن ہے بہت سایۂ دیوارِ ابوالفیضؒ

کیا کیا ہیں یہاں بندہ نوازی کی ادائیں
سرکارِ ابوالفیضؒ ہے سرکارِ ابوالفیضؒ

ساقی زرہِ لطف بدہ تشنہ لباں را
یک جرعۂ از ساغرِ سرشارِ ابوالفیضؒ

اربابِ نظر ہیں کئی وابستۂ دامن
ہے شوق عجب شانِ حق آثارِ ابوالفیضؒ

یہاں ہر فضیلت ہے شانہ بہ شانہ

حقیقت میں بندہ نوازی گھرانہ　　خدائی ولایت کا ہے کارخانہ
ابو الفیضؒ کا فیض بخش آستانہ　　کئی بے ٹھکانوں کا ہے یہ ٹھکانہ
جسے مل گیا آپ کا آستانہ　　زمانے میں ہے بے نیازِ زمانہ
فقیروں کی عظمت کا کیا ہے ٹھکانہ　　اشاروں پہ چلتا ہے اِن کے زمانہ
کرم جس پہ منظور ہوتا ہے اُن کو　　عطا کرتے ہیں جذبۂ والہانہ
سیاست ہو یا خواجگی یا ولایت　　یہاں ہر فضیلت ہے شانَہ بہ شانَہ
برستی ہے دن رات رحمت خدا کی　　یہ دربار ہے رحمتوں کا خزانہ
رہے سر پہ سایہ سلامت تمھارا　　بدلتا ہے کروٹ تو بدلے زمانہ
خدائی کے جلوے نظر آئیں گے کیا　　نظر عارفانہ ۔ نہ دل مُخلصانہ
ہر اک سمت انوار ہیں خواجگی کے　　درِ خواجہ ہے ایسا آئینہ خانہ

نظر اپنی ہے شوقؔ اُن کے کرم پر
کرم کو ہے درکار کوئی بہانہ

☆☆☆

(طرحی مشاعرہ بیدر)

جو شان ہے داداؓ کی وہی شانِ ابوالفیضؓ

کیا مدحِ ابوالفیضؓ ہو شایانِ ابوالفیضؓ — فکر اپنی کہاں اور کہاں شانِ ابوالفیضؓ

بندوں پہ بہ ہر حال ہے احسانِ ابوالفیضؓ — محدود نہیں وسعتِ دامانِ ابوالفیضؓ

ہم کیوں نہ دل و جاں سے ہوں قربانِ ابوالفیضؓ — جینا ہی ہمارا ہے بہ فیضانِ ابوالفیضؓ

آسان نہیں منزلِ عرفانِ ابوالفیضؓ — جو شان ہے داداؓ کی وہی شانِ ابوالفیضؓ

ہوتی ہے بڑی شان بڑے در کے گدا کی — چھپتا ہے کہاں حال گدایانِ ابوالفیضؓ

دامانِ ابوالفیضؓ سے نسبت ہی بہت ہے — کچھ بھی نہ سہی آرزو مندانِ ابوالفیضؓ

وحدت کی بہاروں سے مہکتی ہیں فضائیں — فردوس بہ داماں ہے گلستانِ ابوالفیضؓ

وابستگی اس در کی متاعِ دل و جاں ہے — جائینگے کہاں در سے فدایانِ ابوالفیضؓ

سر پر ہے کڑی دھوپ زمانے کی تو کیا ہے — کافی ہے بہت سایۂ دامانِ ابوالفیضؓ

یونہی کوئی نعمت بھی کسی کو نہیں ملتی — یہ جانتے ہیں رتبہ شناسانِ ابوالفیضؓ

دنیا کی نظر کتنی ہے شوق اُن کو جو سمجھے
شاہانِ زمانہ ہیں غلامانِ ابوالفیضؓ

تاجدارِ دین و دُنیا بابا شرف الدینؒ ہیں

نورِ سلطانِ مدینہ بابا شرف الدینؒ ہیں　　بے سہاروں کا سہارا بابا شرف الدینؒ ہیں

جانِ غوثِ پاک و شانِ خواجۂ گُل خواجگاں　　سہروردی شاہِ والا بابا شرف الدینؒ ہیں

رشتہ دارِ اہلِ بیتِ مصطفٰیؐ، قطبِ دکن　　تاجدارِ دین و دُنیا بابا شرف الدینؒ ہیں

آپ سے پھیلی دکن میں روشنی اسلام کی　　شمعِ وحدت کا اجالا بابا شرف الدینؒ ہیں

ہو رہی ہے جس سے سیراب آج بھی خلقِ خدا　　رحمتِ حق کا وہ دریا بابا شرف الدینؒ ہیں

کتنی صدیوں پر ہے دامن آپ کا سایہ فگن　　ہر زمانے کا وسیلہ بابا شرف الدینؒ ہیں

ساز و ساماں زندگی کا ہے یہی وابستگی　　ہم گدائے در ہیں، آقا بابا شرف الدینؒ ہیں

فیض پاتا ہے زمانہ آپ کے دربار سے　　ہم بھی محتاجِ کرم یا بابا شرف الدینؒ ہیں

شوقؔ کوئی بھی نہیں پُرسانِ حال اپنا تو کیا

آسرا ہم بیکسوں کا بابا شرف الدینؒ ہیں

آپ ہر دل کی اُمّیدِ منزل رَساں سیّدینِ دکن یُوسُفَین اَلحَسَنؒ

آپ ہیں نائبِ قطبِ ہندوستاں سیّدینِ دکن یُوسُفَین اَلحَسَنؒ
خواجۂ ہند، محبوبِ کُل خواجگاں سیّدینِ دکن یُوسُفَین اَلحَسَنؒ

تم نبیؐ و علیؓ کے ہو نورِ نظر، غوثؓ اعظم کے خواجہؒ کے لختِ جگر
جس پہ تم مہرباں اُس پہ سب مہرباں سیّدینِ دکن یُوسُفَین اَلحَسَنؒ

دم قدم سے تمھارے بہارِ دکن، ہیں تمھارے فیوض انجمن انجمن
پل رہے ہیں تصدّق میں سب ہر زماں سیّدینِ دکن یُوسُفَین اَلحَسَنؒ

آندھیوں میں جلا کر چراغ آپ نے اک نئی روشنی دی ہے حالات کو
آپ ہر دل کی اُمّیدِ منزل رَساں سیّدینِ دکن یُوسُفَین اَلحَسَنؒ

کس کے احوال سرکار سے ہیں نہاں؛ آنسوؤں کی زباں خامشی کا بیاں
مانگتی ہیں کرم دل کی گہرائیاں سیّدینِ دکن یُوسُفَینُ الحَسَنؒ

وارثِ شہ کلیمؒ اے شہِ حق نشاں آپ کی عظمتیں ہیں جہاں در جہاں
ہم کہاں اور کہاں آپ کا آستاں سیّدینِ دکن یُوسُفَینُ الحَسَنؒ

کوئی حیرت نہیں شوقِ ارضِ دکن، ہے جو صدیوں سے رُوحانیت کا چمن
شاہِؒ گلبرگہ بابا شرفؒ ہیں یہاں سیّدینِ دکن یُوسُفَینُ الحَسَنؒ

☆☆☆

چھُپتا کہاں ہے دیکھنے والا قدیر کا

گہرا ہے ربط رُوح سے کتنا قدیر کا
جاری نَفَس نَفَس میں ہے کلمہ قدیر کا

احسان زندگی پہ ہے کیا کیا قدیر کا
سب کچھ چھُٹا' خیال نہ چھُوٹا قدیر کا

پہلے تو صدقِ دل سے تو ہو جا قدیر کا
پھر اس کے بعد دیکھ تماشا قدیر کا

ہر روپ میں ہے اک نیا جلوہ قدیر کا
دنیا ہے یا ہے آئینہ خانہ قدیر کا

محدود کب ہے حسنِ دل افزا قدیر کا
جیسی نظر ہے ویسا نظارہ قدیر کا

تو رازِ مَن عَرف سے ذرا آشنا تو ہو
ہر سُو دکھائی دے گا اُجالا قدیر کا

کرتا ہے کوششوں پہ بڑا ناز آدمی
کرتا ہے کام اصل میں منشا قدیر کا

اپنی نفی کا نام ہے اقرارِ لا الٰہ
یعنی جو کچھ بھی ہے وہ ہے تنہا قدیر کا

تحقیقِ کلمہ' دین کی خدمت' حق آگہی
مسلک یہی رہا ہے ہمیشہ قدیر کا

رکھا نہ کام دولتِ دنیا سے عُمر بھر
ایسا تھا فُقرِ فخرِی سے رشتہ قدیر کا

انداز بولتے ہیں نظر بولتی ہے شوقؔ
چھُپتا کہاں ہے دیکھنے والا قدیر کا

☆☆☆

(طرحی مشاعرہ ہلکتہ واڑی)

عارفوں کو ہی ہوا کرتا ہے عرفانِ قدیر

یادِ اقرارِ ازل ہے عہد و پیمانِ قدیر
آتی جاتی سانس میں جاری ہے فیضانِ قدیر

دل کو زخموں کو بنا کر ہم گلستانِ قدیر
کس مزے سے جی رہے ہیں زیرِ دامانِ قدیر

ارفع و اعلیٰ ہے کتنی ذاتِ ذی شانِ قدیر
جسکی جتنی فکر ہے اُتنا ہے عرفانِ قدیر

جب بھی سجتی ہے کہیں بزمِ محبانِ قدیر
خود بخود آتے ہیں کھنچ کر جانثارانِ قدیر

زندگی کی الجھنوں میں لاکھ غفلت ہو تو کیا
رُوح سے رہتا ہے قائم ربطِ پنہانِ قدیر

ہونے والا کچھ نہیں ہے گردشِ حالات سے
سر پہ ہے سایہ فگن جتنک کہ دامانِ قدیر

ہے قدیری آستانہ مرکزِ خلقِ خدا
فیض بخشِ ہر زمانہ، مظہرِ شانِ قدیر

صرف اہلِ سلسلہ پر ہی نہیں ہے منحصر
ہر عقیدت مند ہے ممنونِ احسانِ قدیر

معرفت کا راستہ ہر ایک کے بس کا نہیں
عارفوں کو ہی ہوا کرتا ہے عرفانِ قدیر

کلمے کی تفسیر تو ہر دور میں ہوتی رہی
کلمے کی تحقیق ہے کارِ نمایانِ قدیر

ایک ہی جلوے کے دونوں آئینہ خانے ہیں شوق
چاہے اس کو دل سمجھ لو چاہے ایوانِ قدیر

☆☆☆

(طرحی مشاعرہ ہلکٹہ واڑی)

جو کچھ ہے اپنے پاس عطائے قدیر ہے

کیا غم جب اپنے ساتھ خدائے قدیر ہے
راضی ہیں اس پہ جو بھی رضائے قدیر ہے

دل وقفِ عشق، جان فدائے قدیر ہے
جو کچھ ہے اپنے پاس عطائے قدیر ہے

غفلت کا کیا سوال ہے ذکرِ قدیر سے
خود زندگی ہماری برائے قدیر ہے

ملتی ہے ہر قدم پہ نگاہوں کو روشنی
دھڑکن نہیں ہے، دل کی صدائے قدیر ہے

دولت بھی رکھ کے لوگ پریشان ہیں مگر
کملی میں اپنی مست گدائے قدیر ہے

مفہوم لا الٰہ کا ہے خود سپردگی
اقرارِ کلمہ، عہدِ وفائے قدیر ہے

خالی نہیں ہے سانس کوئی ذکرِ یار سے
یادِ قدیر دل میں بجائے قدیر ہے

دامن میں اپنے دولتِ دُنیا نہیں تو کیا
سرمایۂ حیات وِلائے قدیر ہے

اَسرارِ مَن عَرَف سے جو دل آشنا ہوا
ہر حال میں وہ زیرِ لوائے قدیر ہے

دنیا کسی کے در سے بھی وابستگی رکھے
اپنا سرِ نیاز بہ پائے قدیر ہے

حائل ہوں شوق راہ میں کتنے ہی فاصلے
منزل نظر کی جلوہ سرائے قدیر ہے

☆☆☆

(طرحی مشاعرہ ہلکٹہ واڑی)

دُوری میں بھی نصیب ہے قُربت قدیر کی

کس طرح کوئی سمجھے گا عظمت قدیر کی
جیسا خیال ویسی مَعیّت قدیر کی

دل میں ہے کس مزے سے سکونت قدیر کی
ہے زندگی کے ساتھ محبت قدیر کی

لائی ہے کس مقام پہ نسبت قدیر کی
دُوری میں بھی نصیب ہے قُربت قدیر کی

دل پر رکھا ہے ہاتھ خیالِ قدیر نے
جب بھی پڑی ہے ہم کو ضرورت قدیر کی

سانسوں کو لا الٰہ کا ترانہ بنایئے
ہر حال میں یہی تھی ہدایت قدیر کی

ہمسائیگئ درد سے نکلا نہ دل کبھی
چھوٹی نہ ایک پَل کو رفاقت قدیر کی

جھکتے ہیں سر کے ساتھ زمانے کے قلب بھی
ہے کتنی لازوال حکومت قدیر کی

جس دن سے ہم کو آیا ہے کچھ ہوشِ زندگی
سمجھے ہیں زندگی کو امانت قدیر کی

قدموں میں ہے فقیر کے دنیا تو کیا عجب
عرفانِ حق کا نام ہے دولت قدیر کی

مہکا ہوا ہے دل میں عقیدت کا گلستاں
پھولوں میں تُل رہی ہے محبّت قدیر کی

راہِ خدا میں شوقِ خیال اپنا کچھ نہ تھا
تھی ایسی سادہ زندگی حضرت قدیر کی

☆☆☆

(طرحی مشاعرہ ہلکٹہ واڑی)